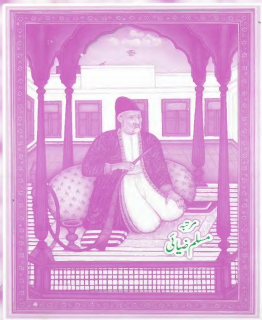


غالب کا منسوخ دیوان



ادارۂ یادگار غالب ۰ کراچی

غالب کا منسوخ دیوان

مرزا اسد اللہ خاں غالب

مرتبہ
مسلم ضیائی

ادارۂ یادگار غالب ۵ کراچی

سلسلہ مطبوعات ادارہ یادگار غالب

شمار: ۷۵

طابع	:	احمد برادرز، کراچی
قیمت	:	پانچ سو روپے
سال اشاعت	:	۱۹۶۹ء
طباعت ثانی	:	۲۰۱۳ء



ادارہ یادگار غالب و غالب لائبریری

پوسٹ بکس : ۳۲۶۸، ناظم آباد، کراچی۔ ۷۳۶۰۰

فون : ۳۶۶۸۶۹۹۸

ترتیب

ب	رؤف پارکچہ	معروضات
د	مسلم ضیائی	مقدمہ
ا		دیوان
		متفرقات
۲۲۳		قصائد
۲۶۱		غزلیں
۲۷۵		قطعات
۳۱۹، ۳۸۳		نکس
۳۸۸		مرثیہ
۳۸۹		سلام
۳۹۴		سہرا
۳۹۳		مشنویات
۳۴۰		رباعیات
۳۴۲		فردیات
۳۴۸		مصرعے
۳۴۹		فہرست اشعار

معروضات

ادارہ نیا دگار غالب نے ۱۸۶۹ء میں غالب کی صد سالہ بری ایسے اہتمام سے منائی کہ اہل قلم اور اہل علم آج بھی ان تقریبات کو یاد کرتے ہیں۔ ادارے کے بانی معتقد مرزا ظفر الحسن اور بانی صدر فیض احمد فیض نے اس موقع پر نہ صرف کئی شاعر و نقاد یب کا انتظام و انصرام کیا بلکہ غالبیات پر کئی اہم مطبوعات کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا۔

غالب صدی مطبوعات کے اس سلسلے میں مسلم دنیا کی جیسے غالب شناس کی زیر نظر کتاب "غالب کا منسوخ دیوان" بھی ادارے نے شائع کی۔ اس کتاب کی اشاعت کی غرض و غایت یہ تھی کہ غالب کے وہ تمام اشعار جو ان کے حیدر اول دیوان میں درج نہیں ہیں لیکن مختلف قلمی نسخوں میں موجود ہیں ان کو ترتیب سے پیش کر دیا جائے تاکہ قارئین ان تمام اشعار کو یک جا دیکھ سکیں جو ہیں تو غالب ہی کے قلم سے لیکن غالب کا جو دیوان باعموم دست یاب ہے اس میں شامل نہیں ہیں۔

غالب کا جو دیوان آج کل باعموم دست یاب ہے وہ دراصل اس دیوان کا ایک نقش ہے جو غالب نے خود ۱۸۳۲ء میں ترتیب دیا تھا اور انھوں نے اس میں سے کئی اشعار نکال دیے تھے۔ دیوان غالب کے دیگر مطبوعہ نسخے جو زیادہ مشہور ہیں وہ حمید احمد خان، امتیاز علی عری، مفتی انوار الحق، مالک رام اور شیخ محمد اکرام وغیرہ کے مرتبہ ہیں۔ ان نسخوں میں بھی ایسے کئی اشعار موجود ہیں جو غالب نے ۱۸۳۲ء کے انتخاب میں شامل نہیں کیے تھے۔ نسخہ عری میں ایسے اشعار بالخصوص

موجود ہیں لیکن اول تو اس کی ترتیب عام قاری کے لیے الجھن کا باعث ہے اور دوسرے عرشی صاحب نے زیادہ تر نسخہ شیرانی میں شامل کلام کو ترجیح دی ہے۔

مسلم ضیائی کا مرتب کردہ یہ نسخہ اس لیے مختلف ہے کہ ایسے تمام اشعار کو جو متعدد اول دیوان میں موجود نہیں ہیں مسلم ضیائی صاحب نے دیوان کی ترتیب سے (یعنی ردیفوں کی الف بائی ترتیب سے) پیش کیا ہے اور ابتدا میں اصناف کی فہرست بھی دے دی ہے۔ اس طرح اشعار کی تلاش آسان ہوگی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان قلمی نسخوں کی تفصیل بھی دی ہے جن سے استفادہ کر کے یہ اشعار مرتب کیے گئے ہیں۔ اختلاف نسخہ بھی حواشی میں ظاہر کر دیے ہیں مختلف تراجم (جو مختلف نسخوں میں اس) کو بھی حواشی میں ظاہر کر دیا ہے اور نسخوں کا حوالہ بھی دے دیا ہے تاکہ محققین کو تحقیق مزید میں مزید آسانی ہو۔ اس طرح آسانی اور استناد دونوں لحاظ سے یہ نسخہ لاجواب ہے۔

لیکن یہ اہم کتاب خاصے عرصے سے نایاب تھی۔ اس کی اشاعت جانی ادارے کے لیے باعث مسرت ہے اور امید ہے کہ غالب کے چاہنے والوں کے لیے بھی خوشی کا باعث ہوگی۔



مقدمہ

غالب نے اپنے اردو اشعار کے کتنے مجموعے کتنے انتخاب اور کتنے دیوان ترتیب دیے، اس کا صحیح طور پر تعین کرنا بہت مشکل ہے۔ اب تک جو مجموعے دریافت ہوئے ہیں ایک دوسرے سے مختلف اور اشعار کے لحاظ سے کمی و بیشی رکھتے ہیں۔

جن خطی نسخوں کا علم ہو سکا ہے، حسب ذیل ہیں:

۱۔ نسخہ نو جہاد محمد خاں (بھوپال) نوشتہ ۵ دھرمے ۱۲۳۷ھ (یکم نومبر ۱۸۲۲ء) یہ انتخاب نایاب ہے۔

۲۔ نسخہ شیرانی (لاہور) یہ ۱۸۴۶ء کے قریب لکھا گیا (پنجاب یونیورسٹی)۔

۳۔ گل رعنا۔ یہ نسخہ ۱۸۴۸ء میں ترتیب دیا گیا۔ اس میں فارسی اور اردو اشعار کا انتخاب ہے۔

۴۔ نسخہ رامپور (۱۲۳۹ھ، ۱۸۳۴ء) (رامپور)۔

۵۔ نسخہ کراچی۔ ۱۸۳۸ء اس کے حواشی ۱۸۴۳ء کے قریبی زمانے کے ہیں۔

(قوی آثار خانہ کراچی۔ فوٹو منسلک مسلم ضیائی)

۶۔ نسخہ کریم الدین ۱۸۴۵ء (قوی آثار خانہ۔ کراچی۔ فوٹو منسلک مسلم ضیائی)

۷۔ نسخہ لاہور ۱۸۴۵ء (پنجاب یونیورسٹی)

۸۔ نسخہ رامپور (ثانی) ۱۸۵۵ء (رامپور)

۹۔ انتخاب غالب ۱۸۶۲ء کے بعد (رامپور)

نسخہ اول دھشم کے سوا کسی نسخے پر تاریخ کتابت درج نہیں۔ مندرجہ بالا متین قیاسی ہیں جن کی تائید دوسری شہادتوں سے ہوتی ہے۔

آج کل جو دیوان مندرجہ اول چھپا ہوا دستیاب ہوتا ہے وہ ۱۸۳۲ء میں غالب نے منتخب دیوان

ریختہ کے نام سے ترتیب دیا تھا اور وہی مختلف اوقات میں اضافوں کے ساتھ اب تک شائع ہو رہا ہے۔

۱: اشاعت اول	۱۸۴۱ء	مطبع سید الاخبار۔ دہلی
۲: اشاعت دوم	۱۸۴۳ء	مطبع دارالسلام۔ دہلی
۳: اشاعت سوم	۱۸۶۱ء	مطبع احمدی۔ دہلی
۴: اشاعت چہارم	۱۸۶۲ء	مطبع نظامی۔ دہلی
۵: اشاعت پنجم	۱۸۶۳ء	مطبع مفید خلافت۔ دہلی

غالب کی زندگی میں یہی پانچ اشاعتیں ہوئیں جن میں سے آخری اشاعت کی ترتیب باقی دوسری اشاعتوں سے مختلف ہے۔ یعنی اس میں غزلیات سے آغاز ہونے کے بجائے قطعات سے ابتدا ہوتی ہے اور مثنوی اور قصائد کے بعد غزلیں اور باعیاں درج کی گئی ہیں۔

مذکورہ اشاعتوں میں سے چوتھا ایڈیشن آج تک چھاپا جا رہا ہے، جسے متداول دیوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مختلف نسخوں میں جو اختلاف اضافے یا غائب کے خود منسوخ کردہ اشعار تھے انہیں ملحق الانوار ملحق، اکرام، عرشی اور مالک رام نے مختلف خطی اور مطبوعہ نسخوں کو پیش نظر رکھ کر، متداول میں اضافے کر کے مختلف اوقات میں شائع کیا ہے۔ ان میں جامع ترین وہ نسخہ ہے جو عرشی صاحب نے ۱۹۵۸ء میں بڑی کاوش اور جستجو سے پرانگندہ اشعار کو یک جا کر کے شائع کیا تھا۔ گویا آخری مجموعہ ہے جس میں غالب کا متداول اور منتشر کلام یک جا ہو گیا ہے۔

عرشی صاحب کا نسخہ یقیناً بڑی افادیت کا حامل ہے لیکن انھوں نے اصل اور قدیم کے بجائے کچھ معانی کے متن میں اشعار کی عموماً وہ ترتیب شدہ شکل درج کی ہے جو نسخہ شیرانی میں ہے۔ علاوہ ازیں اسے متن سے بہت دور اختلافِ نسخ کے تحت درج کیا ہے۔ جس کے باعث تلاش اور جستجو میں الجھن بھی ہوتی ہے اور وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ مختلف نسخوں سے اشعار خارج کروینے کے کیا محرکات تھے تو ان اشعار کے خطِ ملط ہو جانے کے باعث آسانی سے معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ اس دشواری کو قوشِ نظر رکھتے ہوئے متداول دیوان میں جو اشعار موجود نہیں لیکن تذکرہ

خطی فنون میں موجود ہیں ان سب کو بطور دیوان ترتیب دے دیا گیا ہے تاکہ محققین اور غالب پر کام کرنے والے حضرات کو حوالہ دیوان کے علاوہ جو اشعار غالب کے قلم سے نکلے ہیں انہیں تلاش کرنے میں وقت نہ ہو۔

اس مجموعے کا نام غالب کا منسوخ دیوان رکھا گیا ہے اور اس طرح اب غالب دوستوں اور غالب شناسوں کے سامنے غالب کے اردو کلام کے دو مجموعے ہوں گے۔

اس میں وہ تمام غزلیں، قصیدے، قطعے، مخمس، مسدس، مرثیہ، سلام، مثنویاں، رباعیاں، متفرق اشعار اور مصرعے شامل ہیں جو ان کے دوایں، تذکروں اور خطوط میں پھرے ہوئے تھے۔ حاشیے میں ان ماخذات کے حوالے دیے گئے ہیں تاکہ غالب کے کلام پر آئندہ کام کرنے والے اصل ماخذات تک پہنچ سکیں۔

متن میں اشعار اپنی ابتدائی شکل میں درج کیے گئے ہیں اور حاشیے میں وہ ترتیبیں ظاہر کر دی گئیں جو مختلف اوقات میں کی گئی تھیں۔ ان کے ساتھ ہی متعلقہ فنون کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے جن کے اختلافات حسب ذیل ہیں:

نسخہ مفرد احمد خاں (جو نسخہ حمید یہ دعویٰ ہے) = ف

نسخہ شیرانی (خطی) = ش

نسخہ کراچی (خطی) = ک

نسخہ نظامی مطبوعہ کاچور = ن

نسخہ حمید یہ مطبوعہ آگرہ = ح

نسخہ سرشی۔ مطبوعہ علی گڑھ = ع

آج غالب کی وفات کو سو سال پورے ہو گئے ہیں اور دنیا کے کئی ملکوں میں ان کی صد سالہ برسی منائی جا رہی ہے۔ اس طرح ان کی عظیم ادبی خدمات کا وہ اعتراف کیا جا رہا ہے جو ان کی زندگی میں نہیں کیا گیا اور جس کی انہیں ہمیشہ شکایت رہی۔

اس مجموعے کو شائع کرتے ہوئے مجھے غالب دوستوں اور غالب شناسوں کی صف میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے اور امید ہے کہ غالب دوست اسے شرف قبولیت بخشیں گے۔

(۱)

آتشیں پاہوں گداز وحشت زنداں نہ پوچھو
 مومے آتش دیدہ ہے ہر صفت یاں زنجیر کا
 شوخی نیرنگ صید وحشت طادس ہے
 دام، ہنر میں ہے پرواز چس تسخیر کا
 لذت ایجا دناز، افسوں عرص ذوق قتل
 نعل آتش میں ہے تیغ یار سے، نچیر کا
 خشت پشت دست عجز و قالب خوش دماغ
 پر ہوا ہے سہیل سئے پیمانہ کس تعمیر کا،
 وحشت خواب عدم، شور تماشا ہے اسد
 جو مژہ جو ہر نہیں، آئینہ تعبیر کا

(۲)

جنوں گرم انتظار و نالہ بیتابی کند آیا
 سویل تا بلب زنجیری دود سپند آیا
 ① مہ استقبال مثال زماہ اختر فشاں شوخی
 قشا، کشور آئینہ میں آئینہ بند آیا

۱۔ شوخ و ہمداروت، اور منہ شیرازی اش، میں ہمداد کی تعداد سات ہے۔
 انتخاب میں یہ باجی شمر میں لیے گئے۔ ۲۔ مہدیہ (ج)، اور عرش دج (ج) جو
 شو شیرازی میں جڑ مژہ ہے۔ ۳۔ مہ اختر فشاں کی بہر استقبال آنکھوں سے

تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے
 نگاہ بے حجاب ناز کو بسیم گزند آیا
 فضائے خندہ گل تنگ و ذوق عیش بے پروا
 فراغت گاہ آغوش وداع دل پسند آیا
 عدم ہے خیر خواہ جلوہ کر، زندان بیتابی
 خرام ناز، برق خمدن سخی سپند آیا
 جراح تحفہ، الماس ارمغان نادیدنی دعوت
 مبارکباد اسد، غمخوار جان درمستد آیا

(۳)

حجاب میر گل آئینہ بے مہرئی قاتل
 کہ انداز بخوں غلطیدن بسمل پسند آیا
 ہوی جس کو بار فرصت مستی سے آگاہی
 برنگ لالہ جام بادہ پر عمل پسند آیا
 سواد چشم بسمل، انتخاب نقطہ آرائی
 خرام ناز بے پروائی فت تل پسند آیا

لے ماشیف دشن دردمند داغ جگر پیہر۔

لے ش : ہوا سے سیر گل۔

لے شرف کے متن میں اس شعر پر لالا لکھ کر باغوں شعر حاشیہ پر لکھا گیا۔

استدہر جاسکنے نے طرح باغ تازہ ڈالی ہے
مجھے رنگ بہار ایجادی بیدل پسند آیا
رو اینہائے موج خونِ بے ل سے ٹپکتا ہے
کہ لطف بے تحاشا رفیقِ قاتل پسند آیا

(۴)

عالم جہاں بہ عرضِ باطل وجودِ حق
جوں صبح، چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا
جز قیس، اور کو نہ ملا عرصہ تمیش
صحرا مگر بہ تنگی چشمِ حسود تھا
آشفگی نے نقشِ سویدا کیا ہے عرض
ظاہر ہوا کہ داغ کا سراپہ، دود تھا
تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ
مڑگاں جو داہونی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا
بازیِ خورِ فریب ہے، اہل نظر کا ذوق
ہنگامہ، گرم حیرت بود و نبود تھا

۱۔ حق : اور کوئی نہ آیا ہر دے کار سے ش : سویدا کیا درست۔
۲۔ ک : جب آنکھ کھل گئی نہ زیاں تھا نہ سود تھا۔
۳۔ اس غزل میں مخلص استدہے۔ مطلع انتخاب میں ہیں یا گیا۔

(۵)

تنگی رفیق رہی، عدم یا وجود تھا
میرا سفر، یہ طالع چشمِ خود تھا
تو یک جہاں قماشِ بوس جمع کر، کہ میں
حیرت متابعِ عالم نقصان و شود تھا
گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک
میں پائمالِ حمزہ چشمِ کبود تھا
پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل مگر
کس کو دماغِ منت گفت و شنود تھا
خور، شبمِ آشنا نہ ہو اور نہ میں اسد
سرتا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا

(۶)

شورِ پندِ ناصح نے، زخمِ پریمک باندھ لیا
آپ سے کوئی پوچھے، تم نے کیا مزا پایا
بے دماغِ نجلت ہوں، رشکِ امتحانِ تاکے
ایک بے کسی، تجھ کو عالمِ آشنا پایا
جے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارِ با
ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پایا

خاکب زئی اُمید، کارخانہ طفلی
 یاس کو دو عالم سے، لب بختہ واپایا
 کیوں نہ دشت غالب باج خواہ تکیں ہو؟
 کشتہ تغافل کو، خصمِ خوبہ پاپا

(۷)

فکر ناز میں گریا، علقہ ہوں زمرتا پاپا
 عضو عضو، جوں زنجیر، یک دل صد پاپا
 شب، نظارہ پرورتھا، خواب میں خیال اسکا
 صبح، موجِ گل کو، وقفِ بوری پاپا
 جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادِ دل ہے
 زخمِ تیغِ قاتل کو، طرفہ دل کش پاپا
 بے نگین کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ
 ہم نے تیرے کوچے سے نقشِ مدعا پاپا
 نئے اسد جفا سائل، تے ستم جنوں مائل
 تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، اُفت آزا پاپا

۷۔ ش؟ خیال کے بجائے غرام ۷۔ ش، وقف کے بجائے نقش۔
 ۷۔ ش، ہم سے تیرے کوچے سے نقشِ مدعا پاپا۔

(۸)

کارخانے سے جنوں کے بھی ، میں غریباں نکلا
میری قیمت کا نہ اک آدھ گریباں نکلا
ساغر جلوہ سرشار ہے ، ہر ذرہ خاک
شوق دیدار بلا آئینہ سا ماں نکلا
عشرت ایجاد ! چہ برے گل دکو دودھ چراغ
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا
کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں لیکن آخر
جس کو دل کہتے تھے سوتیر کا پریکاں نکلا
کس قدر خاک ہوا ہے ، دل مجنوں یا رب
فتش ہر ذرہ ، سویدے بیباں نکلا

(۹)

شور رسوائی دل دیکھ کہ یک نالہ شوق
لاکھ پردے میں چھپا پر وہی عسلیں نکلا
شونجی رنج خا ، خون دفا سے کب تک
آخر اسے عہد شکن ! تو بھی پشیمان نکلا

لے سن : برے گل ، نالہ دل ۔ دودھ چراغ فصل

جو ہر ایک کا دھڑ خط سبز ہے ، خود بینی حسن
 جو نہ دیکھا تھا ، سو آئینہ میں پنہاں نکلا
 حق نو آموز رفت بہت کد شوری شوق
 سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آسان نکلا
 میں ہی معذور جزو ہوں اسدے خانہ قرب
 پیشوا لینے مجھے گھر سے بیباں نکلا

(۱۰)

نہ ہوئی ہم سے رقم ، حیرت خط رُبح یار
 صفحہ آئینہ جو لانگہ طوطی نہ ہوا
 وسعت رحمت حق دیکھ کہ بخت باجے
 مجھ کا کافر کہ جو معنوں معاصی نہ ہوا
 مرگیا صدمہ آواز سے قلم کی غالب
 ناقوانی سے حریف دم عیسیٰ نہ ہوا

(۱۱)

شب اختر ، قدح عیش نے عمل باندھا
 باریک قفلہ آبلہ منزل باندھا

ملے ک : بہت دُشوار پسند۔ ملے ج : صفر آئینہ ہوا آئینہ طوطی نہ ہوا
 ملے م : مرگیا صدمہ یک جنبش لب سے غالب۔

سجدہ، داماندگی شوق و تماشا منظور
 چا دیے پر زبور صد آئینہ منزل باندا
 ضبط گریہ، گہر آبلہ لایا آخر
 پائے صد موج، بہ طوفانکدہ دل باندا
 داغ اسے حاجت بے درد کہ در عرض حیا
 یک عرق آئینہ، برجہ سائل باندا
 حسن آشفگی حبسہ ہے عرض عجز
 دست موسیٰ بہ سر دعویٰ باطل باندا
 تپش آئینہ پرواز تفت، لاتی
 نامہ شوق بہ بال پر بسمل باندا
 دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغان کس نے
 خلوت ناز پہ، پیسیرایہ محفل باندا
 نا اُمیدی نے، بہ تقریب مضامین خمار
 کوچہ موج کو خمیازہ ساجل باندا
 مطرب دل نے، مرے تارِ نفس سے غالب
 ساز پر رشتہ پئے نغمہ بسیدل باندا

(۱۲)

نا توانی ہے، تماشا فی عمر رفت
 رنگ نے آئینہ آنکھوں کے مقابل باندھا
 اصطلاحاتِ اسیرانِ تفاعل مست پرچہ
 جو گروہ آپ نہ کھولی، اسے مشکل باندھا
 یار نے تشنگی شوق کے مضنون چاہئے،
 بہمنے دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا
 نوک ہر غار سے تھا بسکہ سب دزدی زخم
 جوں نڈبہمن نے کھپ پا پڑا سدا دل باندھا

(۱۳)

شب، کہ ذوقِ گفتگو سے تیری، دل بیتا تھا
 شوخی و حشت سے افسانہ، فنونِ خواب تھا
 گرمی برقِ تپش سے زہرہ دل آب تھا
 شعلہ جوالہ ہر یک حملتہ گرداب تھا
 بے زمیں سے آسمان تک فرشِ تعین بیتا تھا
 شوخی بارش سے مژہ فرارہ سیلاب تھا

لے ش، نہ بندے تشنگی شوق کے مضنون غائب، اگرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا
 مضنون افسانہ کا پھر اس شوق کے چاہئے ذوق ہے۔ مکے حمید (ج) فرارہ سیلاب۔

جوشِ یادِ نفسِ دمِ بزمِ طربِ آسائے
ناخنِ غم، یاں، سترِ تارِ نفس، مضربِ تھا

(۱۴)

دیکھتے تھے ہم، بچشمِ خود وہ طوفانِ بلا
آسمانِ بنگلہ جس میں ایک کفِ سیلابِ تھا
موج سے پیدا ہوتے پیراہنِ دریا میں خمار
گریہِ وحشت، بیکراںِ جلد، مہتابِ تھا
جوشِ تکلیفِ تماشا، عیشِ آبادِ نگاہ
فتنہِ خوابِ سیدہ کو آئینہِ مشابِ تھا
یہ بختِ کرہ میں بیدرد، خود بینی سے پوچھے
قلزمِ ذوقِ نظر میں آئینہِ پایابِ تھا
بیدی ہائے اسد، افسردگیِ آہنگِ تر
یادِ آیائے، کہ ذوقِ صحبتِ احبابِ تھا

(۱۵)

نہ بھولا اضطرابِ دمِ شامی، انتظارِ اپنا
کہ آخرِ شیشہِ ساعت کے کام آیا خوارِ اپنا

نوٹ: والی جزمِ نظر ہائے سازِ مشرت تھا اسد! اسے اس زمین میں
ایک اور غولِ غالب کے مروجہ دیوان میں ہے جو سنو ش میں موجود ہے اور لفظ کے معنی پر۔

زہیں آتش نے فصل رنگ میں، رنگِ دگر پایا
چراغِ گل سے ڈھونڈے ہے چمن میں شمعِ غدا پنا
اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے صیا دے پر
ہدام جو ہر آئینہ، ہو جاوے، شکا را پنا
مگر ہو مانعِ دامنِ کشتی، ذوقِ خود آرائی
ہو اے نقشِ بندِ آئینہ، سنگِ بزار اپنا
دریغ، اے تاتاری! ورنہ ہم ضبطِ آفتاب نے
علسمِ رنگ میں باندھا تھا، حمدِ استوار اپنا
اگر آسودگی ہے، مدعا سے رنجِ بیتابی
شمارِ گردشِ پیائے روزگار اپنا

(۱۶)

روِ خوابِ سیدہِ تنی، گردِ بکشتِ یکے رہی گئی
زہیں کو سیلی آسا دے، نقشِ قدمِ میرا
سراغِ آوارۂِ حرمِ دو عالم شودِ عشرہ ہوں
پدا فتاں ہے خبار، آنسوئے سحرائے عدمِ میرا
نہ ہو وحشتِ کشتِ درسِ سراپِ طرآءِ ہی

⑤ میں گردِ راہ ہوں، بے مدعا ہے ہیچِ دغمِ میرا

نہ اس غزل میں مخلص اسد ہے۔ ع۔ ش۔ ا۔ غبارِ راہ ہوں۔

ہو اے صبح ، یک عالم گریباں چاکلی ٹل ہے
 دہان زخم پیدا کر ، اگر کھاتا ہے غم میرا
 استادِ وحشت پرست گرشہ تنہائی دل میں
 بزرگِ موبج سے ، خمیازہ سا غر ہے دم میرا

(۱۷)

جہاں ہٹ جائے سبھی دید ، خضر آبادِ آسائش
 بجیب ہر نگہ پنہاں ہے حاصل ، رہنمائی کا
 بہ عجز آبادِ دہم مدد تسلیم شوخی ہے
 تغافل کو نہ کر معروف تمسکیں آزمائی کا
 استاد کا قصہ طولانی ہے ، لیکن مختصر یہ ہے
 کہ حسرت کش رہا عرض مستہائے جدائی کا

(۱۸)

ہوس گستاخی آئینہ ، تکلیفِ نظر بازی
 بجیب آرزو پنہاں ہے ، حاصلِ دلربائی کا
 نظر بازی ، طلبمِ وحشت آبادِ پرستیاں ہے
 رہا بیگانہ تاشیرِ افسوں آشنائی کا

لے حاشیہ : معروف کے بھائے سحران اورش میں بھیڑتے۔

مجھ کو : نہ دے نامے کو تو طولِ غائبانہ کھلے۔ کہ حسرت کیجی ہیں عرضِ مستہائے جدائی کا
 کہ جادویش۔ "پرستیاں"۔ "نفس"۔ "پرستیاں"۔

پنایا دردِ مسندِ دُردنی یارانِ یکِ دل نے
 سواِ خطِ پیٹ فی سے، نسخہٴ مومِ سیائی کا
 اسد! یہ عجزِ دہے سامانیِ قدرِ محنِ توام ہے
 جسے تو بندگی کہتا ہے، دھوئے ہے خدائی کا

(۱۹)

ہوں چراغانِ ہوس، جوں کا غدِ آتشِ زدہ
 داغ، گرمِ کوششِ ایجاد، داغِ تازہ تھا
 پڑچھ مت رسوائیِ اندازِ استغنائے حسن
 دستِ پابندِ حنا، رخسار، رہی غارِ صفتِ شمع
 دیدہ ترنے دئے اوراقِ نختِ دلِ بآبِ
 یادِ گارِ نالہ اک دیوانِ بے شیرازہ تھا
 بیونوائیِ ترصدائے نغمہٴ شہرتِ اسد
 بوریا، یک نیستماں عالمِ بلند آوازِ تھا

(۲۰)

بہم نے دشتِ کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع
 شعلہٴ عشقِ کراپٹا، سردِ سماںِ سب

(۲۱)

نہ پائی وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم نے
 عدم کرے گئے دل میں غیبِ رحمد کا
 عجزِ فراق میں تکلیفِ سیرِ گلِ مست
 بجھے دماغِ نبیسِ خندہ ہائے بجا کا
 یہ جانتا ہوں کہ تو اور جوابِ نامہ شوق
 مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ حنفِ مدِ فرس کا
 مرا شمول، ہر اکِ دل کے پیچ و تاب میں ہے
 میں ندعا ہوں تپشِ نامہ تمنا کا
 فلک کو دیکھ کے کرتا ہے تجھ کو یاد اسد
 اگرچہ گم شدہ ہے کاروبارِ دنیا کا

(۲۲)

کس کا خیال، آئینہ اتھرتھا
 ہر برگِ گل کے پردے میں دل سیر تھا

سُورۃ ش میں یہ غزل نہیں۔ حاشیہ ف پر۔ جی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو
 تے سوزکِ دن، تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو۔ تہ یہ جانتا ہوں کہ تو اور پیچ و تاب
 تے کہ دن، فلک کو دیکھ کے کرتا ہوں اکو یاد اسد جنہیں، کل ہے اندازِ کارِ فرا کا

کس کا جھون دید، تمہارا شکار تھا
 آئینہ خانہ، وادی جو ہر غمبار تھا
 جوں غنیمت دگل، آفتِ غالبِ نظر نہ پوچھ
 پیکاں سے تیرے جلوۂ جسم، آشکار تھا
 اب میں ہوں اور خونِ دو عالم کا معاملہ
 توڑا جو تو نے آئینہ، تمثالِ دار تھا
 دیکھی دم سے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر
 غیاظ، یک درازیِ عمرِ نماز تھا
 موجِ سراپ و شبتِ وفا کا بیاں نہ پوچھ
 ہر ذرہ شبل جو عمرِ تیغِ آبِ دار تھا
 بیخِ قیامت، ایک دمِ گرگِ مٹی اسد
 جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا

(۲۳)

دبیں خوں گشتہ رشک و فاقہ، خونِ بیل کا
 چرایا زخمیائے دل نے پانی، تیغِ قاتل کا
 نگاہِ چشمِ حاسد واملے اسے ذوقِ خود بینی
 تماشا شانی ہوں، وحدتِ خانہ آئینہ دل کا

نوٹ: اب میں ہوں اور ماقم یک شہرِ آرزو
 عکاسِ آفتاب کا نہ پوچھ حال۔ اس غزل میں تخلص اسد ہے۔

مشرر فرصت نگہ، سامانِ یک عالم چرخان
 بقدر رنگِ بیاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا
 سرا سرتاقتن کو کششِ جیتِ یک عرصہ جڑاں تھا
 ہوا دا ماندگی سے رہرواں کی فرقِ مسنزل کا
 مجھے اس قطع رہ میں خوفِ گرہی نہیں غالب
 عصائے خضر صحرائے سخن ہے خامہ بیدل کا

(۲۴)

شگفتن، کیوں دابرِ تفریبِ جونی کے
 تصور ہوں ابے موجبِ آزر دگاں کا
 غریبِ بدرجستہ بازگشتن کے
 سخن ہوں، سخنِ بر لبِ آذر دگاں کا
 سراپا یک آئینہ دابرِ شکستن
 ارادہ ہوں یک عالمِ اندر دگاں کا
 بصورتِ تکلف، بمعنی تا سعن
 اسد! میں تبسم ہوں پڑمردگاں کا

۱۔ دیردھرم آئینہ، نکھار تمنا + داما نگہ شوق تراشے ہے پناہیں
 ۲۔ ش: پہلے راہِ سخن میں خوب گرمی نہیں غالب! تھ: د: کہیں دار
 ۳۔ ش: ناخ پناہیں۔ د: کہیں گوار۔ تھ: ش: غصہ بہ کم دیرہم بازگشتن۔ د: ش: تندہ بلا صبر ہے

(۲۵)

غنیمتِ جنوں کو وقتِ تپش، در بھی دُور تھا
 اک گھر میں، مختصر کیا باں غنم دُور تھا
 اے دئے غنیمتِ نگہ شوق ! ورنہ یاں،
 ہر پارہ سنگ، لغتِ دل کو طُور تھا
 دریں تپش ہے برق کو اب اس کئے نام سے
 دُہِ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا
 شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھ کر
 پیمانہ، رات، ماہ کا بسریز نور تھا
 قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ مارئے
 ہاں اس معاملے میں تو میرا تصور تھا
 جنت ہے تیسری تیغ کے کشتوں کی منظر
 جو ہر سوادِ جملۂ مرگانِ حور تھا
 ہر رنگ میں جہلاستہ بقعہ نظر
 پردانہ تجلی شمعِ نظور تھا

لے ش : اترا رخسار دیکھ کر۔

لے ک : دن : اس کی خطائیں ہے یہ میرا تصور تھا۔ لے ش : کشتوں کا۔

(۳۶)

بہارِ رنگِ خونِ گل ہے ، سمانِ اشکباری کا
 جنونِ برق ، نشتر ہے رگِ ابر بہاری کا
 برائے حلِ مشکل ہوں زپا آفتِ دہِ حسرت
 بندِ حجابِ عقدہِ خاطر سے پمیاں خاکساری کا
 حرایبِ جوشِشِ دریا نہیں خود داریِ ساحل
 جہاں ساتی ہے تو ، باطل ہے دھوی ہوشیاری کا
 برقتِ سزگونی بے قصور ، انتظا رساں
 نگہ کو ، آبلوں سے ، شغل ہے اختِ شادی کا
 اسدا ساغرِ کشِ تسلیم ہو گردشِ سے گزروں کی
 کہ ننگِ فہمِ ستاں ہے ، گلہ بد روزِ گاری کا

(۳۷)

طاؤس درِ کاجِ ہرزہ آہ کا یاربِ افسِ خبار ہے کس جبرہ گاہ کا
 عزتِ گرینِ برمِ میں اماندگانِ دید مینائے سبے آبلہ پائے نگاہ کا
 ہر گامِ آبلے سبے دل در تہِ قدم کیا بیم ، اہل درد کو سختیِ راہ کا
 ۳۔ جیبِ نیازِ عشق ، نشانِ زانہ ہے آئینہ ہوں شکستِ طرفِ کلاہ کا ،

جاں در ہوا سے یک نگر غم ہے کہ پروانہ ہے کیل ترے داد خواہ کا

(۲۸)

خود پرستی سے سبے یا ہم و گزنا آشنا بکسی میری شریک آئینہ تیرا آشنا
آتش مومے داغ شوق بچے تیرا چاک در نہ ہم کس کے ہیں اے داغ تن، آشنا
بیداعی جگہ سنج رشک ہم دیگر نہیں یا تیرا، جام ہے، نمایاں میرا آشنا
جو ہر آئینہ جزو ہر سر مرگاں نہیں آشاک کی ہمدگر کج ہے ایسا، آشنا
رہ یک شیرازہ کشت میں بجے ہمار سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گلنا آشنا

(۲۹)

بے خون دل ہے، چشم جنوں میں نگہ غبار
یہ میکہ خراب ہے، مے کے سرخ کا
باغ شگفتہ تیرا، بساط ہوائے دل
اگر بہار، جسم کہ کس کے داغ کا
جو شب بہار، کلفت نظارہ ہے اسد
ہے ابر، پنہ روزن دیوار باغ کا

۱۔ یہ غل غل نہیں - مروجہ دیوان غزل میں "نگہ غم" کے بجائے "غصہ غم"

مخبر میں پنہم ہے مروجہ غبار -

مخبر کے دن : بساط فضا طر -

(۳۰)

گر نہ احوال شبِ فترت بیاں ہو جائے گا
 بے تکلف داغِ مہ، مہرِ دہاں ہو جائے گا
 گر وہ مستِ نازِ تکیں، دے صلائے عرضِ حال
 خارِ گل، بہرِ دہانِ گل، زباں ہو جائے گا
 لے توں سوتے میں اس کے بوسہ ہائے پاگزر
 ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا
 گر شہادتِ آرزو ہے، نشہ میں گستاخ ہو
 بالِ شیشے کا رگِ سنگِ فناں ہو جائے گا
 گر زگاہِ گرمِ فراقی رہی تمہیں ضبط
 شعلہِ خس میں جیسے خوں درِ رگِ نہاں ہو جائے گا

(۳۱)

قطرہ نے بکھیر دیا سے نفس پرور ہوا
 خطِ جامِ بادہ، یکسر رشتہ گور ہوا

لے حاشیہ ف اور ن میں "احوال" کے بجائے "اندوہ"۔

نہ گلِ رحمن اور ن "اس کے پاؤں کا بوسہ" سے حاشیہ ف اور ن میں غلوں دینگا

کے بجائے "خوں رگ ہیں"۔ نوٹ: یہ غزل "ش" میں نہیں۔

ن : خطِ جام لے سراسر رشتہ گور ہوا۔

گرمی دولت ہوئی ، آتش زب نام ہو
 خانہ حاتم میں یا قوت نگین ، استگر ہوا
 نشہ میں گم کردہ راہ آیا وہ مست فتنہ خو
 آج رنگ رفت ، دور گردش ساغ ہوا
 درد سے در پردہ دی ، مژگاں سیاہاں نے شکست
 ریزہ ریزہ استخوان کا ، پوست میں نشتر ہوا
 زہد گردیدن ہے ، مگر وحسانہ کائے منعمان
 دانہ تسبیح سے ، میں مہرہ کشید ہوا
 اے بضبط حال خونا کردگاں ! جوشش جنوں
 نشہ ہے ، اگر یک پردہ نازک تر ہوا ،
 اس چمن میں ، ریشہ داری جس نے سرکینچا اسد
 تر زبان طعنف ہم ساقی کو کثر ہوا
 (۳۲)
 اُف نہ کی ، گوسوز دل سے بے محابا جل گیا
 آتش خاموش کے مانند گریا جل گیا

لے متن میں لا لا ۔ حاشیہ ف اور ش میں :

استہمیشن کی خانہ خرابی دیکھنا ۔ غیر نے کی آہ لیکن وہ خنا خور پر ہوا
 تھے ف و ش ، مروجہ "دل مرا سوز نہاں سے ہے محابا جل گیا"

دود میں راستہ نبتان سے کرے ہے ہماری
 بسکہ شوق آتش گل سے سراپا جل گیا
 شمع رویاں کی سرانگشتِ جن غنی دیکھ کر
 غنیچہ گل پر فشاں پروانہ سما جل گیا
 خانہ بانِ عشقاں، دوکانِ آتش بانہ ہے
 شعلہ رویاں جب ہوتے گرم تماشا جل گیا
 تاکجا انوس گر یہ سائے صحبت لے خیاں
 دل ز آتش خیزئی داغِ تفتا جل گیا
 ہے اسد بیگانہ اندر دگی، اسے بے کسی
 دل ز اندازِ تپ کب اہلِ نوب جل گیا

(۳۲)

آہ زہ جراتِ فریاد کہاں دل کے پرے میں جگر یاد آیا

(۳۳)

جاں داد گاں کا حوصلہ، فرصت گداز ہے
 یاں عرصہ تپ سیدن بسل نہیں ہا

لے ش : دل پر سوزِ آتش داغِ تفتا جل گیا

لے ش : مردِ جوتل : میں ہوں اندر دگی کی آئندہ کہے مل، دیکھ کر طرزِ تپ کا اہلِ دنیا جل گیا
 نوٹ : اہلِ دنیا میں مردِ جوتل کے دل میں تپ کر دکھا آئندہ... میں گیا تپ کے دل میں تپ کر دکھاؤں جگہ دلوں کی بند۔
 تپ : دل سے تپ کے جگر یاد آیا۔

ہوں قطرہ زن براد می حسرت ہشمانہ روز
 جگر تار اشک جادہ منہ زل نہیں رہا
 اے آہ! میری خاطر واپس نہ کے سوا
 دنیا میں کوئی عتہء شکل نہیں رہا
 ہر چند ہوں میں طوطی شیریں سخن نہ
 آئینہ آہ میرے عتہ بل نہیں رہا
 اندازِ نالہ یاد ہیں سب محکو پر است
 جس دل پہ ناز تھا بے ، وہ دل نہیں رہا

(۳۵)

خلوتِ آبلہ پا میں ہے جولاں میرا
 خوں ہے ، دل تکی وحشت کے سیاں میرا
 ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا
 کونجِ خمیا زہنے ہر جسمِ نمایاں میرا
 عیشِ بازیکدہ حسرتِ جاوید رہا
 خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دہتاں میرا

۱۔ بیدار حشر سے نہیں ڈرتا، گرفتار

۲۔ یہ شعر ماشیہ فتن اور شمس ہے۔

حسرتِ نشہ و حشت نہ پہ سنی دل ہے
 عرصِ خمیہ زہِ مجنوں ہے گریباں میرا
 عالم بے سروسامانیِ فرصت مت پڑھ
 سنگِ وحشتِ مجنوں ہے، بیاباں میرا
 بے دایغ تپشِ رشک ہوں، اے جلوۂ حسن
 تشہِ خونِ دل و دیدہ ہے، پنیاں میرا
 منہم زنجیری بے ربطی دل ہے یارب
 کس زباں میں ہے لقبِ خواب پریشاں میرا
 بہ ہوس درو سیراہِ سلامت تا چند؟
 مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا
 بوئے یوسف، مجھے گلزار سے آتی تھی اسد
 دے نے برباد کیا پیہرِ بہستانی میرا

(۳۶)

شب، کہ وہ مجلسِ فردِ خلوتِ نائوس تھا
 شمع سے یک خار، و پیراہنِ نائوس تھا

نہ ہش : لشکر و حشت مجنوں۔

نہ ش : رشتہ ہر شمع خار کسوتِ نائوس تھا۔

بت پرستی ہے، بہارِ نقش بند بہائے دہر
 ہر صریح مد میں، یک نالہ ناقوس تھا
 غنچہ خاطر نے رنگ صد گلستاں گل کیا
 گردہ تصویر گلشن بیضیہ طاقس تھا
 پونچھ مت بیماریِ علم کی فراغت کا بیاں
 جو کہ کھایا خونِ دل بے منت کیوں تھا
 کل اسد کو ہم نے دیکھ گوشہ عثمانہ میں
 دست بر سر، سر بزانوئے دل مایوس تھا

(۲۷)

خود آرا دھشتِ چشمِ پری سے کل وہ بندھ تھا
 کہ موم، آئینہ تمثال کو، تعویذِ بازو نہا
 ہر شیرِ مٹی خواب آلودہ شرکانِ نشترِ زنبور
 خود آرائی سے آئینہ ملہم موم جادو تھا
 نہیں ہے باز گشتِ سیل حیراز جانبِ دریا
 ہمیشہ دیدہ گریاں کو آبِ رنستہ درجو تھا

ملہ مٹ، طبع کی داشتہ نے رنگ یک گلستاں گل کیا یہ دل دہشت گریا بیضیہ طاقس تھا
 ملہ مٹ، کیا کون بیماریِ علم کی فراغت کا بیاں۔

رہا نظارہ وقت بے تھا یہ سب بخود لڑا ملے
 سرشک آگین شرہ سے، دستِ مہلِ شیشہ بڑھتا
 غمِ عیسوی عزادارانِ لیلا کا ہستش گر
 خیم رنگِ سبب از طلق ہلے چشم آہو تھما
 رکھا غفلت نے دور افتادہ ذوقِ فنا و نثر
 اشارتِ فہم کو، ہر ناخن بریدہ، ابرو تھما
 اسد خاک و بریمینا، تا بر منق پاشیدن
 خوش روزے کو آبِ ادا ساغر سے تابزا لڑھکا

(۳۸)

دو دیدن کے کیس، جو ریشہ زیر زمیں پایا
 بگڑد سرمد، اندازِ نگاہِ شر گئیں پایا
 اُگی اک پنبتہ روزن سے بھی، چشمِ سفید آفر
 حیا کو، انتظا بر جلوہ ریزی کے ٹہیں پایا
 بہ حسرت گاہِ ناز کشتہ جاں بخشی خوں ہاں
 خضر کو، چشمہ آبِ بہت سے تر جہیں پایا

ملے ش : ۱۔ نظارہ وقت نے اتالی آب لڑاں پر ملے ش : غمِ بگڑد سرمد یہاں ہر چشم آہو تھما
 ملے ش : ۲۔ خاک و بریمینا اب سر پر اڑتا ہے + گتے وہ دی کو پانی جاہ سے تازہ لڑھکا

پریشانی سے ، مغز سدا ہوا ہے پسبد بلبش
 خیال شونخِ خواہاں کو راحت آفسریں پایا
 نفسِ حیرت پرست طبر زنا گیرائی تمکھوں
 مگر یک دست و دامن نگاہ واپس میں پایا
 اسد کریم و تاب طبع برق آہنگ مسکن سے
 حصار شعلہ جوالہ میں عسالت گزیر پایا

(۳۹)

نراکت ہے ، فسوں و عری طاقت شکستن ہا
 شراب سنگ انداز چرخ از جسم خستہا
 سید مستی چشم شونخ سے ہیں جو ہر ترکان
 شرار آساز سنگ مرمر یکسر باز بستہا
 ہوانے ابر سے کی ، موسم گل میں نہد بافی ہے
 کہ تھا آئینہ خور ، بے نقاب رنگ بستہا
 دل از اضطراب آسودہ ، طاعت گاہ داغ آیا
 برنگ شعلہ ہے مہر نماز از پانشتن ہا

ملہ ج ، عزت نشیں پایا سے غزل ۱۴۹۱ اشعار ۶۷۷ء و ۶۷۸ء

نوٹ : غزل ۱۴۹۱ صرف نمونہ میں ہے ۔

تکلف عافیت میں ہے ، دلا بہندِ قبا و اگر
 نفسہا ، بعدِ وصل و دست ، تا دایِ گسستن ہا
 استد ! برا شک ہے یک حلقہ بر زنجیر افز و دن
 پر بہندِ گر یہ ہے نقش بر آب امیدِ رستن ہا

(۳۰)

بہن جو ہر آئینہ ، از ویرانی دلہا
 غبارِ کوچہ ہائے موج ہے غاشکِ ساحلہا
 نگہ کی ہم نے پیدا رشتہ ربطِ علایق سے
 ہوتے ہیں پردہ ہائے چشمِ عبرت جلوہ عامل ہا
 نہیں ہے با وجودِ نصف سیرِ بخودی آس
 رو خوابیدہ میں انگنہ فی ہے طرح منزلہا
 غریبی ، بہر تکین ہوس ، درکار ہے ورنہ
 بوہم زرگرہ میں باندھتے ہیں برقی محاسن ہا
 تماشا کردنی ہے انتظارِ آبا و حیرانی
 نہیں عنید از نگہ جوں رگستاں فرشِ عقدہا
 استد ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیدائی
 بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حل مشکلبہا

(۳۱)

یہ شغلِ انتظار مہوشاں، در خلوتِ شبہا
 سہرتا و نظر ہے رشتہٗ تسبیح کو کہبا
 کرے گر فکرِ تعمیرِ غریبہائے دل گردوں
 دیکھے خشت، مثلِ استخراں بیروں ز قابہا
 عیادت ہائے طعن آلودِ یاراں ز ہر تال ہے
 رفتے زخم کرتی ہے، بنوکِ نیشِ عتدیا
 کرے ہے عشقِ خواباں پر دے میں مثالیٰ اپنی
 کہ ہے تہِ بندیِ خط، سبزہٗ خط در تہ لبیب
 فنا کو عشق ہے بے مقصدان، حیرت پرستاراں
 نہیں رفتا و غیر تیز رو، پابندِ مطلبہا
 اسد کو بت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے
 نہاں ہیں نالہٗ تا قوس میں در پردہ، یارب ہا

(۳۲)

یہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شہرتِ اہتمام اسکا
 نگلیں میں، جوں شرارِ سنگ، ناپیدا ہے ہم اسکا

لے اس غزل کے ساتھ نادر دہلوی کی غزل دیکھئے: "یہ شغلِ انتظار مہوشاں، در خلوتِ شبہا"
 یہ غزل صرف شہرت پرستوں کے لیے ہے۔ شہرت: باوصفِ شرمی۔

سردکار تواضع ، تاخیر گیسو سائیدن
 بسا بی شانہ ، زینت ریز ہے ، دستِ ملام اسکا
 مٹی آلودہ ہے مہر نواز شہنا مٹ پڑا ہے
 کہ داغ آرزو تے برسہ لایا ہے ، پیام اس کا
 لڑا ہے گردہ بزم میکشی میں قبر و شفقت کو
 جبرے پیمانہ مسد زندگانی ، ایک جام اسکا
 باقیہ نگاہ خاص ہوں عمل کش حیرت
 مبادا ہو عینِ غیر تغافل ، لطف عام اس کا
 اتد سودا تے سر سبزی سے ہے تسلیم رگیں تر
 کہ کشت خشک اس کا ابر ہے پروا خرام اسکا

(۴۳)

یاد روزے کہ نفس در گرو یارب تھا تہ
 نالہ دل بجز و امن قطع شب عت
 بہ تخمیر کدہ ضرورت آرائش وصل
 دل شب آئینہ وار پیش کوکب تھا

لے ش ، تو میرے گویا ماس کا ۔ ش ، مہر و شفقت جو کاتب کی نقل ہے ۔
 ش ، ڈرگاہ کے بہانے سلسلہ ۔

بہ تمنا کدہ حسرتِ ذوقِ دیدار،
 دیدہ گزخوں ہو، تماشاے چمنِ مطلب تھا
 جو ہر فکر پر افشائی نیرنگِ خیال
 حسنِ آئینہ و آئینہ چمنِ مشرب تھا
 پردہ دروِ دل آئینہ صدرِ نگِ نشاط
 بغیہ زخمِ چمکِ خندہ زیرِ لب تھا
 نارِ با محاسنِ اندیشہ کہ جوں کشت سپند
 دلِ ناسوختہ آتشِ کدہِ صدف تھا
 بابِ ابرام نہ تھا دل ہی ہمارا غالب
 ورنہ جو چاہئے اسبابِ تمنا، مستجاب
 آخر کار گرفتِ سرِ زلفِ ہوا
 دلِ دیوانہ کہ وارستہ ہر مذہب تھا
 شوقِ سامانِ فضولی ہے و گرنہ حنا ہے
 ہم میں سرمایۂ ایجب و تمنا کب تھا
 رات، دلِ گرمِ خیالِ حبسِ جانا نہ تھا
 زنگِ روتے شمع، برقی حشرِ من پر داغ تھا

شب، کہ مہتی کیفیت مہجمل بہ یاد روئے یار
ہر نظر، داغ مئے حنا لب پیمانہ تھا
شب، کہ باندھا خواب میں آنے کا غافل نے جناح
وہ فسونِ دعدہ میسرے واسطے انسانہ تھا
دود کو آج اس کے ماتم میں سیہ پرشی ہوئی
وہ دل سوزاں کہ کل تک شمع ماتم حنا تھا
ساتھ جنبش کے بیک برخواستن طے ہو گیا
تو کہ، محرابِ حنا بر دامن دیوانہ تھا
ہو کچھ اس کے سب عبد سیمیں و دست پر نگار
شارخ گل جلتی مہتی شمع، گل پروانہ تھا
اے استاد رویا جو دشتِ علم میں حیرت نہ وہ
آئینہ خانہ ہجومِ اشک سے ویرانہ تھا
شکوہ یاراں، غبارِ دل میں نہباں کڑیا
غالب! ایسے گنج کوشایاں ہی دیوانہ تھا

(۴۵)

بلکہ جو شبنم گریہ سے زیرِ دُزر، دیوانہ تھا

چاکہ مویج سیلِ تما پیراہنِ دیوانہ تھا

لے مندرجہ اور دیوانہ خاصہ نظمیں دیوانہ ایسی ہیں۔ ۱۔ مہتی، آشوب، شمع، حرف، شمع، لہجہ، پیراہن،

داغِ مہر ضبطِ بعب ہستی سعی سپند
 دودِ بخر، لالہ ساں، دُرودِ تیر پیمانہ تھا
 وصل میں بختِ رسا نے بندستاں گل کیا
 رنگِ شب تہ بند ہی دودِ چہر داغِ خانہ تھا
 شبِ تری تا شیرِ سحر شعلہ آواز سے
 تارِ شمع، آہنگِ مضراب پر پروانہ تھا
 موسمِ گل میں مئے گلگوں، حلالِ نیکشاں
 عقدِ وصلِ دختِ رز انگور کا ہر دانہ تھا
 انتظارِ زلف میں شمشاد ہمدست چنار
 نقشِ بندِ شکلِ مرثاں از نمودِ شاد تھا
 حیرتِ اپنی، نالہ، بیدار سے غفلتِ بنی
 راہِ خواہیدہ کو غوغائے جرس افانہ تھا
 کو برقتِ قتل، حقِ آشنائی اے نگاہ
 خنجرِ ہر اب دادہ، سبزۂ بیگانہ تھا

لے نوز ج میں پسند ہے مگر میرے خیال میں پسند ہے۔

تہ ش، انتظارِ جلۃِ کامل میں ہر شمس داغ، منوریتِ فزکانِ ماضی صوبِ عرضِ شانہ تھا

جوش پے کیفیتی ہے اضطراب آراستہ
ورنہ پسل کا تپیدن ، لغزشیں ستانہا

(۴۶)

کرے گر حیرت نظر ارہ طوفان نکلتے گئی کا
حباب چشمہ آیتنہ بروئے بغض طوطی کا
بروئے قیس دست شرم ہے شرکان آبوسے
گم ، روزِ حردی گم ہوا غما ، شانہ یلی کا
فان تیغ نازک مت اتلان سگب جہا صحت
دل گرم تپش ، قاصد ہے ، پیغام تسلی کا
نہیں گرواب جز سرگشتی ہائے طلب ، ہرگز
حباب بھر کے ہے آبلوں میں حصار ، ماہی کا
نیازِ جلوہ ریزی طاقب پائیں شکستہا
تکلف کو خیال آیا ہو گر جیسا پرہیزی کا
نہ بخشی فرصت یکشہنستان جلوہ خوردن
تصور نے کیا سامان ہزار آیتنہ بندی کا
استد ! تاثیر صافی ہائے حیرت جلوہ پڑو
حر آب چشمہ آیتنہ بروئے عکس زنجی کا

لے حق : پسل کا تپیدن ۔

(۳۷)

یک گام بخودی سے نہیں بہا رِصحا
 آغوشِ نقشِ پا میں کیجے فِشا رِصحا
 دھشت اگر رسا ہے، بیجا مصلیٰ ادا ہے
 پیمانہ ہوا ہے، مُشتِ غلبہ رِصحا
 اے آبلے! کرم کرا یاں رُغبہ یک قدم کر
 اے زورِ چشمِ دھشت! اے یادگارِ صحا
 دل در رکابِ صحا، حنا نہ حنا رِصحا
 موجِ سراپِ صحا، عرصہٴ غم رِصحا
 ہر ذرہ یک دلِ پاک آئینہٴ حنا، خاک
 تمثالِ شوقِ بیباک صد جادو چارِ صحا
 دیوانگی اسد کی حسرت کشِ طرب ہے
 در سر ہوائے گلشنِ در دل ہوائے صحا

(۳۸)

دھشتی بن، صیتِ دُنیہم، رم خوردوں کو کیا ہم کیا
 رشتہٴ چاکِ جیبِ دریدہ صرف قماشِ دم کیا

ملاحظہ فرمائیے: آئینہٴ حنا ہے خاک۔
 گلشنِ سرسبز ہے لٹکتا دل میں غبارِ صحا

عکسِ رُخِ افروختہ تھا، تصویر بہ پشتِ آئینہ
 شوخ نے دقتِ حسنِ طرازی تمکین سے آرام کیا
 ساقی نے از بہرِ گریباں چاکِ مریجِ بادۂ ناب
 تارِ لگاؤ سوزنِ مینا رشتہ خطِ حبام کیا
 مہرِ بجائے نامہ لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں
 قاتلِ تمکین سنج نے یوں حنا موشی کا پیغام کیا
 شامِ فراقِ یارِ مین جویشِ خیرہ مہرئی سے ہم ناسد
 ماہِ کو در تہِ سج کرا کب جائے نشینِ امام کیا

(۲۹)

کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکینِ نشتن کا
 کہ شِخِ گل کا خم، انداز ہے بالینِ شکستن کا
 نہاں ہے مردِ کم میں شوقِ رخِ رُخِ فروزاں سے
 سپندِ شعلہ، نادیدہ صفت، اندازِ جستن کا
 گدا ز دل کو کرتی ہے، کشوؤِ چشم، شبِ پُیا
 نمک ہے شمع میں، جوں موم جاؤ، خوابِ بستی کا
 نفسِ درِ سینہ ہائے ہمدِ گر، رہبت ہے پُرسہ
 نہیں ہے رشتہ الفت کو، اندیشہ شکستن کا

یہ غزل مرثیہ حضرت علیؑ میں ہے

دید، حیرت کش ٹر شید، چراغان خیال
 عرض شبزم سے پسمن، آئینہ تعمیر آیا
 عشق ترسا بچہ و ناز شہادت، مت پوچھ
 کہ ٹکڑے کی شہ، بہ پروانہ بر تیر آیا
 اسے خوش ذوق تہنہ شہادت کہند
 بے تکلف بہ سجود خم شمشیر آیا

(۵۱)

میر آنسوئے، تماشا ہے طلبگاروں کا
 خضر مشتاق ہے، اس دشت کے واروں کا
 سر خط بند ہوا، نامہ گنگاروں کا
 خون ہد ہد سے لکھا نقش، گرفتاروں کا
 فرد آئینہ میں بختیں شکن خندہ گل
 دل آزرده پسند آئینہ رخساروں کا
 داد خواہ تپش و مہر خموشی بر لب
 کا غبڑہ شرمہ ہے، حبا مہ ترے بیماروں کا
 وحشت ناز بہ وا ماندگی و وحشت ہے
 جس سے مت فلہ، یاں دل ہے گراں باروں کا

پھر وہ مومتے چمن آیا ہے ، خدا خیر کرے
 رنگ اڑتا ہے ، ٹھکناں کے ہوا داروں کا
 جلوہ بایر کس نہیں ، دل نگرانی غافل
 چشم امید ہے ، روزن تری دیواروں کا
 اسد ! اُسے ہرزہ درا ، نالہ بہ غوغا تا چنبد
 حوصلہ تنگ نہ کر ، بے سبب آزاروں کا

(۵۲)

عیادت سے ، زبیں ٹوٹا ہے دل ، یار بن گئیں کا
 نظر آتا ہے مومتے شیشہ ، رشتہ شمع بالیں کا
 صدا ہے کہ میں جشہ آفرین اے خلقت انیشتان
 پے سنجید بن یاراں ، ہوں حامل خوابِ سنگیں کا
 بجائے غنیمت و گل ہے ، ہجوم خار و خس یاں تک
 کہ صرف بخیمہ دامن ، ہوا ہے خندہ لچکیں کا
 نصیب آستیں ہے ، حاصل زوتے عرق آگیں
 چٹنے ہے کبکشاں ، خرمن سے مٹے کے خوش بردبار
 بوقت کعبہ جوتی ہا ، جرسن کرتا ہے ناقوسی
 کہ صحرا ، فصل گل میں ، رشک ہے بتخانہ چیں کا

تپیدن ، دل کو سوزِ عشق میں ، خوابِ فراموش ہے
 رکھا اسپند نے ، مجھ میں ، پہلو گرمِ تمکلیں کا
 استادِ طرزِ آشنائیاں ، قدردانِ لفظ و معنی ہیں
 سخن کا بندہ ہوں ، لیکن نہیں مشتاقِ تمہیں کا

(۵۳)

دردِ اسیم حق سے ، دیدارِ صنم حاصل ہوا
 رشتہٴ قبیحِ تمارِ حبِ ادہٴ منزل ہوا
 محنت سے تنگ ہے از بسکہ کارِ میکش
 رزمیں جوا نگورِ نکلا ، محنتِ دشمن ہوا
 قیس نے از بسکہ کی سیرِ گریبانِ نفس
 یک دو چہیں ، و اماںِ محسوس ، پردہٴ محفل ہوا
 وقتِ شب اس شمعِ روکے شعلہٴ آواز پر
 گزشتہٴ نسریں عارضوں ، پروانہٴ محفل ہوا
 حیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندیِ استاد
 نقص پر اپنے ہوا جو مطلع ، کامل ہوا نہ

ش : استاد ! اربابِ فطرت ، قدردانِ لفظ و معنی ہیں
 ش : یہ غزل صرف شریف میں ہے ۔

(۵۴)

ہے تنگ زو اماندہ شدن ، حوصلہ پیا
 جو اشک گرا حنا ک میں ، ہے آبلہ پا
 سر منزل بستی سے ہے صحرائے طلب دور
 جو خط ہے کف پا پہ ، سو ہے سلسلہ پا
 دیدار طلب ہے دل و اماندہ ، کہ آخضر
 نوک سپر مرگاہاں سے رستم ہو ، گلہ پا
 آیا نہ سیا بان طلب ، کام تر باں تک
 بتحالیہ لب ہو نہ سکا ، آبلہ پا !
 فریاد سے پیدا ہے اسدا گرمی دشت
 بتحالیہ لب ہے جس آبلہ پا

(۵۵)

بسکہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا
 صفحہ نامہ ، عنلاب بالشیں پر ہو گیا
 صورت دیا ، تپش سے میری غرق خون ہے آج
 غار پیدا بن ، رگ بستر کر ، نشتر ہو گیا

بسکہ آئینے نے پایا گرمیِ دُخ سے گداز
 دامنِ تنہا، شلِ برگِ گل، تر ہو گیا
 شعلہ رخسار! تختِ سر سے، تری رفتار کے
 خارِ شمع، آئینہ آتش میں، جو ہر ہو گیا
 بسکہ وقتِ گریہ نکلا، تیسرہ کاری کا غبار
 دامنِ آلودہ عصیاں، گراں تر ہو گیا
 حیرتِ انداز رہبر ہے عیاں گیر کے اسدا
 نقشِ پائے خضر، یاں سترِ سکندر ہو گیا

(۵۶)

گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا
 کہ طوقِ ستری از ہر علتِ زنجیر ہے پیدا
 زمیں کو صفحہِ گلشن بنایا، غونچہ کافی نے
 چمنِ بالیدنی با ازرمِ پنچیسر ہے پیدا
 مگر وہ شوخ ہے طوفاں طسراںِ شوقِ خونریزی
 کہ در بحرِ کمان، بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا
 نہیں ہے کف، لبِ نازک پہ، فرطِ نشہ سے
 لطافتِ ہائے جوشِ حسن کا، سر شیر ہے پیدا

۱۔ یہ سزا موتِ نوزاد میں ہے۔

عروجِ ناما میدی چشم زخم چرخ کیا جانے
 بہارِ بے خنداں، از آہِ بے شائیر پیدا
 اسد! جس شوق سے ڈرے تیش فرسا ہوں دزدانِ ہیں
 جراحت ہائے دل سے جو ہر شمشیر ہے پیدا

(۵۷)

بہ ہر نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا
 ہمارا کام ہوا اور منتبہا نام رہا
 ہوا نہ مجھ سے بجز دردِ حاصلِ صیت و
 بسانِ اشک گرفتِ رچشمِ دام رہا
 دل و جگر تعبِ فرقت سے جل کے خاکِ بچتے
 ولے بنورِ خیال وصالِ خام رہا
 شکستِ رنگ کی لائی سحر، شبِ سنبل
 پہ زلفِ یار کا افسانہ قائم رہا
 دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آ یا عت
 کہ شبِ خیال میں برسوں کا اثر دہام رہا
 نہ پوچھ حال، شب و روزِ جبر کا غالب
 خیالِ زلف و رنج و دستِ صبح و شام رہا

یہ غزل صرف غزلت میں ہے۔ یہ غزل غزلت میں نہیں، صرف غزلت میں ہے۔

(۵۸)

سحر گر ، باغ میں ، وہ حیرت گلزار ہو پیدا
 اُٹھے رنگ گل اور آیتِ سنہ دیوار ہو پیدا
 بتاں ! زہراب اس شدت سے دوپیکانِ ناک کو
 کہ خطِ سبز ، تا پشتِ لب سونہار ہو پیدا
 لگے گرسنگ سر پر ، یار کے دستِ نگاریں سے
 بجائے زخم ، گل بر گوشہٗ دستار ہو پیدا
 کروں گر مرمن سنگینی کہار اپنی بیتیابی
 رگِ بر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا
 بہ سنگِ شیشہٗ قرڑوں سا قیامِ میاں تمہیاں
 اگر ابرِ سہمت ، از سوتے کہار ہو پیدا
 اسدِ یابوسِ مت ہو ، گرچہ رونے میں اثر کم ہے
 کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیا ز ہو پیدا

(۵۹)

بسکہ ہے مینا نہ دیران ، جونِ سیا بانِ خراب
 عکسِ چشمِ آہوتے رم خوردہ ہے داغِ شراب

تیرگیِ خطا ہری ہے طبعِ موزوں کا نشان
 غافلان، عکسِ سوادِ صفحہ ہے، گردِ کتاب
 یک نگاہِ صاف، صد آئینہٴ تاثیر ہے
 ہے رگِ پا قوتِ عکسِ خطِ جسامِ آفتاب
 ہے عرقِ افشاں، مٹی سے اوہمِ مشکینِ یار
 وقتِ شبِ اختر گئے ہے چشمِ بیدارِ رکاب
 ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی
 بریکِ اختر ہے، فلک پر قطرۂ اشکِ کباب
 بسکہ شدمِ عارضِ رنگیں سے حیرتِ جلو ہے
 ہے شکستِ رنگِ گل، آئینہٴ پروازِ نقاب
 شب، کہ تو اظہارِ گی، روئے بہاں کائے اسد
 گر گیا باہرِ ملک سے صبحِ طشتِ ماہتاب

(۶۰)

ہے بہاراں میں خنداں پرورِ خیالِ عندلیب
 از رنگِ گلِ آتشِ کدہ ہے، زیرِ بالِ عندلیب

تہ ش : طبعِ آگ تہ ح د ح : اختر کنی ہے : شیرانی : تھنے ہے ۔

تہ ح : اختر سے ۔ ش : اختر ہے ۔ تہ ش : خزاں مائل ۔

حشق کو ہر رنگِ شہانِ حسن ہے نہ نظر
 مصرعہ سرد چمن ہے، حسبِ حالِ عنذیب
 حیرتِ حسنِ چمن پیادے تیرے رنگِ گل
 بسل آہنگ پریدن ہے بیلِ عنذیب
 عمر میری ہو گئی صدف بہارِ حسنِ بد
 گردشِ رنگِ چمن ہے، ماہِ وصالِ عنذیب
 منعِ مت کر حسن کی ہیکو پرستش سے کہ ہے
 بادۂ نظارۂ گلشنِ حلالِ عنذیب
 ہے مگر موقوفِ بروقتِ دگر کارِ اسد
 اسے شبِ پروانہ و صبحِ وصالِ عنذیب

(۶۱)

جاتا ہوں جدھر، سب کی اُنھے ہے ادھر گشت
 یک دست جہاں مجھ سے پیرا ہے مگر انگشت
 مژگاں کی محبت میں جو انگشتِ نم ہوں
 لگتی ہے مجھے، تیرے مانند، ہر انگشت

سے ش : ذوقِ پریدن سے ش : رفد وصالِ عنذیب
 سے ش : میں انگشتِ مژگاں میں جو انگشت تھا ہوں ۔

ہر غنچہ گل ، صورتِ یک قطرۂ خورشید
 خروباں کا جو دیکھا ہے حنا بستہ سرا انگشت
 گرمی ہے زباں کی ، سبب سوختنِ جاں
 ہے شمع ، شہادت کے لئے ، سر بسر انگشت
 خوں دل میں جو میرے نہیں باقی توجب کیا
 جوں مائی بے آب ، ترپتی ہے ہر انگشت
 شوخی تری کہہ دیتی ہے ، احوال ہمدرد
 رازِ دل صد پارہ کی ہے ، پردہ در انگشت
 کس رتبہ میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل
 آتی نہیں پنچے میں بس اس کی نظر انگشت
 نیم رنگی جلوہ ہے ، بزمِ تجلی زاہد دوست
 دُودِ شمع کشتہ تھا ، شاید خطِ رخسارِ دوست
 چشم بندِ خلق ، جز نقشِ خود بینی نہیں
 آئینہ ہے قالبِ نخستِ درو دیوارِ دوست

۱۔ شمع : دیکھا ہے کہ کاجو حنا بستہ سرا انگشت کے شمع ، ہر شمع شادت کہے ہیں ہر انگشت
 کے شمع : خوں دل میں جو میرے نہیں باقی توجب کیا کہ شمع : بزمِ تجلی زاہد دوست :
 آہ خط سے ہولے سرو جو بازو دوست ۔ شمع : غیر از نقشِ خود بینی نہیں

برقِ خرمن زارِ گرمسَر ہے نگاہِ تیزیاں
 اشکِ برجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفا و دوست
 ہے سوانیروزے پہ اس کی قامتِ نازینے
 آفتابِ صبحِ عشر ہے گلِ دستارِ دوست
 اے عدوئے مصلحت! چندے بغبطِ افسر و رفا
 کردنی ہے جمعِ تاپِ شوخیِ دیدارِ دوست
 لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے ابد
 آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست

(۶۳)

دو عالم کی ہستی پہ خطِ وفا کیجی
 دل و دوستِ اربابِ ہمتِ سلامت
 نہیں گر بہ کلامِ دل خستہ گردوں
 چکرِ غائی جوشِ مسرتِ سلامت
 نہیں گر سردِ برگِ سوداے معنی
 تماشاے نیرنگِ منورِ سلامت

لے ش: ۱۰ دتر عشر

لے ش: اے دلِ ناماقبت! ازیشِ بغبطِ شوقِ کربا کرن لا سکتا ہے تاپِ جلوة دیدارِ دوست۔
 لے ش: چکرِ غائی جوشِ مسرت۔ ش: نہاں لے ش: اورداک معنی۔

نہ اوروں کی سنتا نہ کہتا ہوں اپنی
 بہرختہ و شور و حشت سلامت
 و فخر و فناء ہے ، ہجوم بلا ہے
 سلامت سلامت ، سلامت سلامت
 نہ منکر سلامت ، نہ بیم سلامت
 ز خود رفتگی ہائے حیرت سلامت
 رہے غالب خستہ ، مغلوب گردوں
 یہ کیا بے نیازی ہے ، حضرت سلامت

(۶۴)

نازِ لطفِ عشق ، بادِ صدفِ توانائی عبث
 رنگ ہے سنگ محکا دعوائے مینائی عبث
 عملِ پیانہ شربت ہے برد و شہِ حباب
 دھوی دریا کشی و نشہ پیمائی عبث
 یک نگاہ گرم ہے جنوں شمع سرتاپا گداز
 بہر از خود رفت کمال ، رنج خود آئی عبث
 ناخنِ دہلِ عزیزاں یک مسلم ہے نقبِ نین
 پاسائیِ طلسم گنجِ تنہائی عبث

طبعِ نالاں حابلِ صد غلبہ تاثیر ہے
 دل کو اے عاشق کشاں، تعلیمِ خارا فی حبث
 قیس بجا کا شہر ہے شہرِ مندہ ہو کر کئے دشت
 بن گیا قتلید سے میری، یہ سودا فی حبث
 اے اسد بیجا ہے نازِ سجدہ عرضِ نیاز
 عالمِ تسلیم میں یہ دعوئے آرائی حبث
 دُودِ شمع کشتہ گل، بزمِ سامانی حبث
 یک شبہ آشفہ نازِ سنبھلتا فی حبث
 ہے بوسِ محلِ بدوشِ شوخی ساقی مست
 نشہ عے کے تصور میں نگہب فی حبث
 باز ماند نہاتے مرگاہاں ہے یک آغوشِ دہخ
 عید، در حیرت سواؤ چشمِ قرانی حبث
 جز غنابِ کردہ سیر، آہنگی پر داز کو
 بلی تصویرِ دعوئے پر افشا فی حبث
 سر زشتِ حسن ہے طفرائے مجر، اختیار
 آرزو یا خارِ حنا پر چینِ پیشا فی حبث

طبعِ عاشق و اورش، جانِ عاشق حابلِ صد غلبہ تاثیر ہے + دل کو اے بیادِ غم تعلیمِ خارا فی حبث
 ۵۰ یہ شعر عاشق و اورش میں ہے۔

جبکہ نقشِ مدعا ہر دے نہ جز موجِ سرب
 دادیِ حسرت میں پیرِ آشفستہ جولانیِ عبث
 دستِ برہم سودہ ہے مرثکانِ خوابیدہ آند
 اے دل از کف دادِ غفلت، پیشانیِ عبث

(۶۶)

گلشن میں بند و بست بغبطِ دگر ہے آج
 قمری کا طوق، حلقہٴ بیرونِ در ہے آج
 معزونی تپش ہوئی اضراطِ انتظار
 چشمِ کشادہ علفتِ بیرونِ در ہے آج
 حیرتِ فردش صد نگرانی ہے اضطراب
 ہر دشتِ چاک جیب کا تا نظر ہے آج
 اے عافیت! کنارہ کر اے انتظامِ حل
 سیلابِ گرہ، دشمنِ دیوارِ در ہے آج
 ہوں داغِ نیمِ رنگیِ شامِ وصلِ یار
 نذرِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج

۱۔ یہ غزل شوخ میں نہیں ہے، نازک و دگر ہے آج۔
 ۲۔ ح، امر دشت۔ ۳۔ شوخ اور ن میں انتظامِ نغمیہ میں انتظار
 ۴۔ شوخ دن اور ہے دیوار و در

اے اسد ہے مستعدِ شانِ گشتن بہرِ زلف
پنچہ مڑگاں ، بخود بالیدنی رکست ہے آج

(۶۸)

کمالِ گرمی سنی تلاستیں جلوہ نہ پوچھ
برنگِ حمار مرے آئینے سے جو ہر کھینچ
نہ کہہ کہ طاقِ رسوائی وصال نہیں
اگر یہی عرقِ فتنہ ہے ، کتور کھینچ
جزوئے آئینہ مشتاقِ یک تماشا ہے
ہمارے صفحے پر بالِ پری سے مسطر کھینچ
نخارِ منتِ ساقی ، اگر یہی ہے اسد
دل گداختہ کے میکدے میں ساغر کھینچ

(۶۹)

بیتل ، نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ
جوں بڑے غنچے ، یک نفسِ آرمیدہ کھینچ
یک مشتِ فحش ہے پر تو خور سے تمام دشت
درِ طلب بہ آبلہ نادِ میدہ کھینچ

چھیدگی ہے حامل طومار انتظار
 پاتے نظر بہ دامن شوقِ دیدہ کھینچ
 برقِ بہار سے ہوں پا در حنا ہنوز
 اے حنا بردشت! دامن شوقِ رمیدہ کھینچ
 بخود بہ لطفِ چشمکِ عبرت بے چشمِ صید
 یک داغِ حشرِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ
 بزمِ نظریں بھینے طاؤسِ حسرتوں
 فرشِ طرب پہ گلشنِ نازِ کشیدہ کھینچ
 دریا بابلِ دعوتِ سیلاب ہے آمد
 ساحلِ بہار گاہِ داغِ رسیدہ کھینچ

(۷۰)

قطعِ سفرِ بستی و آرامِ فنا پہنچ
 رفتار نہیں بیشتر از لغزشِ پا کھینچ
 حیرت، ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خوشی
 ہستی نہیں جز بستیِ پیمانِ وفا پہنچ

۷۰۔ یہ غزل کشیدہ لائق کے ورق ۲۶-ب پر ہے، جس کی رکاب
 میں لفظِ نفس ہے۔ یہاں نوش میں چند صفحے کم ہیں۔

تمثال گداز آئینہ ہے، عبرت بخش
 نفل رہ تھیستہ، چنستان بختا بیج
 گلزار و میدان، شہرستان زمین
 فرصت تپش و حوصلہ نشو و نما بیج
 آہنگ عدم تالہ بہ کہار گر وہ ہے
 ہستی میں نہیں شوخی ایجاد صدای بیج
 کس بات پہ معذور ہے اے عجز مت
 سامان دعا و حشت و تاشیر دعا بیج
 آہنگ اسد میں نہیں جسد نغمہ بیدل
 ”عالم ہمہ انباء مادہ دارد و ما بیج“

(۷۱)

دعویٰ عشق بشتاں سے بہ گلستاں گل صبح
 ہیں رقیبہانہ ہم دست و گریب گل صبح
 سابق گل رنگ سے اور آئینہ زانو سے
 جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہ داماں گل صبح
 وصل آئینہ زحماں ہم نفس یک دیگر
 ہیں دعا ہاتے سحر گاہ سے خواہاں گل صبح

آئینہ خانہ ہے معین چنستان کیر
 بسکہ ہیں بیخود و وارفتہ و حیراں گل و شمع
 زندگانی نہیں بیش از نفس چند اسد
 غفلت آرائی یاراں پہ ہیں خنداں گل و شمع

(۷۲)

مٹی جگہ میری نہاں خانہ دل کی تقابلی
 بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد
 تھا میں گلہ دستہ احباب کی بندش کی گیاہ
 متفرق ہوئے میرے رفعت میرے بعد

(۷۳)

بسکہ وہ پاکو بیاں، درپردہ وحشت میں یاد
 ہے غلافِ دُغیہ خورشید، ہریک گردِ باد
 طرفِ موزونی ہے صرف جنگبویِ نائے یار
 ہے سرِ مصراعِ صاف تیغ، خنجر مستزاد
 ناکتہ آ یا ز حسنِ تیغ یار سا پہلو نشین
 کیوں نہ بھولے آج کے دن بیکسی کی روح شاد

۱۔ عجم نسب بہ گنجینہ ولایتی زود + مرثوہ با و اہل ریاء کہ زریعہاں رفعت و کلیت غازی صلیک
 ۲۔ اس زمین میں مسام الدین حیدر خان نامی کی منزل میں ہے دیرِ خیال ہے کہ غالب نامی کو قارسی کی
 طرف ۱۰۰ میں بھی شہر دیتے تھے۔

کیجے ، آہوئے ختن کو خنجرِ صحرائے حلب
 مشک ہے سنبھلتا ن زلف میں گردِ سواد
 ہم نے سوزِ خیمِ چسگر پر بھی زباں پیدا نہ کی
 گل ہوا ہے ، ایک زخمِ سینہ پر خواہاںِ دبا
 بسکہ ہیں در پردہ مصروفِ سیکاری تمام
 آستری ہے خجرت ز باد کا صوفِ باد
 تیغ در کف ، کف بہ لب آتا ہے قاتلِ اسطرف
 مژدہ باد اے آرزوئے مرگِ ناب مژدہ باد

(۴۷)

تو پستِ قدرت اور خیالِ بسا بلند
 اے طفلِ خودِ معالہ قد سے عصا بلند
 دیرانی جسز آمد و رفتِ نفس نہیں
 ہے کو چہ ہائے میں جنبِ ابرصا بلند
 رکھتا ہے انتظارِ تماشا شائے حسنِ دست
 مژگانِ بازماندہ سے ، دستِ دعا بلند
 موقوف کیجئے یہ تکلفِ نگاریاں ،
 ہوتا ہے در نہ شعورِ رنگِ خا بلند

ستدبان ادج ریزی چشمِ حیا پرست
 یک آسماں ہے ، مرتبہٴ پشتِ پابلند
 ہے دہری کیں گرا یب و یک نگاہ
 کار بہانہ جوی چشمِ حیا بلند
 بالیدگی ، نیازِ قدرِ جانِ نازا اسد
 در ہر نفس ، بعدِ نفس ہے ، قبا بلند

(۷۵)

حسرت دستگد و پائے محملِ تاجِ چند
 رگ گردن ، خطِ پیما نہ بے ملِ تاجِ چند
 ہے عظیم سیرِ بخت پریشان کا کل
 موتی نہ بافتنِ ریشہٴ سنبلِ تاجِ چند
 کوکبِ بخت بجز روزنِ پُر دو دہ نہیں
 عینکِ چشمِ جنوںِ علتِ کا کلِ تاجِ چند
 چشمِ بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ
 بزباںِ عسدرِ منِ نسوینِ بوسِ گلِ تاجِ چند
 بزم ، داغِ طرب و باغ ، کشادہٴ پر رنگ
 شمع و گلِ تما کے و پروانہٴ ملبسِ تاجِ چند

نالہ دایم ہو کس و دردِ اسبی ہمدرد
 شدہ بر خود علیہائے مختل کا چہرہ
 جو ہر آئینہ منکرِ سخنِ موی و مانع
 عرضِ حسرت، پس زانوئے تامل کا چند
 سادگی ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا
 تا کسی، آئینہ نازِ توکل، تا چند
 استرخستہ، گرفتارِ دو عالمِ دوہام
 مشکل آسائیں کن یک غلقِ تغافل کا چند

(۷۶)

یہ کام دل کریں کس عروجِ گریبان فرماید
 ہوتی ہے لغزشیں پا، کثرتِ زبان فرماید
 کہاں بندگی، گل ہے رہیں، آزادی،
 ز دستِ مشت پر و حصارِ آشیاں فرماید
 نوازشِ نفسِ آشنا کہیں؟ ورنہ
 برنگِ نی ہے نہاں، در ہر استخزاں فرماید
 تغافل، آئینہ دارِ خموشی دل ہے
 ہوی سب سے تجھ، بہ تقدیرِ پختہ امتحاں فرماید

ہلاک بے خمبہ سی نعمت و جود و عدم
 جہان و اہل جہاں سے، جہاں جہاں فریاد
 جواب سنگد لیہائے دشمنان، ہمت
 ز دست شیشگی طبع دوستاں فریاد
 ہزار آفت و یک جان بے ترانے اسد
 خدا کے واسطے، اے شاہ بیکان فریاد

(۷۷)

نہیں پسند ز لیغا بے تکلف، اہ کنہاں پڑ
 سفیدی دیدہ یعقوب کی پھرتی ہے زندوں پر
 دل خنیں جگر بے صبر و فیض عشق مستفی
 الہی ایک قیامت خاوار آٹھے بدخشاں پڑ
 اسد اے بے تحمل، حربہ بیجا ہے نامحسوس
 کہ آخر بیکسوں کا زور چلتا ہے گریباں پر

(۷۸)

خط تو خیز، سیل چشم زخم صافی عارض
 لیا آئینے نے حرر پر طوطی بچک آہ

ملکہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شیشہ دہانے دوستاں فریاد۔ لاشہ غولہ کہتے ہیں
 شرعے فخر میں کہا خدا شرم دہا کرتے ہیں۔ عہد ن: نہ چھوڑا حضرت یوسف کو جس کی غصہ آدنی
 عہد ن: نہ لڑنا محسوس غائب کیا ہوا اگر اس نے شدت کی، پہلا بھی تو آفرید۔ چلت ہے گریباں

بھول آسا تھی رہ ، گر کٹ دہائے نال چاہے
 ہوا مر کثرت سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر
 تڑپ کر مر گیا وہ صید بال افشان کہ مضطربا
 ہوا تا شود چشم تعزیت چشم خدنگ آخر
 لکھی یاروں کی ہستی نے میمنہ کی پامالی
 ہوئی قطرہ فشانہ کی ہاتھ سے ، بارانِ سنگ آخر
 اس پر دے میں بھی آہنگ شوقِ یار قائم ہے
 نہیں ہے نئے سے غالی خمیدہ نہا سہر چنگ آخر

(۷۹)

دیا یاروں نے بیہوشی میں درماں کا فریب آخر
 ہوا کتے سے میں ، آئینہ دستِ طیب آخر
 رگِ حل ، ہادۂ تارنگو سے حدِ موافق ہے
 لمیں گے منزلِ اُفت میں ہم اور چند لیلِ آخر
 غرورِ ضبط ، دقتِ نزعِ ثوبا بیعتِ رائے
 نیازِ بال افشانی ہوا صبر و شکیب آخر

طے ش : ہمدست کے بھائے زہیری طے ش : بقراری سے
 طے ش : نیازِ بال پر فشانہ ہو گیا۔

سدا کی طرح میسری بھی بغیر از صبح و خاں
ہوئی شام جوانی ، اے دل حسرت نصیب آئے

(۸۰)

فنون یکدلی ہے لذت بیدا و دشمن پڑے
کہ وجہ برق ، جوں پروانہ نال افشاں ہے نغمہ
تکلف خار غار التماس بر بقراری ہے
کہ رشتہ باندہ تھا ہے ، پیر بن انگشت سونہ پر
برنگ کاغذ آتش زدہ ، نیرنگ بیانی
ہزار آئینہ ، دل باندہ ہے ہال یک تہمین پڑے
یہ کیا وحشت ہے ، اے دیوانہ ، پیش از مرگ اویٹ
رکھی بیجا ، بنائے خانہ زنجیر ، شیون پر
استدہم ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
کہ مشق نماز کر ، خون تمنا میسری گردن پڑے

(۸۱)

شیشہ آتشیں رُخ پر نور عرق از خط چکیدہ روحی نور
بسکہ ہوں بعد مرگ بھی نگراں مردک سے ہے غال بر لب گور

ملے ش : اے دل ہے ۔ ملے ش : باندہ ہے ۔ ج : باندہ ہے ۔
ملے ش : اورن و غرن دو عالم ۔

بار لاتی ہے دانہ لہے سرشک خروہ ہے ریشہ ریزہ انخوڑ
 ظلم کرنا گدے عاشق پر نہیں شاہانِ حسن کا دستور
 دوستوں! غم ستم رسیدے دشمنی ہے وصال کا مذکور
 زندگانی پہ اعتماد غلط ہے کہاں قیصر اور کہاں مغرور
 کیجے جوں اٹک اتر قطرونی اے اسدا ہے ہنوز دلی دُور

(۸۲)

بسکہ مائل ہے وہ رشک مہتاب آئینہ پر
 ہے نفس، تارِ شعاع آفتاب، آئینہ پر
 بازگشت جادہ پیما فی روحِ حیرت کہاں
 غافلانِ عیش جان کر، پھر کے ہیں آبِ تینہ پر
 بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری
 بیدلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینہ پر
 تاز خود بیسنی کے باعث خونی صلبے گناہ
 جو ہر شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینہ پر
 مدح میرے صفائے دل سے ہوتا ہے فہم
 ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینہ پر

سدا سکندر ہو از بہر نگاہِ مکر خاں
 گر کرے یوں امر، نبی بو تراب آئینہ پر
 دل کو ترزا، جوش بے تاب سے غائب کیا کیا
 رکھ دیا پہلو بوقتِ اضطراب آئینہ پر

(۸۳)

بنیٹ، بسی ضبط جنوں، نو بہار تر
 دل در گداز نا، نگاہ آب تر
 قاتل بہ عزم ناز و دل از زخم در گداز
 شمشیر آہدار و ننگ آب دار تر
 ہے کسوتِ عروجِ تعفِ فل، کمالِ حسن
 چشم سیہ، مسرک، بنگہ، سو گوار تر
 سخی حشرام کا دشمن ایجا دجلوہ ہے
 جوش چکیدنِ حشرق، آئینہ کار تر
 ہر گرد بانِ خلعتِ فستراک، یہودی
 غزونِ دشتِ حشرق، تھمیر شکار تر

ش : سدا سکندر ہے بہر نگاہِ مکر خاں

اے چرخ ، خاک بر سر تعمیر کائنات
 لیکن بناتے عہد و فن ، استوار تر
 سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ
 جتنا کہ نا اُمید تر ، اُمید دار تر
 آئینہ داغ حیرت و حیرت شکنج یاس
 سیلابِ بیستار و اسدِ بیستار تر
 (۳۴)

بیگانہ و فنا ہے ہوائے چمن ہنوز
 وہ سبزہ ، سنگ پر نہ اُگا ، کو بہن ہنوز
 یارب ، یہ درد مند ہے کس کی نگاہ کا
 ہے ربطِ مشک و داغِ سوا چشتن ہنوز
 جوں بادہ سر بکوتے تہمتے بیدل
 زنجیرِ پا ہے رشتہ حب الوطن ہنوز
 ہے تازہ مفلساں ، زہرا ز دستِ رفتہ پر
 ہوں گلِ فردش شوقی داغِ بہن ہنوز
 میں دور گردِ قربِ باطنِ نگاہ تما
 بیرونِ دل نہ مٹی تپش ، انجمن ہنوز

۱۔ یہ شعر مرثیہ خزانہ میں ہے۔ ۲۔ یہ شعر ماحول میں آگیا ہے

تھا مجھ کو خارِ خارِ جنوں وفا ہے
سوزن میں تھا نبھتہ گلِ پیرِ بہن ہنوز

(۸۵)

میں ہوں سرابِ یک تپشِ آموختن ہنوز
زحمتِ جگر ہے تشنہ لب و خستِ ہنوز
اے شعلہ! فرمتے کہ سوید اے دل سے ہوں
کشتِ سپندِ مدحِ بگر اندِ خستِ ہنوز
فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق
در پردہ ہے معاملہ سوختن ہنوز
جنوں! فسونِ شعلہ خنرا می فاش ہے
ہے شمعِ جہادہ داغِ نیرِ خستِ ہنوز
کوئی کس شہر کہ سازِ چراغاں کروں اسد
بزمِ طرب ہے پردگی سوختن ہنوز

(۸۶)

فریبِ صنعتِ ایباد کا تماشا دیکھ
نگہِ عکسِ فردش و خیالِ آئینہ نماز

ہنوز اسے اثر دیدہ ، شگب رسوائی
 نگاہِ فتنہ خدام و درو عالم باز
 زبس کہ جلوۂ صیاد ، حیرت آرا ہے
 اٹھے ہے صفوۂ خاطر سے صورت پر داز
 بجومِ منکر سے دل مشعلِ موجِ ریشے ہے
 کہ شیشہ نازک و صیبائے آئینہ گداز
 اسد سے ترک و فنا کا گماں وہ معنی ہے
 کہ کھینچے پر طائر سے صورت پر داز

(۸۷)

یا علی یک نگاہ سوئے اسد میں غریب اور تو غریب نواز
 نگہ التفات سوئے اسد میں غریب اور تو غریب نواز
 مجھ کو پرچا تو کچھ غضب ہوا میں غریب اور تو غریب نواز

(۸۸)

داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کبیر ہنوز
 غلبتِ سنگ میں ہے نارِ طلب گار ہنوز

ملہ ابتدا میں پہلو شعر تھا ۔ دوسری اور تیسری قریب بہد میں ہوئی ۔ آخری
 اور درود و شکل یہ ہے ۔ اسد اللہ خلیں تمام ہوا ۔ اسے درجہ وہ درو شاہ باز
 فوٹا اس زمین سے مذہبی جذبات کی شدت میں کی کا اعلانہ ہوتا ہے ۔

خانہ ہے سبیل سے نوکروہ دیدار ہنوز
 دور میں در زدہ ہے رخصت دیدار ہنوز
 آتی یک عمر سے معذور تماشائے فرگس
 چشمِ شبہم میں نہ ٹوٹا مرہِ محراب ہنوز
 کیوں ہوا متاعِ طرب آبلہ پا یا لب
 مادہ ہے دانشدہ پچیس طومار ہنوز
 ہوں غمخوشی چمنِ حسرت دیدار آمد
 مرہ ہے شانہ کش طرہ گفتار ہنوز

(۸۹)

حسنِ خود آرا کہ ہے مشقِ تعارفِ نعل ہنوز
 ہے کتبِ مشاطہ میں آئینہٴ نعل ہنوز
 سادگی یک خیال، شوخیِ صدر رنگِ نقش
 حیرتِ آئینہ ہے جیبِ تال ہنوز
 سادہ و پرکار تر، حرفِ نعلِ ہر شیاء تر
 مانگے ہے شمشاد سے، شانہٴ سنبل ہنوز
 ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تسکینِ گراں
 سبکی استاد ہے، ساغرِ بے ل ہنوز

شغلِ ہوس و رنکس ، یک حیا بے خبر
 شاخِ گلِ نفس ہے ، نالہٴ بلبلِ ہنوز
 دل کی صدائے شکست ، سائے طرب ہے اند
 شیشہ بے بادہ سے ، چاہے بے قفلِ ہنوز

(۹۰)

چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تاملِ ہنوز
 غنچہ میں ، دل تنگ ہے ، حوصلہٴ گلِ ہنوز
 دل میں ہے سودائے زلف ، مستِ تاملِ ہنوز
 ہے مژدہٴ خوابناک ، ریشہٴ شغلِ ہنوز
 پرورشِ نالہ ہے ، وحشتِ پرواز سے
 ہے تہِ بالِ پرِ بختِ بیخسہٴ بلبلِ ہنوز
 عشقِ کیسنگاہِ ورد ، وحشتِ دلِ دور گرد
 دامِ تہِ سبز ہے ، طعنتِ کاکلِ ہنوز
 لذتِ تضریرِ عشق ، پردگیِ گوشِ دل
 جو ہر آنادہ ہے ، عذرِ گلِ ہنوز
 آئینہٴ امتحان ، نذرِ تاملِ ہنوز
 شش جہتِ اسباب ہے ، و نسیمِ گلِ ہنوز

(۹۱)

کو، بیانِ تمنا و کعبِ جولانِ حجاز
 آجے پا کے ہیں رفاکار کو دندانِ حجاز
 ہو قبولِ کم ننگا ہی تحفہ ایلِ نیاز
 اسے دل و لے جان ناز مے نین و لے ایلینِ حجاز
 بوسہ پا، انتخابِ ہر گمانِ سبائے حسن
 یاں ہجومِ عہد سے، تا سجدہ ہے حرانِ حجاز
 حسنِ کرغپوں سے ہے پاشیدہ چشمیائے ناز
 عشق نے دل کی ہے بریک خار سے ترکانِ حجاز
 اضطرابِ تاریابی مایہ شرمندگی
 ہے عرقِ ریزیِ فحلت، جوششِ طوفانِ حجاز
 وہ جہاں مسند نشین بارگاہِ ناز ہو
 قامتِ خراباں ہو، عہدِ نیازستانِ حجاز
 بسکہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسد
 گرد باد اس راہ کا، ہے متحدہ بیانِ حجاز

(۹۲)

سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز
 حسرتِ عرصِ قسمت میں ہوں رنجور ہنوز
 صد تجلی کدہ ہے صدفِ جبینِ عزبت
 پیسہ بہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز
 زخمِ دل میں ہے نہاں عنفِ پیکانِ نگار
 جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز
 پا، پُرازِ آبلہ ، راہِ طلب سے میں ہوا
 ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور، ہنوز
 گل کھلے ، چنے چکنے لگے اور صبح ہوئی
 سرخوشِ خواب ہے وہ زگسِ نمود ہنوز
 اے اسدِ تیسرگی بختِ سیدِ ظاہر ہے
 نظر آئی نہیں صبحِ شبِ دیور ہنوز

(۹۳)

کب فقیروں کو رسائی ، بہت میخوار کے پاس
 تو بنے بو دیجئے میخانے کی دیوار کے پاس

(۹۴)

حاصلِ دبشلی ہے حشرِ کوتاہ اور بس
 دقتِ عرصِ معتد ہائے متصل بتارِ نفس

کیوں نہ طوطی طبیعت ، نغمہ پیرانی کرے
 باندھتا ہے ، رنگ گل ، آئینہ برچاک قفس
 اسے ادا نہیں ! صد ہے تنگی فرستے خوں
 ہے بھولے تھمتہ ، چشم سترا نی جرس
 تیز تر ہوتا ہے ، چشم تند خویاں مجرے
 ہے رگ سنگ نایب تیغ شعلہ خار دھس
 سختی راہ نیت ، منہ دہل غیبر ہے
 پیچ و تاب جادہ ہے ، یاں جبر تیغ عس
 اسے اسد ! ہم خود اسیر رنگ دلچتے باغ ہیں
 ظاہر ، صیادِ ناداں ہے گرفتار ہوس
 (۹۵)
 دشتِ آفت میں ہے خاکِ کشتگاں بھوس دہس
 پیچ و تاب جادہ ہے غمِ کفِ افسوس دہس
 نیم رنگی مائے شمعِ منسل خوں اسے ہے
 پیچکب مر ، صرف چاک پر دہ قانوس دہس
 ہے قصور میں نہاں سرنایہ صد گلستاں
 کاسہ زانو ہے مجھ کو بیعتِ طاؤس دہس

کفر ہے ، حسیں از گداہ شوق ، رہبر خواستنی
 راہ محمدائے حرم میں ہے جس ناقوس بس
 اسے اسدا گل ، تختہ مشق شغف حق ہو گئے
 غنچہ خاطر رہا ، افسردگی مانوس رہا

(۹۶)

کرتا ہے بی و بہت رنگیں دل بایوس
 رنگ ز نظر رفتہ ، خانے کعبہ فوس
 تھا خواب میں کب جلوہ پرستار زینجا
 ہے بالشیب دل سوختگاں میں ، پر طافوس
 حیرت سے زرخ دوست کی ازبکیں بیکار
 خور ، قطرہ شبنم میں ہے ، جوں شمع بہ فانوس
 در ایستن صحبت اغیار ، غرض ہے
 اسے نامہ رساں ، نامہ رساں چاہے جاسوس
 ہے مشق ، اسدا ! دستگیر وصل کی منظور
 ہوں خاک نشین ، ازپے ادراک قدم بس

۱۔ مشق : دوز شوق ، رہبر خواستنی ، ایک جہاں گل ، تختہ مشق شغف حق ہے اسدا
 ۲۔ جلوہ : نمودار ، شہنشاہ
 ۳۔ ازبکیں : شہنشاہ ، حیرت سے تھکے ہوئے کی

ز جوشِ اعتدالِ فصل و تسکینِ بہار آتش
 بہ اندازِ حسن ہے رونقِ دستِ چنار آتش
 شرر ہے رنگ ، بعدِ اظہارِ تابِ جلوتِ بکس
 کرے سنگ پر خورشیدِ آبِ روئے کار آتش
 فروغِ حسن سے برقی ہے ، جلِ مشکلِ عاشق
 نکالے ہے ، زپائے شمع بر حاما ندہ غار آتش
 نہ پاوے بے گدازِ موم ، ربطِ پیکرِ آرائی
 نکالے کب نہالِ شمع ، بے تخمِ شدر آرائی
 خیالِ دود تھا ، سر جوشِ سوداے غلط فہمی
 اگر رکھتی نہ خاکِ تر نشینی کا غلبہ آرائی
 بوائے پر نشانی ، برقِ خرمبختِ خاطر ہے
 ببالِ شعلہٴ بیستاب ہے ، پروازِ زار آرائی
 نہیں برقِ شدر جز وحشت و ضبطِ قید نہا
 بلا گردانِ بے پروا خرامی ناستے یار آرائی

۱۔ ش : ہوئی ہے بلکہ حربِ عشقِ تکیہ بہار آتش
 ۲۔ ش : نہ نکلے شمع کے پاسے نکالے گدازِ آتش سے ش : اگر موم ہے انصافِ ربطِ پیکرِ آرائی
 ۳۔ کب : کب کے بھاتے کیا ۔ شیرانی میں کب ہے ۔

دھویں سے آگ کے اک ابر دریا بار ہو پیدیا
اسد حیدر پرستوں سے اگر ہو دے دودھاؤتش

(۹۸)

ہ اقلیم سخن ہے جملہ گردِ سواد آتش
کہ ہے دود چرامنوں سے بیولائے ملاؤتش
اگر مضنون خاکستر، کرے دیب چہ آرائی
نہ باندھے شعلہ جوالہ، خیر از گرد باد آتش
کرے بے لطف انداز برہمنہ گرتی خرواہاں
ہ تقریب نگارِ شبائے سطرِ شعلہ یاد آتش
دیا داغ چسکر کو، آہ نے رنگ اور شگفتن کا
نہ ہو بالیدہ خیر از جنبش دامان باد آتش
اسد قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گہر و ترسا کہ
شرابِ سنگ بت ہی، برہنائے اعتقاد آتش

(۹۹)

شمن سے ہے، بزمِ انقشتِ خمیرِ مردہاں
شعلہ آوازِ خرواہاں پر، ہ ہست کام سراج

جوں پر طوس . جو ہر تختہ مشق رنگ ہے
 بند ہے وہ قبلہ آیتہ عجز اختراع
 رنجش حیرت سرشتاں ، سینہ صافی پیشکش
 جو ہر آیتہ ہے یاں ، گرد میدان نزاع
 چار سوتے دہر میں بازار غفلت گرم ہے
 عقل کے نقصان سے اُٹھتا ہے خیال افواج
 آشنا ، غالب ! نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا
 ورنہ کس کو میرے افسانے کی تاپ ساج

(۱۰۰)

غم اس کو حسرت پر دانہ کا ہے اے شعلہ
 ترے لڑنے سے ظاہر ہے ناقوانی شمع
 بنے ہے دیکھ کے بالین یار پر محسوس
 اسد ہے دل پہ مرے داغ بدگمانی شمع

(۱۰۱)

عشاق ، اشکِ چشم سے ، دھوئیں بزار داغ
 دیتا ہے اور ، جوں غل و شبنم ، بہار داغ

لے ش ، نمیش کش لے ش و مروجہ دیوان ، پر دانہ - ج ۱ پر وار
 لے ن ۱ ۱ نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغ بدگمانی شمع -

جوں چشم باز ماندہ ہے ، ہر یک سونٹے
 رکھتا ہے داغ تازہ کا ، یاں انتظار داغ
 بے لالہ عارضیاں ، مجھے گل گشت باغ میں
 دیتی ہے گرجی گل و بلبل ، ہزار داغ
 جوں اعتماد نامہ و خط کا ہر مہر سے
 یوں عاشقوں میں ہے ، سیپ اعتبار ، داغ
 ہوتے ہیں نیست جلوۂ خورشید ستارگان
 دیکھ اس کو ، دل سے مٹ گئے بے امتیاز داغ
 وقت خیال حبسۂ حسن بستاں ، اسد
 دکھلاتے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار داغ

(۱۰۲)

بہلوں کو دُور سے کرتا ہے منج باہر باغ
 ہے زبانِ پاسبان ، خارِ سیر و دیوارِ باغ
 کون آیا جو چمن بیتاب استقبال ہے
 جنبشِ مریح صبا ہے ، شوقِ رفتارِ باغ
 میں ہمہ حیرت ، جنوں بیتاب و درانِ فخر
 مردمِ چشم تماشا ، نقطہ پرکارِ باغ

نکستہ ، ہوتے ہیں جلوۂ خورشید ستارگان ۔

آتش رنگ زرخ بر گل کو بجٹھے ہے فروغ
 ہے دم سرد و صبا سے، گرمی بازار باغ
 کون گل سے ضعف و حفا موشی بیل کبکے!
 نئے زبانِ فہم گویا، نئے زبانِ خسار باغ
 جو شش گل کرتا ہے استقبالِ تقریر است
 زیر مشق شعر، ہے نقش از چہ احضار باغ

(۱۰۳)

نامہ بھی لکھتے ہو تو بخود غیبِ رُحیف!
 رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت ہزار حیف!
 بیش از نفس، ہاں کے کرم نے خانک
 تا عمل نگاہ، بہ دوشِ شہرِ رُحیف!
 حق میسر ہی بھانے کو اسے آہ شہرِ ریز
 عمر پر پڑا نہ خیر کے کوئی شہرِ رُحیف!
 گل، چہرہ ہے کو خفتِ فی مزاج کا
 گھبرا رہی ہے بیمِ خنداں سے، بہا حیف!
 جلت ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے
 اسے نامی نفسِ شہرِ رُحیف!

ملے یہ شعر قتال میں ہے۔ سہرا لکھا گیا۔

ہیں میسری مشتبہ خاک سے اسکو کدو تیں
 پانی جھگ بھی دل میں ، تو ہو کر خبا ر حیف !
 بنستا استاد میں شرمہ چشم رکا پیار
 آیا نہ میسری حنک پہ وہ شہر و حیف !

(۱۳۷)

میتنی مہرباں ہے شفا ریز یک طرف
 درد آنسویں ہے طبع الم خیز یک طرف
 بنجیدنی ہے ، ایک طرف رنج کو کھن
 خواب گراں خیر و پردیز یک طرف
 غم میں بہ باد داد و محوئین ہو سو ہو
 ہم یک طرف ہیں ، برق شرمیز یک طرف
 مفت دل و جگر غلش غمزہ ملتے ناز
 کاوش مندوشی مشہ تیز یک طرف
 ہر موبدن پہ شہ پر پرواز ہے مجھے
 بیستابی دل تپش انگیز یک طرف
 یک جانب لے استاد شہ فرقت کا بیم ہے
 دایم جو کس ہے ، زلف دل آویز ، یک طرف

طے من ، طبع الم ریز ۔

شہ کہیں گرو سنہ مزدور طرب گاہ رقیب ، بیستوں آئینہ خواب گراں بشری

(۱۵)

زخم پر باندھے ہیں کب طفلان ہے پروانک
 کب مزا ہوتا ، اگر پتھر میں بھی پرتانک
 یاد ہیں کئے ہمنشیں ! وہ دن کہ دھبہ ذوق میں
 زخم سے گل ترئیں پلوں سے چنستا تھا ، نمک
 اس حمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسد
 زور نسبت سے رکھتا ہے ، نصارا کا نمک

(۱۶)

تا قیامت ، شبِ فرقت میں گزر جائے گلِ عمر
 سات دن ہم پہ بھی مباری ہیں بھرتے تنک

(۱۷)

آتے ہیں پارہ ٹٹے جگر ، درمیان اشک
 لایا ہے لعل بیش بہا ، کاروانِ اشک
 ظاہر کرے ہے بھنبشِ مرگاں سے مدعا
 طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارۂ زبانِ اشک
 میں دادی طلب میں ہوا جملہ تنِ مرق
 از بسکہ صرف قطرہ زنی تھا بساں اشک

لے ن ازلم پر چڑھیں کس طفلان ہے پروانک لے ن ، یاد ہے خوب ، لے ن وہ دن
 ہی منہ نعلی پنجاب ایندی دلی میں دین کتہہ کی ہے ۔

دل خستگان کو ہے طرپ صد چمن، بہار
 بارخ بھڑ تپیدن و آب رواق انگ
 رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار
 مرثاں کو دوں فشار، پے امتحان انگ
 یل بنائے بستی شبم ہے آفتاب
 چھوٹے نہ چشم، میں تپش و نشان انگ
 ہنگام انتظارِ مست و دم بتائی آمد
 ہے بر سر مرثہ نگران، دیدبان انگ

(۱۷۸)

اے آرزو شہید وفا، خون بہانہ مانگ
 جز بہر دست و بازوئے قاتل و عاتل مانگ
 گستاخی وصال ہے، مشاطہ نیاز
 یعنی دعا بجز خیم زلف و تمانہ مانگ
 برجم ہے بزم منچہ، بیک حنیف نشاط
 کاشانہ بسکتنگ ہے، غافل ہوانہ مانگ
 صیسی، ظلم حسی تعف غل ہے، زینبار
 جز پشت چشم، نسوہ حرمی دوا مانگ

میں دور گردِ عسدر جن رسوم نیاز ہوں
 دشمن سمجھ، دے نگہ آشنائے مانگ
 نظارہ دیکھ دہل خونیں نفسِ دگر
 آئینہ دیکھ، جو ہر برگِ حنائے مانگ
 آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد
 مجھ سے حساب بے گنہی اسے خدا نہ مانگ
 یک بختِ اوج، نذر سبکباری اسد
 سر پہ، وبالِ سایہِ بالِ ہوا نہ مانگ

(۱۰۹)

ہے کس قدر ہلاک فریبِ دفنائے گل
 ببل کے کاروبار پہ ہیں خندِ طے گل
 دیوانگیاں کا چارہ مندرِ بخ بہار ہے
 ہے شاخِ گل میں چنبچہِ خوابِ بجائے گل
 مرگیاں تک رسائیِ محنتِ جگر کبیر
 اسے دانتے گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل

لے ک، میرے گنہگار سے حساب لے، ن: میرے سرگنہگار سے حساب
 لے، مگر رضا ہوا ہے گل۔

(۱۱۰)

بد سے آئینہ طاقی ہلال تھا فلان ! نقصان سے پیلا ہے کمال
 ہے بیاد زلفِ مشکیں سالِ سال روزِ روشن، شامِ آنسوئے خیال
 بسکہ ہے اہلِ دینِ اخبار ہے نہالِ شکوہ، ریحانِ سخال
 ساقیِ رخسارِ جگمگامِ شب عکسِ داغِ شبِ ہوا، راضیِ چال
 نصیبِ تیرے ہے اس کی مدنی ورنہ تھا خورشیدِ اکِ سب سوال
 شہرِ جبر، اس فتنہ کا متکا کھڑا سایہ آسا، ہو گیا ہے پامال
 ۱۔ ہو جو بلبلِ پیر و فکر است

غزل - منقارِ گل، موزیرِ بال

(۱۱۱)

ہر عنصر، غم سے ہے شکن آسا، شکستہ دل
 جوں زلفِ یار ہوں میں سراپا شکستہ دل
 ہے سوزِ نشت میں رستمِ داغِ شعل
 ہوں جوں خطِ شکستہ بہرِ ہاشکستہ دل
 احوال کی جو یہ شکنیں، آشکار ہیں
 ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل

۱۔ چشم، ش، ساقیِ رخسار سے تر ہے یہ غزل نثر شیرانی میں نہیں۔

ناسازی ضیغ درشتی غم سے ہے
 امید ناسید دکن شکستہ دل
 ہے سنگِ ظلم چرخِ نغمہ نماز میں اتد
 صبا فتادہ خاطر دمیٹنا شکستہ دل

(۱۱۲)

ہوں برحشت انتظار آوارۂ دشت خیال
 اک سفیدی مارتی ہے دور سے، چشمِ غزال
 ہے ففس پروردہ، بخشش کس ہر اسے بام کا
 طوقِ قمری میں ہے، سرو باغ، ریحانِ شال
 ہم غلط کجے تھے، لیکن رنجِ دل پر رحم کر
 آخر اس پر دے میں تو ہستی مٹی، لے صبح وصل
 بیکی اندر وہ ہوں، لے ناتوانی کیا کروں
 جلۂ خورشید سے ہے گرم، پہسوئے بلبل
 شکوہ درد و درد داغ، اے بیوٹا! مندوکہ
 غم نہ باتے یک جہاں ایسہ ہے، تیرا خیال
 حرمِ دردِ بیوٹائی، دشتِ اندیشہ ہے
 غم ہوا دل تما جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال

اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ کبجے ہے اسد
مال سنی کو مباح اور خون صوفی کو حلالؔ

(۱۱۳)

بہرِ جرمِ حال شبِ نغم ہے رقمِ ایجاب، گل
نظارا ہے اس چمن میں لالِ مادرِ زاد، گل
گر کرے انجھام کو آغوشِ زہی میں یاد، گل
خنے سے منتِ بریل وار ہو مندر یاد، گل
مگر بہزیمِ باغ کیلئے نقشِ روئے یار کو
شیخِ ساں ہو جائے قبطِ غامتِ بہزاد، گل
دستِ رنگیں سے جو رخ پروا کرے زلفِ سیا
شباغِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ و شیشہ، گل
سی عاشق ہے مندرِ غ افزائے تہائے کار
ہے شہرِ ایشہ، بہرِ تربتِ مندرِ یاد، گل
ہے قصور، مافیہ قلعِ نظر از حسیہ یاد
لحنتِ دل سے لادے ہے شیخِ خیال آباد، گل

۱۔ حمدِ منتہی غلی۔ قوی آثارِ غناء۔ کراچی میں "خونِ زاد" کو مباح اور صوفی کو حلال
یہ سے خیال میں شریک یہ شکل تو ہے۔ غلی ہے سنی اور صوفی کا اشارہ غلامی علی علیہ السلام پر۔
تایید اس وقت تک غالب میں تھے۔ صرف بے پیمانی کے علاوہ اور اصل صیغہ یہ تھی۔

ملش آبا و اجداد میں بھجائے ہے
 خنجر پیکانِ شاخِ نادرِ صیت و اہل
 برق سامانِ نظر ہے، جلوةٔ بیباکِ جن
 شمعِ خلوتِ حنا نہ کیجے، ہرچہ بادِ اہل
 خاک ہے عزمِ بہارِ صد نگارستانِ مد
 حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد اہل

(۷۳)

گرچہ ہے یک بیضہ طائرِ کس آستانِ دل
 ہے چمنِ سرمایہٗ بالیدِ صد رنگِ دل
 بیدوں سے ہے تپش، بھل خواہشِ آئینہٗ لب
 ہے شہرِ ہر دم، اگر دکھتا ہوئے سنگِ دل
 رشتہٗ مہنید ملک ہے، وہ بندہٗ کوہِ تن
 عقدہٗ ساں ہے کیسے درِ پزیرِ تنگِ دل
 ہوں ز پا افتادۂ اندازِ یادِ حسنِ سبز
 کس قدر ہے نشہٗ فرستے غلوں گِ دل
 شوق ہے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ مددِ دست
 کھینچتا ہے آج نامے، حنا رچِ آبِ گِ دل

نہ فکریں میں سوں تھا۔ حنا رچِ ہر دم بنایا گویا جوشِ میلا ہے۔

اے استاد! فاش ہے موطیٰ شکر گفتار طبع
ظاہر ارکتا ہے آئینہ اسیر زنگ دل

۱۱۵
اثر کندی فنیاد نارسا ، معلوم
خبر ناله ، کیس گاہ مدح معلوم
بقدر حوصلہ عشق جلوہ ریزی ہے
وگرنہ خانہ آئینہ کی فضا معلوم
بہ نالہ ، حاصل دبستگی فراہم کر
مناجح خانہ و تجبیر ، جز صد معلوم
بہار ، در گرد و خنجر ، شہر جولاں ہے
علیم ناز بچسبند تعلق قبا معلوم
علیم خاک ، کیس گاہ یک جاں سودا
بہ مرگ ، حکمت آسانش فضا معلوم
مکلف ، آئینہ و دجھاں مدار ہے
سراخ یک جگہ قبر آشنا معلوم
استد فریفتہ انتخاب طرز جفا
وگرنہ دبیری وعدہ وفا معلوم

بسکہ ہیں بدست بگن بگن میخانہ ہم
 مورتے شیشہ کو سمجھتے ہیں، نعل پیمپانہ ہم
 بسکہ ہر یک مورتے زلف انشاں سے ہے تار شمع
 پنجرہ خورشید کو سمجھتے ہیں دست شانہ ہم
 نقش بند خاک ہے موج از فروغ مہتاب
 میل سے، فرش کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم
 مشق از خود رفتگی سے، ہیں بہ گلزار خیال
 آشنا تبصرہ خواب سبزہ بیگانہ ہم
 فرط بیخالی سے ہیں شبہاتے عجب یار میں
 جوں زبان شمع، داغ گرمی افسانہ ہم
 جانتے ہیں جوشش سودائے زلف یار میں
 سنبل بالیدہ کر، مورتے سیر دیوانہ ہم
 بکہ وہ چشم و چہرا بخ منہل اغیا ہے
 چمکے چمکے جلتے ہیں، جوں شمع ماتم خانہ ہم

لے حاشیہ ت اولش میں اسے فروغ ماہ سے، ہر موج، یک تصویر چاک۔ ج، خاک
 لے ش، فرش مکان۔
 لے ش، نعمت خانہ۔

شامِ عنم میں سوزِ عشق شمعِ رویاں کے اشد
پرفشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم

(۱۱۷)

رہتے ہیں اضرِ دگی سے سخت بید و اندہم
شعلہا نذرِ سمندر ، بلکہ آتشِ خانہ ہم
حسرتِ عزمِ تمنا ، یاں سے سمجھا پاتے
دو جہاں شہرِ زبانِ خشک میں جوں شاہدیم
کشتیِ عالم ، یہ طوفانِ تنہا مثلِ دئے کو ہیں
عالمِ آبِ گدازِ جزیرہٴ فسانہ ہم
وحشتِ بے ریلوئی کی دھم بستی نہ پوچھ
ننگِ بالیدن ہیں ، جوں مومے سبزِ لائیم
بادِ جودِ یک جہاں بے سنگامہ پر موبوم ہیں
ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم
ضعف نے باندھا ہے پیمانِ گراںِ خوابی اشد
ہیں و بالِ تمکیر گاہِ ہمتِ مردانہ ہم

ملے : حاشیہ دہن ، شامِ حم میں سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے ۔

ملے : بادِ جودِ یک جہاں بے سنگامہ پیدائی نہیں ۔

ملے : ضعف سے ہے نے قامت سے یہ ترکِ جست ۔

(۱۱۸)

از آنجا کہ حسرت کشش یار ہیں ہم
 رقیبِ قسمتائے دیدار ہیں ہم
 رسیدن ، گلِ بارخِ داماندگی ہے
 عبثِ محفلِ آرائے رقتِ ریں ہم
 نفس ہو نہ معزولِ شعلہ درودن
 کہ ضبطِ تنیش سے شرکِ کا ہیں ہم
 تنائے نسلِ کیں گاہِ وحشتِ شناسی
 نگہبانِ دلہائے اغیار ہیں ہم
 تماشائے گلشن ، تمنائے چدین
 بہارِ آفرینا ؛ گنہگار ہیں ہم
 نہ ذوقِ گریباں ، نہ پروائے داماں
 نگاہِ آشنائے گلِ دُخا ریں ہم
 استدِ شکوہ کفر و دعا ناسپاسی
 بجومِ تمنائے ناچار ہیں ہم

(۱۱۹)

جس دم کہ جادہ وار ہو ، تارِ نفس تمام
 پیمانِ ششِ زمین رہِ عمرِ بسِ تمام

کیا دے صدا کہ اُلفتِ گم گشتگاں سے آہ
 ہے بندہ ، گردِ راہ ، بہ گلوئے جرس تمام
 ڈرتا ہوں کوچہ گردی بازارِ عشق سے
 ہیں ، حصارِ راہ ، جو ہر تیغِ عس تمام
 اے بالِ اضطراب ! کہاں تک فسادگی !
 یک پرزدنِ تپش میں ہے ، کارِ قفسِ تمام
 گزرا جو آسشیاں کا تصور ، بوقتِ بند
 مرگاہِ چشمِ دام ، ہوئے غارِ عس تمام
 کرنے نہ پاتے ضعف سے شورِ جنوں اسد
 اب کے بہار کا یوہنی گزرا برس تمام

(۱۳۰)

خوش دہشتے کہ عزمِ جنونِ دلف کروں
 جنوں گردِ راہ ، جامہ ہستیِ قبّہ کروں
 گر بعدِ مرگ دہشتِ دل کا گلہ کروں
 مویجِ غبارِ سئے پر یک دشتِ واکروں

س۔ ش : اعلیٰ کے بہائے کلفت ؟

ع۔ ش : جامہ ہستیِ تا کروں ، جامہ جنونِ فنا کروں

آئے بہارِ ناز ! کہ تیرے خرام سے
 دستارِ گردِ دُش بخ گلِ نقشِ پا کروں
 خوشش اوفتِ دُگی کہ بہ صحرائے انتظار
 جوں جادو ، گردِ رہ سے نغمہ سرِ مہاکوڑ
 صبرِ اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک
 درو ، اور یہ کہیں کہ رہ نالہ واکروں
 وہ بے دایرِ منتِ اقبالِ ہوں کہ میں
 وحشت بہ دایرِ سایہ بالِ بہاکروں
 وہ التماسِ لذتِ بیدا ہوں کہ میں
 تیغِ بستم کو پُشتِ حنہم التجا کروں
 وہ رازِ نالہ ہوں کہ بشرِ نگاہِ عجز
 افشاں ، غبارِ سرِ مرے ، فردِ صدِ کوڑ
 لوں دامِ بختِ خفتہ سے یکِ خوابِ خوشِ اسد
 لیکن یہ بیم ہے کہ کہاں سے ادا کروں

سہ : شمسِ اجڑی وفت " اور جامِ سستی فنا کروں "۔ ج : جنونِ فنا کروں۔

سہ ن : اسد کے جہاں تو نے اور لیکن کے جہاں تالاب۔

(۱۲۱)

فلک سفر ہے محابا ہے
 اس ستمگر کو انصاف کہاں
 حق وہ خراباں ہی کے قصور سے
 اب وہ رعنائی خیال کہاں
 بوسے میں وہ مضائقہ نہ کرے
 پر مجھے طاقت سوال کہاں

(۱۲۲)

جویہ کہے کہ دینختہ، کیونکہ بوسہ شکباری
 شہر اسد کے ایک دو پڑھ کے اسے سنا کر یوں

(۱۲۳)

آنسو کہوں کہ آہ، سوار ہوا کہوں
 ایسا عیناں گینختہ آیا کہ کیا کہوں
 اتنا کلفت دل بے مدد راست
 اختہ کو داغ سایہ بال ہما کہوں

سلاش، خراباں، حمید، وروجہ، اک شخص۔

سلاش، حمید، غالب ایک دو پڑھ کے اسے سنا کر یوں سلاش، کلفت کے بہانے، اختہ؟

مضنون وصل ہاتھ نہ آیا، مگر اسے
 اب طائر پریدہ رنگِ خنا کہوں
 دزدیدنِ دل ستم آمادہ ہے محال
 مرگاں کہوں کہ جو بسد تیغِ قضا کہوں
 طرزِ آنسرینِ نکتہ سدا فی طبع ہے
 آئینہ خیال کو طوطیِ ناز کہوں
 غالب ہے رتبہ فہمِ تصور سے کچھ بچے
 ہے عجزِ بندگی جو ملی کو حند کہوں

(۱۲۴)

غرۃ رفعت بناتے عالمِ امکاں نہو
 اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایشیئن

(۱۲۵)

۱۔ کسو کو نہ خود رفتہ کم دیکھتے ہیں
 کہ آجو کو پاسبندِ رم دیکھتے ہیں

۱۔ یہ غزل تہذیبی فرد کے ابتدائی دور کی معلوم ہوتی ہے۔ جب جذباتِ فنیہ تھے
 اور مرزا صاحبِ نصیروں کے خیالات کی ترجمانی کر رہے تھے۔
 ۲۔ غرۃ اوجِ ہستائے عالمِ امکاں نہ ہو۔

خطِ لعلِ دل یک قلم دیکھتے ہیں
 مرثہ کو جواہرِ رقم دیکھتے ہیں
 تماشا کہ اسے مجھ آئینہ دار می
 تجھے کس قفسِ سیم دیکھتے ہیں

(۱۳۶)

آئینہ دام کو پردے میں چھپاتا ہے عبث
 کہ پر نیا دِ نظر قابلِ تخیس نہیں
 مثلِ گلِ زحسم ہے میرا بھی سناں سے توام
 تیرا ترکش ہی، کچھ آستنی تیر نہیں
 قمر کے شعر کا احوال کہوں کیا غالب
 جس کا دیوان کم از گلشنِ کشم نہیں
 ریختے کا وہ ظہوری ہے بقولِ ناسخ
 آپ بے بہرہ ہے جو مستعدِ قمر نہیں

(۱۳۷)

جہانے کہ پاتے سیلِ بلا در میاں نہیں
 دیوانِ نگاہ کو داں جو بس خامیاں نہیں

عکس : اسے مجھ آئینہ سازی عکس : سبزے میں چھپاتا ہے عبث
 عکس : غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقولِ ناسخ عکس : جس پاک پاتے سیلِ وفادار میاں نہیں

کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرت قبول
 برگِ صفت مگر مژدہ خوں فشاں نہیں
 بر رنگِ گردش، آئینہ ایجادِ درد ہے
 اشکِ سحاب، جسز بود ابرِ خزاں نہیں
 جو عجز کیا کروں بہ تفتائے برفروزی
 طاقت، حریتِ سختی، خوابِ گراں نہیں
 جبرِ تے سے پوچھ، دردِ پریشانی ننگ
 یہ نگر و دہم جز بسراحتاں نہیں
 گلِ غنچگی میں غرقہ دریا تے رنگ ہے
 اے آہنگی! فریب تماشا، کہاں نہیں
 برقِ بعبانِ حوصلہ آتشِ نکلن، اسد
 اے دلِ فیضِ وہ طاقتِ منبہ نفاں نہیں

(۱۳۸)

ہے ترحم آفرین آرائشِ پیدا فیاں
 اشکِ چشمِ دام، ہے پروانہ صیاد، یاں
 ہے گدازِ موم، اندازِ چکیدِ جہاے خوں
 نیشِ زہرِ عمل ہے، نشترِ فضا ویاں

ناگوار ہے ہمیں احسان صاحبِ دلتاں
 ہے زربِ گلِ مہی، نظر میں جو ہر فرلاؤ، یاں
 جنبشِ دل سے ہوتے ہیں عقدہ ہائے کارِ وا
 کتریں مزدورِ سنگیں دستِ بے قرارِ دہیاں
 ہے مری وحشت، مدوئے اعتبارِ آبِ جہاں
 مہرِ گردوں ہے چسرا بخِ رگزارِ باد، یاں
 قطرہ ہائے خونِ ہسل، زیبِ دامنِ ہیلِ مند
 ہے تاسِ کرونِی، گلچینیِ صنیٰ دیاں

(۱۲۹)

سرشکِ آشفۃ سرخا، قطرہ زن، ترگاں سے جانے میں
 رے یاں شوخیِ رفتار سے، پا، آستانے میں
 بجومِ مژدہ دیدار و پروازِ تاسا
 گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ ببلِ آشیانے میں
 ہوتی یہ بخودی چشمِ دزبان کو، تیرے جڑے سے
 کہ طوطی، قفلِ رنگِ آلودہ ہے آئینہ خانے میں

ترے کوچے میں ہے مشاطہ و اماندگی، قاصد
 پر پروانہ زلف باز ہے، بدہ کے شانے میں
 کیا معزولی آئینہ، کو، ترک خود آراتی
 مند، در آب ہے، اسے سادہ پرکار، اس بیانے میں
 بجلم عجز، ابروتے مہ نو، حیرت ایما ہے
 کہ یاں گم کر، جبین سجدہ فرسا، آستانے میں
 دل نازک پہ اس کے رحم آتا ہے مجھے غالب
 نہ کر بیباک اس کا فر کو الفت آزمائے میں

(۱۳۸)

فردوں کی دوستوں نے حرمیں شامل، ذوق کشتن میں
 ہوتے ہیں بخیہ ہائے زخیم، جو ہر تیغ دشمن میں
 تماشا کر دیتی ہے، لطف زخم انتظار سے دل
 سوا سو، داغ مریم، مردک ہے چشم سوزن میں
 دل و دین و حسد، تاراج ناز جلوہ پیدائی
 بوا ہے جو ہر آئینہ، خیل مور، خرمن میں

مشاطہ : زلف ناز : شہ ن : ذکر مرگم اس کا فر کو

شہ : سوا سو داغ : سوید

ہوس تقریب منع شوق دیدن حسناہ دیرانیؔ
 کعب سیلاب، باقی ہے برنگ پشہ روزن میں
 نکو ہش، مانع ویرانگی تاتے جنوں، آئیؔ
 لگایا غنڈہ نامع نے، بجیہ جیب و دامن میںؔ

(۱۳۱)

پاؤں میں جب وہ حسناہ باندھتے ہیں
 میرے ہاتھوں کو جسد باندھتے ہیں
 حسن افسردہ دلیہا رنگین
 شوق کو پا یہ حسناہ باندھتے ہیں
 تیسرے بیمار پہ ہیں مندیادی
 وہ جو کاعنڈ میں دوا باندھتے ہیں
 قید میں بھی ہے اسیری آزاد
 چشم زنجیر کو داباندھتے ہیں۔
 شیخ جی! کعبہ کا حب نامعلوم
 آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں

ملہ ن، ہوتی ہے مانع ذوق تماشا خانہ دیرانیؔ

ملہ ن، محو ہش مانع، بیرہلی شور جنوں آتی کہ ن، ہر اچھ خندہ اسباب تجریہ دامن میں

کس کا دل زلف سے بھاگتا کہ اسد
دستِ شانہ بہ قف باندھتے ہیں

(۱۳۲)

سادہ پرکار ہیں خواباں کہ اسد
ہم سے پیساں دف باندھتے ہیں

(۱۳۳)

صاف ہے ازبکے عکس گل سے گلزارِ چمن
جانِ نشین جو ہر آئینہ ہے، خارِ چمن
ہے نزاکت بسکہ فضل گل میں، ہمارِ چمن
قالب گل میں ڈھلے ہے خشتِ دیوارِ چمن
تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بار
جو ہر آئینہ ہے یاں نقشِ احساںِ چمن
برشکالِ دیدہ عاشق ہے، دیکھا چاہئے
کھل گئی، بانشدِ گل، سو جانے یارِ چمن
بسکہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست
ہے کلاہ نازِ گل بر طاقِ دیوارِ چمن

یہ مطلع اسد، جو ہر افسون سخن ہو
گر عزمِ تپاکِ بگرِ سوختہ چاہیں
حیرت کش یک جلوہ معنی میں نگاہیں نہ
کھینچوں ہوں سویدائے دلِ چشم سے آہیں

(۱۳۵)

تبی بہ بندِ ہوس در نہ دارہ رکھتے ہیں
دل زکارِ جہاں اوقتا دہ رکھتے ہیں
تیز رشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں
بہ عکس آئینہ یک فردہ دہ رکھتے ہیں
برنگِ سایہ بھی بندگی میں ہے تسلیم
کہ داغِ دل بہ جبیں کشادہ رکھتے ہیں
بہ زاباں ، رگ گردن ہے رشتہ زندہ
سرے پہ پائے بتِ نانبہ دہ رکھتے ہیں
صاف یہ بندہ گرتی ہیں ناصحنِ عزیز
دلے بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں

ملے اس عزل میں تخلص اسد ہے ۔ مطلع انتخاب میں آیا گیا ہے ۔

برنگ سبزہ عزیزان بد زباں یک دست
ہزار تیغ ، بہ زہراب دادہ ، رکھتے ہیں

(۱۳۶)

طاؤس نط ، داغ کے گر رنگ نکالوں
یک فرد نسب نامہ نیرنگ نکالوں
کو، تیزی رفت رک صحرا سے زمیں کو
جوں قمری پس ، تپش آہنگ نکالوں
دامان شفق ، طرف نصیب مہ نوٹھے
ناخن کو جگر کاوی میں بیسنگ نکالوں
کیفیت دیگر ہے نشانہ دل خو میں
یک خنجر سے صد خم سے گل رنگ نکالوں
پیادہ وسعت کدہ شوق ہر نالے رشک
مغل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں
گر ہو بلبل شوق مری خاک کو دشت
صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں

فریادِ اسدِ غفلتِ رسوائیِ دل سے
 کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں
 کیا ضعف میں امیتد کو دل تنگ نکالوں (۱۳۴)
 میں خار ہوں آتش میں چنبیوں رنگ نکالوں
 نئے کوچے رسوائی و زنجیر پریشاں
 اے نالہ، میں کس پردے میں آہنگ نکالوں
 یک نشوونما جانہیں جولانِ بوس کو
 ہر چند بہ ہمت دارِ دل تنگ نکالوں
 یک جلوۂ خورشید، خریدارِ وقت باخو
 جوں ذرۂ صد آئینہ بیرنگ نکالوں
 افسردہ تمکیں بنے نفس گرمیِ احباب
 پھر قیثے سے عطریں شہرِ سنگ نکالوں
 ضعف، آئینہ پروا دی دستِ دگراں ہے
 تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں
 ہے خیرتِ الفت، کہ اسد، اسکی ادا پر
 گردیدۂ دل صلیح کریں، ہنگ نکالوں

(۱۳۸)

سودائے عشق سے دم سرد کشیدہ ہوں
 شام خیال زلف سے صبح دمیدہ ہوں
 دورانِ سر سے گردش ساغر ہے مقبل
 فحشاء جنوں میں دماغ رسیدہ ہوں
 کی متصل ہستارہ شماری میں عمر صرف
 تیج اشکائے زمرگاں چکیدہ ہوں
 ظاہر ہیں میسری شکل سے افسوس کنش
 جوں نشانہ ، پشت دست ، بدنڈاں گزیدہ ہوں
 دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سر تپش
 مضراب تار ہائے گلوئے بریدہ ہوں
 ہے جنبش زباں بہ دہن سخت ناگوار
 خوشناتہ بلا بلِ حسرت چشیدہ ہوں
 جوں بوسے گل ہوں گرچہ گرانباؤشت
 لیکن اند بوقتِ گزشتن جریدہ ہوں

(۱۳۹)

خوں در جگر نہفتہ بہ زردی رسیدہ ہوں
 خود آشیانِ طائرِ رنگ پریدہ ہوں

ہے دستِ رو بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر
 پائے ہو کس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں
 میں چشمِ واکشادہ و گلشنِ نظر فریب
 لیکن عبث کہ شبِ بنمِ خورشید دیدہ ہوں
 تسلیم سے یہ نالہٴ موزوں ہوا حصول
 اسے بے خبر! میں نغمہٴ چنگِ خمیدہ ہوں
 پیدا نہیں ہے اصلِ تنگ و تارِ جتھر
 مانند موجِ آبِ زبانِ بریدہ ہوں
 سر پر مرے وبالِ سزارِ آرزو رہا
 یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں
 میں بے ہنر کہ جو ہر آئینہ تھا، عبث
 پائے نگاہِ خلق میں خاکِ جنسیدہ ہوں
 ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہٴ سنج
 میں حذیبِ گلشنِ نا آفریدہ ہوں
 میرا نسب زحجر ہے مفتِ تہاں اسد
 یعنی کہ بندہٴ درجِ ناحشریدہ ہوں

(۱۳۰)

مرگ، بشیریں ہو گئی مٹی کو کہن کی منکریں
 تھا حریر سنگ سے، قطع کفن کی منکریں
 فرصت یک چشم حیرت بخش جہت آغوش ہے
 ہوں سپند آسا، ودایع انجن کی منکریں
 وہ عزیز و حشت آباد تلی ہوں، جسے
 کرم دے ہے زخم دل، صنم وطن کی منکریں
 سایہ گل داغ و جوشش نکبت گل مورچ درد
 رنگ کی گرمی ہے تاراج چمن کی منکریں
 فال بستی غار خار و حشت اندیشہ ہے
 شوخی سوزن ہے سماں پرین کی منکریں
 غفلت دیوانہ جز متبید آگاہی نہیں
 مغز سر، خواب پریشاں بنے کفن کی منکریں
 مجھ میں اور مجنوں میں و حشت ساز دعویٰ ہے اسدا
 برگ برگ بید ہے ناخن زدن کی منکریں

(۱۳۱)

اے نواساز تماشا سرکشت جنتا ہوں میں
 اک طرف جنتا ہے دل اور اک طرف جنتا ہوں میں

شمع ہوں بسکین بہ پاؤں رشتہ خارجِ جستجو
 مدعا گم کردہ ، ہر سو ہر طرف جلتا ہوں میں
 بے مساس دستِ افسوس ، آتشِ انگیزِ تپش
 بے تکلف آپ پیدا کر کے تفتِ جلتا ہوں میں
 ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ، ہر یکِ عنصرِ تن
 جوں چراغِ نالہ دہلی ، صفِ بصف جلتا ہوں میں
 شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح
 بے محل اے مجلسِ آرائے نجف جلتا ہوں میں

(۱۳۲)

فتادگی میں قدمِ استوار رکھتے ہیں
 برنگِ جاوہ ، سرِ کرتے یار رکھتے ہیں
 برہنہ مستی صبحِ بہار رکھتے ہیں
 جزوِ حسرتِ یک جامہ دار رکھتے ہیں
 طلسمِ مستی دل آں سوتے ، هجومِ سرکش
 ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں
 ہمیں ، حریرِ شرابات ، ہنگِ خلعت
 یہ ایک پیرہنِ زورنگار رکھتے ہیں

نگاہ دیدہ نقش قدم ہے جاوہِ راہ
گرمشتِ گاہ ، اثرِ انتظار رکھتے ہیں
ہوا ہے گرمیہ بیباک ، ضبط سے تسبیح
ہزار دل پہ ہم اک اختیار رکھتے ہیں
بساطِ بیچ کسی میں برنگِ ریگِ ادا
ہزار دل پہ دواغ قرار رکھتے ہیں
جنوںِ فرقتِ یارانِ رقتہ ہے غالب
بسانِ دشت ، دل پر غبار رکھتے ہیں

(۱۳۳)

یہ غفلت ، عطر گل ، ہم آگہی نمودار ملتے ہیں
چراغانِ تماشا چشمِ صدنا نور ملتے ہیں
رہا کس جرم سے میں بیتراہِ داغِ ہمِ طری؟
سمندر کو پر پروانہ سے کا فور ملتے ہیں
چمنِ ناغرمِ آگاہی دیدارِ خواباں ہے
سحر ، گلہاے زرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں
کیا جو ہر؟ چہ عکسِ خط؟ تباہِ وقتِ خودداری
دل آئیہِ حنہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں

تماشاے بہار ، آئینہ پرواز تکیں ہے
 کف گل برگ سے پائے دل رنجور ملتے ہیں
 گرا بخانی سبکدوش تماشا ہے دماغ آیا
 کف افسوس فرصت ، نگ کوہ طوڑ ملتے ہیں
 اسد، حیرت کش یک داغ مشک اندوہ ہے یارب
 لباس شمع پر عطر شب دیخوڑ ملتے ہیں

(۱۳۳)

ہوتی ہیں آب ، شرم کو کشش بچا سے تدبیریں
 عرق ریز تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں
 خیال سا دگیا ہے تصور ، نقبش حیرت ہے
 پر عنقا پہ رنج رفتہ سے کیپنی ہیں تصویریں
 زبس ہر شمع یاں آئینہ حیرت پرستی ہے
 کرے بے غنچہ - متعارطوطی نقش گل گیر یہ
 پسند آہنگی ہستی و سہی نالہ فرسای
 غبار آلودہ ہیں جوں دود شمع کشتہ تقریریں

تماشاے بہار ، آئینہ پرواز تکیں ہے ۔
 غنچہ کش ، کریں ہیں ۔

درشتی تا مل پنہ گوش حریفان ہے
 وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں
 بتان شون کی تمکین بعد از قتل کی حیرت ہے
 بیاض دیدہ نچیر پر نکھینچے ہے تصویریں
 اسد طرز عروج اضطراب دل کو کیا کہے
 بھتا ہوں تپش کو اُفت تا مل کی تاثیریں

(۱۲۵)

بے دماہی، جلد جوئے ترک تنہائی نہیں
 درندہ کیا موج نفس، زنجیر رسوائی نہیں
 وحشی، خو کردہ نظارہ ہے حیرت، جسے
 حلقہ زنجیر، جز چشم تاشائی نہیں
 قطرہ کو، جو شش عرق کرتا ہے دریا دستگاہ
 جز حیا، پرکار سعی بے سُر پانی نہیں
 چشم تر گس میں، نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار
 فرصت نشو و نما، سازش کیا ہی نہیں

نہ ش، ہر دم سادہ روی پنہ گوش حریفان ہے، وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں
 سادہ: اپنے کو دیکھتے نہیں ذوق بہم کو دیکھ + آئینہ تاکہ دیدہ نچیر سے دہر

کس کو دُور یارب ! حساب سوزِ ناکِ بائیں
 آمد و رفتِ نفس ، جز شعلہ چمکی نہیں
 مت رکھ اسے انجامِ غافل ، سائے بستی پر عذر
 مور کے پر ہیں سرورِ برگِ خود آرائی نہیں
 سایۂ اُفتادگی مالین و بستر ہوں اسد
 جوں صنوبر ، دل سدا پا قامت آرائی نہیں

(۱۴۶)

ظاہرا ، سر پہنچے ، اُفتادگاں گیرا نہیں
 ورنہ کیا حسرت کش دامن یہ نقشِ پا نہیں
 آنکھیں پتھرائی ہیں ، ناخوش ہے تارِ نگاہ
 ہے زمیں از بسکہ سنگیں ، جادوہ بھگدیا نہیں
 ہرچکے ہم جادوہ سال صد بار قطع و تمانہ نو
 زینتِ یک پسِ دامنِ جوں دامنِ صحرائیں
 ہو کے ہے پردۂ جوشیدہ خونِ جگر
 اشک بعدِ ضبطِ غیر از پسِ نہ مینا نہیں

تک : ش : پیرنی کے پر ۔

تک : ش : اور پھر ہنوز ۔ تک : ش : بعد از ضبط

ہو سکے کب کلفتِ دل ، مانعِ طوفانِ اشک !
 گردِ ساحل ، سنگِ راوِ جوششِ دریا نہیں
 ہے طلسمِ دہریں صدِ حشرِ پاؤں اشکِ عمل
 آگہیِ غافل ! کہ یکِ امروز بے فروا نہیں
 پس اس تیغِ دردِ دوستی کا نہیں بچتا اسد
 عاقبتِ بیزار ! شغلِ کعبتیں اچھ نہیں

(۱۴۷)

ضبط سے مطلب بجزِ وارستگی دیگر نہیں
 وامنِ تمثالِ آپ آئینہ سے تر نہیں
 ہوتے ہیں بے قدر و رنگِ وطن صاحبِ دل
 عزتِ آبادِ صدف میں قیمتِ گہر نہیں
 باعثِ ایذا ہے ، برہم خوردنِ بزمِ سرور
 لختِ لختِ شیشہِ شکستہ ، جزِ نشتر نہیں
 داں سیاہیِ مردک ہے اور یاں داغِ شراب
 مہرِ حریفِ نازشیں ہم چشمی ساغر نہیں

لے ش : عیدِ شادی سے ش : ذوقِ کشتن
 لے ش : شادی سے وطن سے باہر اہل دل کی قدر و منزلت

ہے فلک ہانشین فیضِ حشم گردیدنی
 عاجزی سے ، طلبِ برائے کوی ، برتر نہیں
 دل کو اظہارِ سخن ، اندازِ فتحِ الباب ہے
 یاں صریحِ حال ، غیر از اصطکاکِ در نہیں
 کب تک پھیرے اسد لبائے تفتہ پر زباں
 طاقتِ ب تشنگی ، اے ساقی کو شرا نہیں

(۱۳۸)

دیکھتے مت چشمِ کم سے سوئے ضبطِ افسردگان
 جوں صدف ، پرورِ دین ، دندانِ دردِ دلِ افسردگان
 گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بسکہ چرخ
 قرصِ کافری ہے مہرِ از بہرِ سراخوردگان
 رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک
 دشتِ سامان ہے غبارِ خاطرِ افسردگان
 ہاتھ پر ہر ہاتھ ، تروستِ تاسف ہی سہی
 شوقِ مفتِ زندگی بنے اے بغفلتِ مردگان

ع ش : تپ و تشنگی ع ۷ : بہر جاں سراخوردگان -

ع ش : افسردگان کے بجائے آردگان

(۱۵۳)

حد پیمانہ سے دل عالم آپ تماشا ہوئے
 حکم چشم تنگ شاید کثرت نظارے ہو
 بہم بالیدن سنگ و گل صحرا یہ چاہے ہے
 کہ تار جادہ بھی کبار کو زنا رہ مینا ہو
 حریف و حشہ ناز نسیم عشق جب آوے
 کہ مثل غنچہ ساز یک گلستاں دل ہنیا ہو
 بجائے دانہ خرمین یک بیاباں بسینہ قمری
 مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو
 کرے کیا ساز بنیش وہ تماشا رنج آگاہی
 جسے مومے دماغ بخودی خراب زینا ہو
 بقدر حسرت دل چاہے ہمیشہ معاصی مجھے
 بھروں یک گوشہ دامن گر آپ ہفت ربا ہو
 دل جوں شمع، بہر دعوت نظارہ لا، یعنی
 نگاہ بیزاشک و سینہ معرقت ہو

غلہ ن: حد سے دل اگر فرود ہے گرم تماشا ہو۔ شمع ش: شہید و رہی آگاہی
 غلہ ن: اذوق معاصی۔ شمع ش: دل جوں شمع بہر دعوت نظارہ لا، جس سے۔

اگر وہ سرد و جاں بخش خرام ناز آجائے
 کعبِ بر خاکِ گلشن، شکلِ قمری نالہ فرساہو
 نہ دیکھیں روئے یک دل سرد، عینِ ذشیع کا فوری
 خدایا، اس قدر بزمِ اسد گرم تماشا ہو

(۱۵۴)

اگر وہ آفتِ نظارہ، جلوہ گستر ہو
 ہلالِ ناخکب دیدہ ہائے اختہ ہو
 بہ یادِ قامت اگر ہو بلسند آتشِ غم
 ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو
 ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا
 اب اس سے ربط کروں جو بہت بے فکر ہو
 عجب نہیں پئے تخریرِ حالِ گریہ چشم
 بروئے آبِ جزائر موجِ نقشِ مطہر ہو
 امتیہ دار ہوں تاشیرِ تلخِ کامی سے
 کہ قندِ بوسہ شیریں لبانِ مکرر ہو

صدف کی ہے ترے نقش قدم میں کیفیت
سرشکب چشم اسد کیوں نہ اس میں گوہر بنو

(۱۵۵)

بے درو سدر، بسجدہ الفت فرد نہو
جوں شمع، غوطہ داغ میں کما، گرد منو نہو
دل دے کفِ تفت نفل ابروے یار میں
آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہو
زلفِ خیال نازک و اظہار بے سرار
یارب! بیان شانہ کش گفتگو نہو
تماشاں ناز جلوة نیرنگِ اعتبار
ہستی عدم ہے، آئینہ گر رو برو نہو
مژگاں، خلیدہ رگ ابرو بہار ہے
نشرت، بہ مغز پسنبہ مینا فرو نہو
عزمِ نشاط دید ہے، مژگاں انتظار
یارب کہ غبارِ پیسہ بہن آرزو نہو

واں پر نشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسد
صبح بہار بھی، قہنسِ رنگ و بو نہو

(۱۵۶)

مبادا، بے تکلفِ فصل کا برگ و نواگم ہو
مگر طرناں مے میں چھپس موجِ صباگم ہو
سببِ راستگاں کو ننگِ ہمت بنے خداوند
اثرِ سرمے سے اور بہائے عاشق سے صد گم ہو
نہیں جز درد، تسکینِ نکو مشہائے بیہواں
کہ موجِ گریہ میں صد خندہ ونداں نماگم ہو
ہوئی ہے ناتوانی، بیدارِ شوخیِ مطلب
خرد ہوتا ہے سرِ سجدے میں لئے مستِ عالم ہو
تجھے ہم منتِ دیویں یک جہاں چینِ جہیں، لیکن
مبادا، اے چچِ تابِ طبع، نقشِ مدِ عالم ہو
بلا گردانِ تکیں بتاں، صد موجِ گوہر
عرقِ جی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیاگم ہو
اشا وے کب وہ ہاں شرم، تہمتِ قتلِ عاشق کی
کہ جس کے اندھ میں، مانندِ خون، رنگِ حناگم ہو

کریں خواباں جو سیرِ حسن ، اسدا یک پروہ نازک تر
 دم صبح قیامت ، درگزیانِ قب ، گم ہو

(۱۵۷)

خشبِ سے نے تلف کی میسکدے کی آبرو

کاسِ دریزہ ہے پیماۂ دستِ سبزو

بہرِ جاں پروردونِ یعقوب ، بالِ خاک سے

دام لیتے ہیں پیرِ پرواز ، پیسِ رہن کی بُرو

گردِ ساحل ہے ، ہم شہرمِ جہین آشنا

گمراہ باندھے قلاہمِ الفت میں سر جاتے کدو

گرمی شوقِ طلب ہے عینِ تاباکِ دھماکا ؟

خافلان ! آئینہ داں ہے ، نقشِ پائے جبر

رہنِ خاموشی میں ہے آرائشِ بزمِ دھماکا

ہے پر پروازِ رنگِ رفته ، خونِ گشتِ گرو

ہے تماشا ، حیرتِ آبادِ تفاضلِ ہائے شوق

یک رنگِ خواب دسرا سرِ جوشِ خونِ آرزو

خوتے شہرمِ سرد بازاری ، سجیلِ خانماں

ہے اسدا نقصاں میں مفت اور صاحبِ مریہ تزلزل

سجیلِ خونِ کسِ شیراز میں نہیں ۔

رنگِ طرب ہے صورتِ عید و فاگرد
 تھا کس قدر شکستہ کہ ہے ہا بجا گرد
 پروازِ نعتِ بدوامِ تنہائے جلوہ تھا
 طاؤس نے اک آئینہ خانہ رکھا گرد
 عرضِ بساطِ انجمنِ رنگِ مفت ہے
 مریچِ بہار رکھتی ہے اک یوریا گرد
 ہر ذرہ خاک، عرضِ تنہائے رشتہاں
 آئینہ ہا شکستہ و منتِ لہا گرد
 ہے تاکِ میں سلم، ہو س صدقہ شرب
 تسبیحِ زاہدان، بہ کفِ مدعا گرد
 برقِ آبِ بارِ فرصتِ رنگِ و میدہ ہوں
 جوں نخلِ شمع، ریشے میں نشود نما گرد
 طاقت، بساطِ دستِ یکِ قدم نہیں
 جوں اشک، جب تک نہ رکھوں مستِ پاگرد
 ہے وحشتِ جنونِ بہار اس مستِ درک ہے
 بالِ پری بشوخی مریچِ صبا گرد

بیابان سیر دل بنے سیرِ ناخن نگار
یاں فصل ہے یہ آتش رنگِ حسا گرو
ہوں سخت جان کا دہش منکرِ سخن اسد
تیغ کی، کوہِ سار میں ہے، یک صدا گرو

(۱۵۹)

سراڑانے کے جو دعدے کو مکرِ چاہا
ہنس کے بولا، کہ تیرے سر کی قسم ہے ہم کو
ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو
برقِ بہشتی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو
کھنڈ آنے کا باعث نہیں کھلتا غائب
ہر سب سیر و تماشا، سودہ کہہ ہے ہم کو
طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اتنی
بھر یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو
لائی ہے مہمِ الدولہ بہادر کی امیجد
جادو رہ کشش کا ف کرم ہے ہم کو

ملے ن: ہنس کے بولے تھے یہ شہر گلِ رخا میں ہے۔ تھوہ: فدا کی جانکے ہیں

تھوہ: صرک کاش کر قطع بنایا۔ ملے: ہاتھی کہیں ایک ترقی غالب۔ جادو: روکشش کا ف کرم ہے ہم کو
جو گلِ عیا میں موجود ہے۔ یہ منزلِ نوس شیرانی کے مانتے پر ہے۔

- ۱۔ جز دل سدا بخ درد بہ دل خفتگان نہ پڑچہ
- آئینہ عرض کر، خط و حساب بیاں نہ پڑچہ
- ۲۔ بندستان سایہ گل پایہ تخت صفا
- سامان بادشاہی وصل بستان نہ پڑچہ
- ۳۔ پرواز، یک تب علم تغیر نالہ ہے
- گرمتی میض حسار و غسب آشیاں نہ پڑچہ
- ۴۔ ترمش ناز کر، دل پروانہ ہے بہار
- بیستانی تجلی آتش بجاں نہ پڑچہ
- ۵۔ غفلت متراج کفہ میزان عدل ہوں
- یارب احساں سختی خواب گراں نہ پڑچہ
- ۶۔ ہر داغ تازہ یک دل داغ انتظار ہے
- عرض فضا سے سیدہ ورد امتحان نہ پڑچہ
- ۷۔ کہتا تھا کل وہ نامہ رساں سے بوز دل
- دردِ حمدانی اسد اللہ حناں نہ پڑچہ

۱۔ سن : پنج برس کے بھائے نرنگاں تھے دیوبند نائب ظامی (جاریں) حضرت میں :

۲۔ وہ دہلی احمد دہلی بیاں نہ پڑچہ تھے دیوبند نائب ظامی (جاریں) اور حضرت میں :

کہتا تھا کل وہ محرم راز اپنے سے کہ ہاں

(۱۶۱)

زخاں سے شیرازہ اجڑائے قدم باز
 اسے آبلہا عمل پے سحرانے عدم باندھ
 بیکاری تسلیم بہر رنگ چمن ہے
 گر خاک ہو گل دستہ صد نقش قدم باندھ
 اسے جادہ! یہ سررشتہ یک ریشہ ویدک
 شیرازہ صد آبلہ جوں سجدہ بہم باندھ
 حیرت، حد تسلیم تمنا ہے پری ہے
 آئینہ پہ آئین گلستان ارم
 پامرد یک انداز نہیں قامت ہستی
 طاقت اگر اعجاز کرے تہمت غم باندھ
 دیا چہ وحشت ہے اسد، شکوہ خواباں
 خوں کر دل اندیشہ و مضمون ستم باندھ

(۱۶۲)

خلق ہے صفحہ عبرت سے سبق ناخواندہ
 ورنہ ہے چرخ و زمیں، یک ورق گردنہ

سے ش: بہت ہم۔

دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل اندوگیں
 موج مے ، مثل خطِ جام ، ہے ہر جاماندہ
 خواہشِ دل ہے زبان کو سببِ گفتِ میان
 ہے سخن ، گردِ ز دامنِ صنمیں افسانہ
 کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہم دیگرے
 ہے ہر اک فنر و جہاں میں ، ورقِ ناخواندہ
 حیف ، بے حاصلِ اہلِ ریا پر غالب
 یعنی ہیں ماندہ ازاں سوداؤں سو راندہ

(۱۶۳)

بسکہ مے پیتے ہیں ، اربابِ فنا پرشیہ
 خطِ پیمائش مے ، ہے نفسِ زویدہ
 بغر و طرحِ قاتل و رحمانی سرود
 طوق ، ہے گردِ مسمیٰ میں رگِ بالیدہ
 کی ہے دا اہلِ جہاں نے بگلستانِ جہاں
 چشمِ غفلتِ نظرِ شبنمِ خورناویدہ
 یاس ، آئینہ پیدائی استغناء ہے
 ناامیدی ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ

واسطے منکر مضامین مستیس کے غلاب
چاہئے خاطر جمعِ دل آرا میدہ

(۱۶۳)

جوشِ دل ہے نشہ ہائے فطرت بیدل نہ پوچھ
قطرہ سے ، میخانہ دریا سے بے ساحل نہ پوچھ
یہیں گشت نہائے دل ، بزمِ نشا و گد باد
لذتِ عرضِ کشادہ عتدہ مشکل نہ پوچھ
آبلہ ، پیانہ اذازہ تشویشِ صفا
اسے دماغِ نارسا انحنائے منزل نہ پوچھ
نئے مسبا بالِ پری ، نئے شعلہ سودائے جزا
شمع سے جز عرضِ افسوسِ گدازِ دل نہ پوچھ
یک مژدہ برہم نون ، حشرِ دو عالم فتنہ ہے
یاں سداغِ عافیت ، جز دیدہ پسل نہ پوچھ
بزم ہے یک پنہ میستا گدازِ ربط سے
میشس کرنا منسل ! محابِ نشہ مخمل نہ پوچھ

سما تخلص ہامہ شنگرنی ارزانی اسد
شاعری جزا ز درویشی نہیں حاصل نہ پرتیچہ

(۱۶۵)

شکوہ و شکر کو ثمر، بیم و امید کا بھ
عائد آگہی حشراب، دل نہ سمجھ، بلا سمجھ
ریگ روان و ہر تپش و ریس تپ شمع
آئینہ توڑ، اسے خیال، جو ہے کو خون یہاں
وحشت دروچے کسی، بے اثر اس قدر نہیں
رشتہ عشر خیز کو نالہ نارسا سمجھ
شوق عیناں گل اگر دریں جنوں ہوئے کسے
جادہ سیر دو جہاں، یک مژہ خواب پا سمجھ
گاہ نجلد امیدوار، گہ بہ عجم بیم ناک
گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفت ماسوا سمجھ
اے بسراپ حسن خلق تشنہ سعی امتحان
شوق کو مقفل نہ کر، ناز کو الحباب سمجھ
شوخی حسن و عشق ہے آئینہ دار ہم دگر
خار کو بے نیام جان، ہم کو برسہ نہ سمجھ

نغمہ بے دلی اسد ساز فنگی نہیں
بہل وردِ خفت ہوں، گرے کو ماہر سمجھ

(۱۶۶)

کلفتِ ربطِ این و آن، غفلتِ مدعا سمجھ
شوق کرے جو سرگرانِ عملِ خوابِ پا سمجھ
جلوہ نہیں ہے دردِ سرا، آئینہٴ مندی نگر
عکس کیا دکو، نظر، نقش کو مدعا سمجھ
حیرت اگر حیرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے
گر کعبِ دستِ ہام ہے، آئینے کو ہوا سمجھ
ہے خطِ عجزِ ماد تو، اولِ درسِ آرزو
کہتے ہیں اہلِ گنت گو، کچھ نہ سمجھ فنگی
شیشِ شکستہٴ امتبار، رنگِ بگروشِ استوار
گر نہ مٹیں یہ کہہ سارا، آپ کو تو صدمہ سمجھ
نغمہ بنے عروسِ زرد، نشہ ہے، بے نیاز رہ
زندہٴ تمام ناز رہ، جنس کو پار سمجھ

نغمہ : نغمہ بے دلی اسد ساز فنگی نہیں۔

مجموعہ : ہے یہ بیان محض کچھ نہ سمجھتا سمجھ ۔

چربی پہنئے خیال ، رزقِ دو عالم اتنا
 کل ہے جو وعدہ دیاں آج ہی ہے خدا بچہ
 نے سرد برگ آرزوئے رہ و رسم گفتگو
 اسے دل و جانِ خلق ، تو ہمکو بھی آشنا سمجھ
 لغزشیں پا کر ہے مار ، نفسِ یا علی مدد
 ٹٹے گر آئینہ اسد ، سمجھ کو خوشیہا سمجھ

(۱۶۷)

حیرت ، هجوم ، لذتِ غلط فی تپش
 سیما بالش و کمرِ دل ہے آئینہ
 غفلت ، بہ بال جو ہر شمشیر پر فشاں
 یاں پشتِ چشمِ شوخیِ متاقل ہے آئینہ
 یاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر
 جو ہر طلسمِ معتدہ مشکل ہے آئینہ
 ہم دانوئے تامل و بسمِ جلوہ گاہ گل
 آئینہ بندِ خلوت و غفل ہے آئینہ
 حیرت نگاہ ، برقِ تماشا ، بہارِ شعور
 در پردہ ہوا پر بسمل ہے آئینہ

دل کا رنگاؤ منکرو اسد ہیزائے دل
یاں سنگب آستانہ بتیل ہے آیتہ

(۱۶۸)

دل ہی نہیں کہ منت درباں اٹھائیے
کس کو وفا کا سدہ جنباں اٹھائیے
تا چند داغ بیٹھے ، نقصاں اٹھائیے
اب چار سوتے عشق سے دوکاں اٹھائیے
ہستی ، مندریب نامہ موج سراپا
یک عشر نامہ شوخی عشواں اٹھائیے
ضبط جنوں سے ، ہر سر موسیٰ ترانہ خیز
یک نالہ بیٹھے ، تو نیستاں اٹھائیے
تندہ خراشیں نالہ ، سرشک نمک اثر
لطف کرم ، بدولت مہاں اٹھائیے
انگور ، سب سے سرد پانی سے سبز ہے
غالب بدوش دل خیم مستان اٹھائیے

(۱۶۹)

کیا پڑھے ہے بر خود لطیف سائے عزیزاں
خواری کر بھی اک عاب ہے عالی نسبوں سے

گو تم کو رخصت ہوئی، افسوس ہے لیکن
باقی ہے طاقت، کب ایسے سببوں سے
مت پرچھو، استدعا وعدہ کم فرصتی زلیلت
دو دن بھی جو کائنات کو قیامت تبوں سے

(۱۴۰)

لکھ کر بے سزاوہ سے نہ سہرہ ہو سکی آخر
مری طاقت کو ضامن مٹی بتاں کے ناز اٹھائے گی
انہیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آہستہ
اٹھے تھے سیرِ گل کو دیکھ شوقی بہانے کی تھے

(۱۴۱)

استدہ ہے دل میں دردِ اشتیاق و شکوہ ہجران
خدا رہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

(۱۴۲)

کہتے ہو شکوہ کس کا، تم اور بے وفائی!
سرپٹتے ہیں اپنا ہم اور نیک نامی!
صد درنگ گل کترنا در پردہ قتل کرنا
ریختن ادا نہیں ہے پا بند بے نیامی

لے شوقی، مری طاقت، عید میں بیٹوں، چھاپا ہے جو غلط ہے۔

ن: لکھ کر بے سزاوہ سے نہ سہرہ ہو سکی۔ مری طاقت کو ضامن مٹی بتاں کے ناز اٹھائے گی

لے شوقی، لکھتے تھے شوقی، دل میں ہے غائب شوق تو دل و شکوہ ہجران۔ باقی دو شعر ۷۴، ۷۵

طرف سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نہ کردہ
 ہے نامہ برد کو اس سے دعوائے بھکلائی
 طاقت، فائدہ باد، اندیشہ، شعلہ ایجاد
 اے غم ہنوز آتش، اے دل ہنوز غامی
 ہر چند عمر گزری آزدگی میں لیکن
 ہے شرح شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی
 ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی نراخت
 دریا سے غلبہ گزری مستوں کی تشنہ کامی

(۱۴۳)

ہے بارے استماد و فدا داری استدر
 ہم بھی اسی میں خوش ہیں کہ نامہاں بٹے
 دلی کے رہنے والو! اسد کو ستاؤ مت
 بیچارہ چند روز کا یاں میہان ہے

(۱۴۴)

گر مصیبت تھی تو غربت میں اٹھایا اسد
 میری دلی ہی میں ہونی تھی یہ غوری اٹھائے

نہ ن : غائب : ہم اس میں غرض ہیں کہ ناہیہاں ہے
 نہ ن : دلی : شوق : دلی : ج : چند نام : نہ ن : غربت میں اٹھایا اسد

(۱۴۵)

کیا علم ہے اس کو جس کا علی سامم ہو
اتنا ہی اسے نلک زدہ کیوں بے حواس ہے

(۱۴۶)

عالم باطل و محنت دیرانگی نہیں
دریا زمیں کو عسرتِ انفعال ہے
پہو تہی نہ کر عنم داندوہ سے اسد
دل و قعب درو کر کہ فقیروں کا مال ہے

(۱۴۷)

نظر بہ نقیب گدایاں، کمال بے ادبی ہے
کہ حنا پر خلک کو بھی دھڑی چمن نہیں ہے
ہوا وصال سے شوقِ دلِ حسیں زیادہ
بے مست و حیا پہ، کعبِ بادۂ جوشِ تشنہ پی ہے
خوش وہ دل کہ سراپا طلسم بے خبری ہو
جنونِ دیاس و الم، رزقِ مدح طلبی ہے

نہ کہ، دھشت پہ میری عرصۂ آفاق تلک تھا

عہ ش : دل و قعب درو کر کہ فقیروں کا مال ہے

چمن میں کس کی یہ برہم برتی ہے بزم تماشا؟
 کہ برگ برگ سمن ، شیشہ ریزہ ملبی ہے
 امام ظاہر و باطن امیر صورت و منی
 علی ولی اللہ عاشرین نبی ہے
 اسد یہ درد و الم بھی تو مطمئن ہے کہ آخر
 نہ گریہ سحر ہی ہے نہ آہ تبشہ لبی ہے

(۱۴۸)

ظاہر ہے ، طرزِ قید سے ، صیاد کی غرض
 جو دانہ دام میں ہے ، سوا شکب کباب ہے
 بے چشم دل نہ کر ہو کس سیرِ لالہ زار
 یعنی ، یہ ہر ورق ، ورقِ انتخاب ہے

(۱۴۹)

ہے ، بچا ناب رشتہ شمع سحر کی
 نجات گدازئی نفس ہمارا بچے
 داس رنگہا بہ پردہ تدبیر میں ہنوز
 یاں شولہ چراغ ہے مرگ بنا بچے

پرواز با ، نیا در تماشا نئے حسن دوست
 بال کشادہ ہے نگہ آشنا مجھے
 از خود گذشتگی میں خموشی پہ حرف ہے
 موج غبارِ سرمد بہتی ہے ، صدا مجھے
 تاجند پست فطرت طبع آرزو
 یارب ! لے بلند ہی دست دعا مجھے
 یاں آب و دانہ موسم گل میں حرام ہے
 زنا بردا گستا ہے ، موج صبا مجھے
 یکبار امتحان ہو کس بھی ضرور ہے
 اے جو شش عشق ، بادۂ مرد آزا ، مجھے
 میں نے جنوں سے کی جو اسدا تماں رنگ
 خونِ سگر میں ایک ہی غلطہ دیا مجھے

(۱۸۰)

کہوں کیا گر جو شش میسکشی میں فتنہ رویاں کی !
 کہ شمع خانہ دل ، آتشِ مے سے فروزاں کی
 ہمیشہ جگرِ طبع میں بھی مشق تیسرہ روزی تھی
 سیاہی ہے مرے ایام میں نورِ دبستان کی

درینخ ! آہ سحرگہ کا ر بادِ صبح کرتی ہے
 کہ ہرتی ہے زیادہ سرد مہری شمعِ زویاں کی ،
 مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی
 ویسکن کیا کروں آدھے جو رسوائی گریباں کی
 ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں
 کہ جو ہر آئینے کا ، ہر ٹپک ہے چشمِ حیراں کی
 خدایا ! کس مستدر اہل نظر نے خاک چھائی چٹے
 کوئیں صدرِ خندہ جوں خراباں ، دیواریں گلستاں کی
 ہوا شدم تبیدستی سے وہ بھی سرنگوں آخر
 بس اے زحیمِ جگر اب دیکھ لی شورشِ ٹکڑوں کی
 بیادِ گرمی صحبتِ برہمِ شعلہ دیکھے ہے
 چھپاؤں کیونکہ غائب ! سوزِ خیش داغِ نلیباں کی
 جنوں تہمت کٹ تکیں ^(۱۸۸) نہو گرش دمانی کی تے
 نمک پاششِ خراشیں دل ہے لذتِ زندگی کی
 نہ کیجیج اے سہی دستِ نارسا ، زلفِ تناکر
 پریشاں تر ہے موتے غامد سے تقدیر مانی کی

معنی : ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں

معنی : تکیں کے بجائے کھیں زنگ کے بجائے

کہاں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف پہنچے
 نہ کھینچے، طاقتِ غیبِ زہ، تہمتِ ناتوانی کی
 تکلفِ برطرت، فریاد اور اتنی سبک دستی
 خیالِ آساں تھا ایسکن خراب خسرو نے گرانی کی
 پس از مردن بھی دیوانہ، زیارت گاہِ طفلان ہے
 شراب و سنگ نے تربت پہ میسری گلشنی کی
 اسد کو بورے میں دھر کے پھونکا مروج ہستی نے
 فقیری میں بھی باقی ہے شہزادتِ نوجوانی کی

بجز دیوانگی ہوتا نہ انجمنِ خود آرائی
 اگر پیدا نہ کرتا آئینہ زنجیرِ جوہر کی
 عذرِ لطفِ ساقی، نشہِ بیباکیِ مستان
 خیمِ دامانِ حصیاں ہے طراوتِ مروجِ کوثر کی
 مرادل مانگتے ہیں عاریتِ اہلِ ہوس شاید
 یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوتِ میں سمنہ کی
 اسد جز آبِ بخشیدنِ زور یا خضر کو کیا تھا!
 ذبوتا چشمہ جواں میں گر کشتی سکندر کی

(۱۸۳)

ہوا ہے مانج عاشق نازی ، تازہ خود بیسنی
 تکلف بر طرف ، آئینہ تفسیر حاصل ہے
 پہ سبیل اشک ، محنت دل ہے دامن گیر شرکاک کا
 غریب بھر جو پائے خس و خاشاک ساحل ہے
 بہا ہے یاں تک اشکوں میں غبار کفایت خاطر
 کہ چشم تریں ہر اک پارۂ دل ، پائے در گل ہے
 بجھتی ہے تپش میں بسلوں کی ، برق کی شوخی
 غمیں اب تک خیال گرمی رفتار قاتل ہے

(۱۸۴)

تشنہ خون تماشا جو وہ پانی مانگے
 آئینہ رخصت اندازہ روانی مانگے
 رنگ سے گل نے دم عرض پریشانی بزم
 برگ گل ، ریزہ میسنا کی ، نشانی مانگے
 زلف تحریر پریشان تقاضا ہے ، مگر
 شانہ ساں ، مو بزاں ، عمارت مانی مانگے
 ۴۔ آمد خط ہے مگر خندہ شیریں ، کہ مباد
 چشم مور ، آئینہ دل نگرانی مانگے

ساز ایماے فنا ہے عالمِ پسیری اند
قامتِ خم سے ہے حاصلِ شوقی ابرو بے نے

(۱۸۷)

مے پرستانِ خم مے منہ سے گلنے ہی بنی تے
ایک دن گردِ ہوا بزم میں ساقی، نہ بھی
نہ ستائش کی تنہا نہ مہلے کی پردا
نہ ہونگر مرے اشعار میں معنی نہ سہی گھے

(۱۸۸)

۱۔ دلِ بیار از خود رفته ، تصویرِ نہالی ہے
کہ مژگاں، ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قال ہے
سرورِ نشہ گردش، اگر کیفیتِ افشا ہو
نباں ہر گردِ باد و دشت میں جامِ معالی ہے
عروجِ نشہ ہے سرِ تاقم، ”قتد چمنِ رویاں
جہانے خود و گردِ سرو بھی میسنائے خالی ہے
ہوا، آئینہ، جامِ بادہ کس روئے کھگوں سے
نشانِ حالِ رخ، مانعِ شرابِ پرنگاں ہے

۲۔ منوریش الی میں دونوں غوروں کو ایک کر دیا گیا۔ مجھے بعضی نظم سے منٹاؤ ہیں۔

تکے ک : گریں ہیں مرے اشعار میں سن رہی ہیں

پاپے خانہ مو، ملے رہ وصفہ کمر کجے
 کہ تارِ جاوہ سر، منسلک نازک خیالی ہے
 اسد، اٹھنا قیامت قاتلوں کا وقتِ آرائش لے
 باسِ نغم میں بابیدین مضمونِ عالی ہے

(۱۸۹)

بتانِ شوخ کا دل سخت ہو گا کس قدر یارِ بے
 مری فریاد کو کہاں، ساڑے مجلسِ مالی ہے
 نشانِ بیقرارِ شوق، جہزِ مڑگاں، نہیں باقی
 کئی کانٹے ہیں اور سپیراہنِ شکلِ نہالی ہے
 جنوں کو، لے چمنِ تحریرِ درسی شکلِ تہائی لے
 نگاہِ شوق کو صحرا بھی، دیوانِ غزل ہے
 یہ سستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بیماری سے لے
 زمینِ کیفیتِ یک جامِ بسریزِ سفلی ہے لے
 اسد مت رکھ قہقہہ خرد ماغیہائے نغم کا
 کہ یہ نامرد بھی شیرِ انگن میدانِ قالی ہے

لے ثمنی چراغِ دیر: قیامت قاتلوں شرکاں اور انہیں

نوٹ۔ خلافِ معمول حیدر اور شیرانی دونوں میں قیامت قاتلوں ہے۔

لے بٹش، تحریرِ شکلِ درسی تہائی تہ شش، بادِ ساری سے لے ششِ زمینِ ہوشِ حرب سے۔

(۱۹۰)

نشہ سے بے چین دودھ چسراغ کشتہ ہے
 جامِ داغ شلہ اند دودھ چسراغ کشتہ ہے
 داغ ہم دیکھیں اہل باغ، گر گل بو شہید ہے
 لالہ چشمِ حسرت آلود چراغ کشتہ ہے
 شور ہے کہیں بزم کی عمریں جراثیمِ حنا کا
 صبحِ یک زخمِ نعل سود چراغ کشتہ ہے
 تا مرادِ جلع ہر عالم میں حسرت گل کرے
 لالہ داغ شلہ فسرد سود چسراغ کشتہ ہے
 بو جہاں، تیرا داغ نازِ مست ہے خودی
 خوابِ نازِ گلِ رخاں، دودھ چراغ کشتہ ہے
 ہے دل افروز، داغِ شوخی مطلبِ اسد
 شلہ آخرتِ مالِ مقصود چسراغ کشتہ ہے

(۱۹۱)

آئینہ، نفس سے بھی ہوتا ہے کہ درت کش
 عاشق کو خباہِ دل، اک دجرِ صفائی ہے

ہنگام تصور ہوں در یوزہ گر بوسہ :
 یہ کاسۂ زانو بھی اک جام گدائی ہے :
 از بسکہ سکھاتا ہے غم ضبط کے اندازے
 داغوں کا نقشہ اکا، خود چشم نائی ہے لے
 وہ دیکھ کے حسن اپنا، منور ہوا غالب
 صد جلوة آئینہ، یک صبح بدائی ہے۔

(۱۹۲)

یوں بعد ضبط اشک، پھروں گویا ر کے !
 پانی پئے کسو پہ کوئی جیسے وار کے !
 بعد از دوام یار، بخوں در تپیدہ ہیں
 نقش قدم ہیں ہم، کف پائے نگار کے
 ظاہر ہے ہم سے کلفت بہت سیاہ روز
 گویا کہ تختہ مشق ہیں، خطِ غبار کے
 حسرت سے دیکھ جتے ہیں ہم آب و رنگ گل
 مانند شبیہ اشک ہیں خرگانِ حنار کے
 ہم مشقِ فکر وصل و غم، بجز سے اند
 لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے

لے شش، جوداغ نظر آ، اک چشم نائی ہے۔

(۱۹۳)

یہ نقص کا ہری، رنگ کمال طبع پنہاں ہے
 کہ بہر مدعا سے دل، زبان لال زنداں ہے
 خوشی، غم زاہد چشم بے پروا نگاہاں ہے
 غبارِ سرسریاں گردِ مہلوہ سنبلستان ہے
 صفائے اشک میں داغِ جگر ملوہ دکھاتے ہیں
 پر طاقس گویا برقِ ایرِ چشم گریاں ہے
 ۔ بہ بوسے زلفِ مشکیں، یہ داغِ آشفتم ہیں
 کہ شاخِ آہواں، دودِ چہراغ آسا، پریشاں ہے
 تکلفِ برطرف ہے جاں نستاں ترطیفِ بدخیاں
 نگاہِ بے حجابِ یار، تیغِ تیسرے عریاں ہے
 آمد! یہ فرطِ غم نے کی تلفِ کیفیتِ شادی
 کہ صبحِ یقینِ مجد کو بدتر از چاکِ گریباں ہے

(۱۹۴)

جہاں، زندانِ موجستانِ دلبا سے پریشاں ہے
 علمِ ششِ جہت، یک حلقہ گردِ اب طوفاں ہے

نے سنی، غبارِ سرسریاں گردِ مہلوہ و زنگستان ہے۔ عہدِ ک: بے حجاب
 سچے سچ، تمام، جزائے عالمِ میدانِ چشم گریاں ہے۔

نہیں ہے مردن صاحبِ دلاں، جز کسبِ بحیثیت
 سوید میں نفس، ماتمہ خط و در نقطہ پنہاں ہے
 تبارِ وشت و حشت، سرمہ سائر انتظار آیا
 کہ چشمِ اکبر میں مولِ میلِ راہِ مژگاں ہے
 زہیں دوشِ دمِ آہو پہ ہے محلِ تما کا
 جنونِ قیس سے بھی شرمیٰ میلیٰ نمایاں ہے
 نقابِ یار ہے غفلتِ نگاہی اہلِ پنیش کی
 مژہ پوشیدِ نیہا، پردۂ تصویرِ عسریاں ہے
 اسد، بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ
 اگر داہو تو دھلا دوں کر یک عالم گستاں ہے

(۱۹۵)

کیا ہے؟ کو عرق؟ سنی عروجِ نشہ رنگیں تر
 خطِ رخسارِ ساقی، تا خطِ ساغرِ چہرہاں ہے
 رہا بقیہِ رول، در پردۂ جوشِ ظہورِ آخِر
 گلِ وز گس بہم، آئینہ و انتیمِ نوراں ہے
 تکلفِ سائرِ سوائی ہے۔ فاعلِ شرمِ دھانی
 دلِ خوں گشتہ، در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے

تماشا سرخوشِ عقلت ہے باوصفِ حضورِ دل
 ہنوز آئینہ غلوت گامِ نازِ رہطِ مژگاں ہے
 تکلیفِ برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر، درنہ
 پریشاں خوابِ آخرِ دواغِ یوسفِ ستاں ہے
 اسد، جمعیتِ دل درکنار ہے خودی خوشتر
 دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے

(۱۹۶)

عاشق، نقابِ جلو جانا نہ چاہیے
 خانہ کس شمع کو پر پروانہ چاہیے
 پیدا کریں دماغِ تماثلے سرِ دگل
 حسرت کشوں کو ساغرِ مینا نہ چاہیے
 دیوانگیاں ہیں حاملِ رازِ نہبانِ عشق
 اے بے تیز: گنج کو دیرانہ چاہیے
 ساقی! بہارِ موسمِ گل ہے سرورِ بخش
 پیاں سے ہم گذر گئے پیسمانِ چاہیے
 بادو ہے طرزِ گفتگوئے یار، اے اسد اے
 یاں جشنِ فنوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے

ملے گلِ دہن: بادو ہے بدکِ روشِ منگو اسد

(۱۹۷)

اتھ پر گرا تھا مارے یار وقتِ قبضہ !
 کرکے شبِ تابِ آسا، مر پر افشانی کرے
 وقت کس افادہ کا خوش، جو قامت کے آند
 نقشِ پائے نور کو تختِ سلیمانی کرے
 ہے شکست سے بھی دل مایوس یارب: کب تک لے
 آجینہ کو، پر مریض گرا بخانی کرے

(۱۹۸)

چشمِ خویاں سے فروشِ نشہ زار ناز ہے ملے
 سرمہ گویا موجِ دو درخشندہ آواز ہے
 ہے صریرِ خامِ ریزِ شبائے استقبالِ ناز
 نام، خود پیغام کو بل دہر پر واز ہے
 سر زشتِ اضطرابِ انجمنی الفت نہ پوچھ
 تالِ خامِ خارِ خارِ خاطرِ آغاز ہے
 نازِ دل فقرِ ریزاں ہے بہ مضربِ خیال تھے
 رشتہ پا، یاں نوا سامانِ بند ساز ہے

لے ن: ہے شکست سے بھی دل مایوس یارب: کب تک لے چشمِ خویاں /
 خاشی میں بھی فنا پر واز ہے۔ سرمہ تو کہو ہے کہ دو درخشندہ آواز ہے۔
 تھے ہش فقر ہے کانوں میں کس کے تار موجِ امیر۔

شرم ہے طرزِ تلاشِ اتھاپ یک نگہ
اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غماز ہے
شوخیِ اظہارِ کوجز و حشبتِ مجنوں اسدا لہے
بلکہ یہ سوائے سخن، عمل نشین ملا ہے

(۱۹۹)

غرابِ جمعیتِ غسل ہے پریشان مجھ سے
دگِ بستر کو بی، شوخیِ مرگھاں مجھ سے
غمِ عاشقہ نہو سادگی آموز بتاں
آرزوِ خاؤ آئینہ ہے دیراں کچھ سے ملے
کنجِ تاریک و بیکس گیدی اختر شمری
مینکِ چشمِ بنا، دوزنِ زنداں مجھ سے
لے تلی، ہوسِ وعدہ فریب انصوں ہے
ورنہ کیا ہون سکے تالہ ہر ساماں مجھ سے
بتنِ عہدِ جمعیت، ہر تادالنی تھا۔
چشمِ نکشودہ رہا، عتدہ پیاں مجھ سے

لہذا شوخیِ اظہارِ جزیرہ و حشبتِ مجنوں نہیں۔ یہی سخن اسدا عمل نشین ملا ہے۔
لکھ ک، ایک قدر خاؤ آئینہ ہے دیراں مجھ سے۔

آتشِ اندر دہنی یک شلہ آیا، مجھ سے
چٹک آرائی مد شہر چہراں مجھ سے
لے آئے، دسترس وصلِ فنا معلوم
کاش ہو قدرت برچیلہ داماں مجھ سے

(۲۰۰)

درسِ مزانِ تاشا بہ تغافلِ خوش تر لے
ہے نگرِ رشتہ شیرازہ ٹرگاں مجھ سے !
دمتِ آتشِ دل ہے شبِ تنہائی میں
دود کی طرح رہا سایہ گریزاں مجھ سے
اثرِ آبِ کرتا ہے بیابانِ روشن سے
جادو، بوں رشتہ گوبر ہے چراغاں مجھ سے
بیکسی ہائے شبِ بھر کی دمیت پر چھوٹا
سایہ خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے
شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردنِ بارے
چوں گلِ شمع ہو نظارہ پریشاں مجھ سے

لے شمع، بہ تغافلِ میرتے، بھارت دود و سایہ گریزاں مجھ سے
کے۔ ن۔ اثرِ آب سے جادو، بھارت دود و سایہ گریزاں مجھ سے
مجھ سے۔ کے۔ ن۔ بیکسی ہائے شبِ بھر کی دمیت پر چھوٹا
مثل گلِ شمع پریشاں مجھ سے۔ ن۔ اس غزل میں نفس، شمع ہے۔

(۲۰۱)

بسک جیتے سے، زپا افتادہ زہار ہے
 تا غن انگشت تنہا لب بیمار ہے
 زلف سے شب دریاں وادن نہیں ممکن دریغ
 درد صد محشر بہن صافی رخسار ہے لے
 در خیال آباد سونے سر مژگان دوست
 صد رگ جاں، ہادہ آسا، وقفہ نشتر ناس ہے
 بسک ویرانی سے کفر و دیں ہوتے زیر و زبر
 گردِ صحنے حرم تا کوچہ کنار ہے !
 لے سر شوریدہ، بناؤ عشق و پاس ابرو لے
 یک طرف سودا و یک سو منت دستار ہے
 وصل میں دل انتظار طرہ رکست ہے مگر
 فتنہ تاراج قفس کے لئے درکار ہے
 ۲۔ غانا نبہا، پائمال عروسی دعویٰ اسد
 سایہ دیوار سیلاب در و دیوار ہے

لے، عشق، رکنِ پلوہ رخسار
 لے، عشق، لے سر شوریدہ و ذوقِ عشق و پاس ابرو۔
 جو عشق سودا کب حریف منت دستار ہے۔

(۲۰۲)

تغافل مشربی سے ناتامی بسکہ پیدا ہے
 نگاہ ناز، چشم یار میں، زنا برمیستا ہے
 تعارف و شیوں میں ہے تصور ہائے مجنوں کا
 سواد چشم آہو، عکسِ خال روئے یلا ہے
 ۳۔ محبت، طرزِ پیوندِ نہال دوستی ہائے
 ویدن ریشہ سان مفتِ رگ، خوابِ زلیخا ہے
 کیا بھروسہ گدا ز دل تباہ جو ششِ حسرت لے
 سویرا نسخہ تہ بندئی داغِ منت ہے
 ہجومِ ریششِ خون کے سبب رنگ اڑ نہیں سکتا
 خائے خجہ میتاد، مربعِ رشتہ برپا ہے
 اسد گر نام والاسے علی تعویذِ بازو ہو !
 غریبِ بھسرخوں، تمثالِ در آئینہ رہتا ہے

(۲۰۳)

اثرِ سوزِ محبت کا، قیامت بے عذابا ہے
 کہ رنگ سے رنگ میں تخمِ شر کا ریشہ پیدا ہے

نہاں ہے گو ہر مقصود جیب خود شناسی میں
 کہ یاں عراض ہے مثال اور آئینہ دریا ہے
 عزیزاں، گرچہ بھلاتے ہیں ذکر وصل سے لیکن
 مجھے انہوں خواب، افادہ خواب، زینما ہے لے
 تصور بہر تکین، تمید نہاے طفل دل
 بہ باغ رنگ ہائے رفتہ گلچین قفا شاہے
 بہ سخی غیر ہے، قطع ہا بس خانہ ویرانی
 کہ تار جادۂ زہر رشتہ دامن صحرایہ
 مجھے شبہائے تاریک فراق شعلہ رویاں میں
 چراغِ خادہ دل، سوزشِ داغِ قفا ہے
 ترے ذکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں
 جنگل، ناخدا ترس، آشنا کش، ہاجر کیا ہے!

(۲۰۴)

یہ بزم ہے پرستی، حسرتِ تکلیف، بیجا ہے
 کہ جامِ بادہ کفِ برب، بہ تکلیفِ قفا مانا ہے

نشاط دیدہ بنا ہے، کو خواب وچہ بیداری !
 بہم آوردہ خرگاہاں، پوسے روئے قماش ہے لے
 نہ لائی شرعی اندیشہ، تاب رنجِ نویدی
 کتبِ انوس سودن، جہدِ تجدید قماش ہے لے
 نگہ صہارِ حسرتہا، چہ آبادی چہ ویرانی
 کہ خرگاہاں جس طرف داہوا، بہ کتبِ دامانِ صحرایہ لے
 نہ سوئے آبلوں میں گھرِ شنب دیدہ نم سے
 بہ جولا نگاہِ نویدی، نگاہِ عاجزناں پا ہے
 بہ سختی ہائے قیدِ زندگی، معلومِ آزادی
 شرورِ بندِ دامِ رشتہ رہبائے خار ہے
 اسد، یاسِ قماش سے نہ رکھ ابیدِ آزادی
 گہ از آردو ہا، آبیابِ آردو ہا ہے لے

(۲۵)

عیادت، بسکہ تجھ سے گرنی بازارِ بستر ہے شے
 فردنج شیعہ باہیں طالع بیدارِ بستر ہے

لے۔ ش۔ بہم آوردہ خرگاہاں روئے پوسے قماش ہے۔

کے۔ ش۔ کتبِ انوس ہائے جہدِ بندِ زندگی میں بخت ہے لہذا میں نہ کتبِ دامانِ صحرایہ
 کے۔ ش۔ جہادِ بندِ قید، آبیابِ آردو ہا ہے شے ن خوشا اقبال، بخوری عیادت کو تم آئے ہو۔

بذوق شوخی اعضا تکلف بار بستر ہے
 معائب پیچ و تاب کش مکش، ہر تار بستر ہے
 معائنے تکلف سر بہر چشم پوشیدن
 گدازِ شمع محفل، پیش طومار بستر ہے
 مژہ فرش رہ و دل تا قرآن و آرزو مضطر
 بہ پائے خفتہ سیر وادی پُر خسار بستر ہے
 سر تکب سر بصر اداوہ نورا لعین دامنہا لے
 دل بے دست و پا افتادہ پر خوردار بستر ہے
 بہ طوفان نگاہ بوحش اضطراب دشت شبانہ
 شمع آفتاب صبحِ عشرتار بستر ہے
 اند بوحش بہار دیدہ بیدار کے صدقے لے
 ہماری دید کو خوابِ زلیخا، عار بستر ہے

(۲۶)

پاس شوخی مڑگاں، سر ہر خاد سوزن ہے
 تبسم، برگ گل کو بنیہ دامن نہ ہو جاوے

لے ش۔ سر تکب سر بصر اداوہ نورا لعین دامن سے لے ش۔ طومار
 بوحش اضطراب و شام تنہائی۔ لے بوحش اضطراب و شام تنہائی۔ لے لے
 ابھی آتی ہے برپائش سے اس کی زلف نکلیں گی۔

جراحت و دوزی عاشق ہے جیسے دم وڑتا ہوں ملے
 کہ رشتہ بہا لشک دینے سوزن نہ ہو جاوے
 غضب شرم آفریں ہے، رنگ ریڑ بہانے خود بینی
 سفیدی آئینے کی پیڑ روزن نہ ہو جاوے
 وہ شرہ برآہ رو بانشدن از دل تیز ہے ملے
 یہ زمین مثل نیستاں، سخت ناوک خیز ہے
 ہو سکے کیا خاک دست و بازو سے سراوے
 بیستوں خواب گران خسرو پرویز ہے ملے
 ان بستم کیشوں کے کھائے ہیں زلیں تیر نگاہ
 پردہ بادام یک غریب مل حسرت یز ہے
 خون چکاں ہے جاوہ، مانند رگب سوادیاں
 سبزہ محمدی افق تشر خورج ہے
 ہے بہار تیز رو گلگون بکبک پر سوار
 یک شکست رنگ گل، مد جنبش ہمیں ہے
 کیوں نہ ہو چشم تباں، مست قنائل کیوں نہ ہو
 یعنی بس بیدار کو قنائل سے پرہیز ہے

لے بخش۔ ترماں ہوں ام ملے بخش۔ دل سراپا وقت سودا کے نگاہ تیز ہے۔
 ملے۔ بیستوں آئینہ خواب گران شیریں ملے۔ عورت قنائل کیوں نہ ہو۔

ہوئے گل دیکھ، روئے یار یاد آیا اسد لے
جوششِ فصلِ بہاری اشتیاقِ انگیز ہے

(۲۰۸)

ترجیسِ رکتی ہے شرمِ نظرِ سامانی مجھے
موجِ گردابِ حیا ہے، چینِ پیشانی مجھے
شبہم آسا کو مجالِ سبھ گردانی مجھے
ہے شمعِ ہمد زندہ سیمانی مجھے
بیشلِ تصویرِ ہوں بنیابِ اظہارِ تپش
بنبشِ نالِ قلم، جوشِ پرافشانی کرے
ضبطِ سوزِ دل ہے و بر حیرتِ اظہارِ حال
دائغ ہے ہر دینِ جوں چشمِ قربانی مجھے
شرع ہے مثلِ حجابِ از طیشِ بیروں آمدن
ہے گریبانِ گیرِ فرست، ذوقِ عریانی مجھے
واکسا ہر گز نہ میسرِ عقدہٴ تارِ نفس
تاخنِ بریدہ ہے تیغِ صفائی مجھے !!

نہ۔ن۔ عارضی گل، وقتِ انوکھ بونے تو زبدا کر دی
گل دیدنی دلا سے ترایا د کر دی

ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریرِ اند
فکر نے سوچی خوشی کی گریبانِ بجے

(۲۰۹)

یاد ہے شادی میں عقدہ نالہ یارب بجے
سبز زاہد برا ہے خندہ زیر لب بجے
صبح ناپیدا ہے کلفتِ خاندانِ ادب میں
توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس، ہر شب بجے
شرعی طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر
نامہ اعمال ہے، تاریکی کو کب بجے
دروِ ناپسند اور بیجا تہمتِ وارستگی
پردہ دار یادگی ہے، وسعتِ مشرب بجے

(۲۱۰)

برہنچ و تاب ہوس، سلکِ عافیت مت توڑ
نگامِ خفتہ سرِ رشتہ سلامت ہے لے
اند بہارِ تماشائے گلستانِ حیات
وصالِ لالہ خدادانِ سرِ وقامت ہے

لے خدادان میں ہے۔ لے، نگامِ غمزہ رشتہ سلامت ہے۔

(۲۱۱)

شوخی مضرب جملان، آبیار نغمہ ہے
 برگرینہ ناخن مطرب، بہار نغمہ ہے
 کہیں سے اے غفلت تجھے تعبیر آگاہی ہے
 گوشہا سیماںی و دل بے قرار نغمہ ہے
 ساز عیش بے دلی ہے، حنا و دیرانی ہے
 سیل یاں کوک صدائے آبشار نغمہ ہے
 منہل خواں ہے، بذوق تار گیسوئے دراز
 نالہ زنجیر مجنوں، رشتہ دار نغمہ ہے
 شوخی شریادے ہے پردہ زبور، گل
 کوسب ایجاد بیل، خار خار نغمہ ہے
 ہم نشیں! کہہ کہہ ہم کردہ بزم عیش یار ہے
 واں تو میسکہ تائے کوہی اعتبار نغمہ ہے
 غفلت استعداد ذوق و مدح غافل است
 چہرہ گوست حریفان پر و تار نغمہ ہے

(۳۱۲)

خود فروشی ہائے بستی، بیکہ جائے خندہ ہے لے
 تا شکستِ قسمتِ دلہا، صدائے خندہ ہے
 شوقی اظہارِ دناخواہی برائے خندہ ہے لے
 دعویٰ جمعیتِ احباب جائے خندہ ہے
 ہیں عدم میں پنہاں عبرتِ کشِ انجامِ گل لے
 یک جہاں نازِ تامل در قفا سے خندہ ہے
 عیشِ بے تابی حرامِ کفایتِ اندوگی لے
 عرصِ دندان در دلِ افشردن بنائے خندہ ہے
 نقشِ عبرت در نظرِ نقدِ عشرت در بے با
 دو جہاں وسعت بہ قدرِ یک فضا سے خندہ ہے
 شورِ شہِ باطن کے ہیں احبابِ منکر، دردِ یاں
 دلِ محیطِ گریہ و لبِ آشنائے خندہ ہے
 جائے استہزا ہے عشرتِ کوشی بستی اند
 صبح و شبِ غمِ فرصتِ نشو و نما سے خندہ ہے

لے۔ ش۔ بستی۔ لے۔ بھائے بستی، دوسرا شعر و شعر کہ بیتِ بل میں ملنے خندہ
 لے۔ ش۔ غمِ زمانہ شوقی دغاں جائے خندہ ہے لے۔ ش۔ ہے عدم میں پنہاں
 انجامِ گل لے۔ ن۔ کفایتِ اندوگی کو عیشِ بیانی حرامِ دندان در دل افشردن بنائے خندہ ہے

(۲۱۳)

جز دیدن بایں ز و ناز رفتنها بچشم :
 جادو صحرائے آگاہی، شعاع جلوہ ہے
 اختلاف رنگ و بو، طرح بہار بے خموی
 صلح کل گرد ادب گاہ نزاع جلوہ ہے
 حسن خواباں، یکہ بقدر قناعت ہے اسد
 آئینہ یک دست، رو امتناع جلوہ ہے

(۲۱۴)

مثال جلوہ عرض کرے حسن : کب تک
 افسانہ خیال کو دیکھ کرے کوئی

(۲۱۵)

دشت بہاں کہ بخودی انشاء کرے کوئی
 ہستی کو لفظ معنی عفتا کرے کوئی
 ہے لغت دل سے، جوں مژدہ، ہر غار شاخ گل لے
 تا چند باغبانی صحرائے کوئی

لے۔ غن لغت جگر سے ہے دگر ہر غار شاخ گل، جس سوس پشورہ خدیج
 آغشتہ ایم ہر بن عاصی سے بخون دل
 کلاوی باغبانی صحرائے شستہ ایم

جو کچھ ہے، خوشنوی ابروئے یار ہے
 آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ دیجا کرے کوئی
 ہے دشتِ طبیعت ایجادِ نالہ خیز لے
 یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی
 عرضِ سرشک پر ہے فضا سے زمانہ تنگ
 صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی
 خوانا نہیں ہے خطِ رستمِ اضطراب کا
 تدبیرِ بچتا بفس کیا کرے کوئی
 وہ شوق اپنے حسن پہ منہور ہے اسد
 دکھلا کے اس کو آئینہ توڑا کرے کوئی

(۲۱۹)

باغِ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے سہ
 چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے
 شورِ تال ہے کس رجبِ چمن کا یارب
 آئینہ، بھینٹہ بلِ نظر آتا ہے مجھے

لے۔ ی۔ ہمارے بھائے یاسن خیز

سے کہ باغِ پاکِ خفتانی یہ ڈراتا ہے مجھے۔ سایہ شاہِ گلِ انور آتا ہے مجھے

حیرت آئینہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع
 کس قدر داغِ بگر شعلہ اٹھاتا ہے مجھے
 میں ہوں اور حیرتِ جاوید، مگر ذوقِ خیال
 یہ منوں نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے
 حیرتِ فکر سے سخنِ سازِ سلامت ہے اسد
 دل پسِ زانوئے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے

(۲۱۴)

یاد تیرے نازِ حنائی انتہا پہ اوٹیں
 آشیانِ طائرِ رنگِ سنا ہو جائیے تیرے
 لطفِ عشقِ ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا
 بے تکلف یک نگاہِ آشنا ہو جائیے
 داد، از دستِ بھائے صدقہ ضربِ ابل
 گر ہنہ افتادگی، جوں نقشِ پا ہو جائیے
 وسعتِ مشرب، نیازِ کلفتِ وحشتِ اسد
 یک بیاباں سایہٴ بالِ ہما ہو جائیے

(۲۱۸)

داغِ پشتِ دستِ عجز، شعلہ خسِ بندہاں ہے
 اے ہوسِ مبارک ہو، کارِ عشقِ آساں ہے سہ
 حیرتِ تپید نہا، خونِ بہائے دید نہا
 رنگِ گل کے پردے میں آئینہ پر افشاں ہے
 عشق کے تغافل سے ہرزہ گردیِ عالم سہ
 روئے ششِ جہتِ آفاق، پشتِ چشمِ بنداں ہے
 گلِ بکوحِ ازلالہ، بزمِ سازِ بیتابی
 مثلِ دودِ بھمر، داغِ بالِ افشاں ہے
 اے کرم! نہ ہو غافلِ درنہ ہے اسدِ بیدل
 از گہرِ صدفِ خالی، پشتِ چشمِ نیاں ہے سہ

(۲۱۹)

غمِ و عشرتِ قدِ مبسوسِ دلِ تسلیمِ آئیں ہے
 دمائے مدعا گم کردگانِ عشقِ آمیں ہے سہ

سہ ن : ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اٹھایا جائے، داغِ پشتِ دستِ عجز، الخ۔
 سہ ش : عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم، سہ ش : بے گہرِ صدفِ گویا
 سہ ش : دمائے مدعا گم کردگانِ لبِ زبانیں ہے۔

تماشا ہے کہ ناسوس و فار سوائے آئیں ہے
 نفس تیری گلی میں خوں ہوا در بازار بیگیں ہے
 ہمارا دیکھنا گرننگ ہے سیر گلستاں کر
 شرار آہ سے موج صبا دامن گلچیں ہے
 پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے
 شبِ ماتم تہ دامنِ دو در شمعِ بالیں ہے
 زبیں جز حسن، منت ناگوار ہے طبیعت پر
 کشادہ عقدہ محوِ ناخنِ دست نگاریں ہے
 نہیں ہے، سرِ نوشتِ عشقِ غیر از بے داعی ہا
 جیں پر میری، مہِ فائدہ قدرتِ غلط ہیں ہے
 بہارِ باغ، پامالِ حرامِ مبلوہ فرمایاں
 حنا سے دست و خونِ کشتہ گاہ سے تیغ بیگیں ہے
 بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرانے طلبِ غالب
 پسند تو سنِ ہمت کا سیلِ فائدہ زریں ہے

(۲۲۰)

دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروشاں آمارہ سے
 فالِ رسوائی سرِ شگِ سر بہ صحرادادہ سے

دام گر سبزے میں پہناں کیجئے طاووس ہو
 جوشِ نیرنگ بہارِ عرضِ مسدا دادہ سے
 پاترابِ سیل طوفانِ صدائے آب ہے نہ
 نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے نہ
 بزمِ مے وحشت کدہ ہے ہنس کی چشمِ مست کا
 شیشے میں بغضِ پری پہاں ہے موجِ باؤسے
 بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہسم اسد
 دیکھتے ہیں چشمِ از خواب بدم نکشادہ سے

(۲۲۱)

منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے
 دامانِ صد کفن، تہِ سنگِ مزار ہے
 عبرت طلب ہے ملِ مستائے آگہی
 شبنم گدازِ آئینہ اعتبار ہے
 نجلت کش و فاکوشکایت نہ چاہئے
 اے مدعی، طلسمِ عرق بے غبار ہے
 کیفیتِ هجومِ تنار سا، اسد ملہ
 خمیازہ، ساغرِ مئے رنجِ انتظار ہے

نہ ہی آمد سیلاب طوفانِ صدائے آب ہے نہ خنِ نقشِ پا جو کان میں کیجئے ہے انگلی جادہ سے

(۲۲۲)

جس جانسیم، شانہ کش زلف یار ہے
 تاف، دماغ آہوٹے دشت تار ہے ٹھ
 زنجیر یاد پڑتی ہے، جادے کو دیکھ کر
 اس چشم سے ہنوز نگہ، یادگار ہے
 سودائی خیال ہے طوفان رنگ بو
 یاں ہے کہ دماغ لالہ، دماغ بہسار ہے
 بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے
 حیرت، شہید جنبش ابروئے یار ہے
 حیراں ہوں شوخی، رگ یاقوت دیکھ کر
 یاں ہے کہ صحبت خس و آتش برار ہے
 غفلت کفیل، عمر و اسد ضامن و فنا ہے
 اے مرگ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے

(۲۲۳)

بہ طقتہ حنم گیسوئے رستی آموز
 دلمن مارے گو یا صبا نکلتی ہے

ملہ ش: بغیاظہ، ساغر مے رنج خوار ہے۔ ملہ ش: ملک تار ہے
 ملہ ن: اسد ضامن نشاط

برنگ شیشہ ہوں یک گوشہ دلِ غالی
 کبھی پری مری خلوت میں آنکلیتی ہے
 نشانِ تنگی، صحبت سے آتی ہے شبِ ہم لہ
 صبا جو غنچے کی خلوت میں جاکلتی ہے
 اسد کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی، دمِ قتل
 ہنوز یک سخن بے صدا، نکلتی ہے

(۲۲۳)

بے انتظار سے مشرر آبادِ رستخیز
 مژگانِ کوہکن، رگِ فارا کہیں جسے
 کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب
 زخیمِ فراق، خندہ بے جا کہیں جسے
 ہے تار و پودِ فرشِ تبسم بہ بزمِ عیش لہ
 صبح بہارِ غنچہ مینا کہیں جسے
 یارب ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائو
 یہ مشرِ خیال کہ دنیا کہیں جسے !

لہ خ: جہڑی ہے شبنم: نشانِ تنگی خلوت سے بنی شبنم صبا جو غنچے کے پرے میں جاکلتی ہے
 لہ ن: دکار ہے گفتنی گہائے عیش کو۔

(۲۲۵)

پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرائیل کی
ہم کو جلدی ہے، مگر تو نے قیامت و میل کی
کی ہیں کس پانی سے یاں یعقوب نے آنکھیں سفید
ہے جو آبی پیرہن، ہر سوج رو و نیل کی
عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغ گر دراہ
آج تنخواؤ شکستن بے کلا جبریل کی
مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ
وہ سترنگی زادہ، کھاتا ہے حشم انجیل کی
خیر خواہ دید ہوں از بہر دفع چشم زخم
کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی
نالہ کھینچا ہے سراپا داغ جرات ہوں اسد
کیا سزا ہے میرے جرم آرزو تاویل کی

(۲۲۶)

کیا ہے ترک دنیا کا اہلی سے
ہمیں حاصل نہیں ہے باصلی سے
خراج دیہہ ویراں یک کعبہ خاک
بیا باں خوش ہوں تیری عالمی سے

پر افشاں ہو گئے شعلے ہزاروں
 رے بسم داغ اپنی کاہلی سے
 خدا یعنی پدر سے مہسراں تر
 پھرے بسم در بدر ناقابل سے
 اسد مستربانِ لطف جو رہیدل
 خبر لیتے ہیں میکن بے دلی سے

(۲۲۷)

نگاہ اس چشم کی افستوں کرے ہے ناقونانی
 پر بالش ہے وقت دیدِ مرگانِ متاشائی
 شکستِ قیمتِ دلِ آنسوئے عذرا شناسائی
 طلسمِ ناامیدی ہے خجالت گاہِ سپیدائی
 خیر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ سپیرائی
 ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیسرائی
 پر طاؤس بے نیرنگ داغِ حیرتِ انشائی
 دو عالم دیدہ بسمل چرخاں جلوہ پیمائی
 شرا سنگ سے پاؤں چنا گلگون شیریں ہے
 ہنوز اے تیشہ فریادِ حرمِ آتشیں پائی

غروبِ دستِ رونے شانہ توڑا فرقہ ہد ہد پر
 سلیمانی ہے تنگِ بید ماغانِ خود اِسرائی
 جنوں افسردہ رجاں ناتواں اے جلوۂ شوخی کر
 گئی یک عسر خود داری با استقبالِ رعنائی
 نگاہِ ہجرتِ افسوں، نگاہِ برق و گاہِ شعل ہے
 ہوا ہر خلوت و مبلت سے حاصلِ ذوقِ تنہائی
 جنوں سبکی ساغرِ کشِ داغِ پلنگ آیا
 شرِ کیفیتِ ے سنگِ عرضِ نازِ مینائی
 خدایا، خوں ہو رنگِ امتیازِ اوزالہ موزوں ہو
 جنوں کو سختِ بیتابی ہے، تسکینِ شکیبائی
 خراباتِ جنوں میں ہے اسدِ وقتِ قدحِ نوشی ۱۷
 بعشقِ ساقی کوثر، بہارِ بادِ پیمائی

(۲۲۸)

بلکہ زیرِ خاک با آبِ طراوتِ راہ ہے
 ریشے سے، ہر تخمِ کادلو، اندرونِ چاہ ہے
 عکسِ گلہائے سخن سے چشمہ ہائے باغ میں
 فلسِ ماہی آئینہ پر دایہ داغِ ماہ ہے

۱۷ مرنِ شہوت میں ہے -

دامن سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی ہائے دل
 یاں صریرِ خامہ ، مجھ کو نالہ جانکاہ ہے دل
 حسن و رعنائی میں وہمِ صدمہ و گردن ہے فرق
 صدمہ کے قامت پہ گلِ یک دامنِ کوتاہ ہے
 رشک ہے آسائشِ اربابِ غفلت پر اسد
 بیخ و تابِ دل ، نصیبِ خاطر آگاہ ہے لہ

(۲۲۵)

بسکہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے
 یک قلم ، شاخِ گلِ زر گیس ، عصائے کور ہے
 بزمِ خواباں بسکہ جوشِ جلوہ سے پر نور ہے
 پشتِ دستِ بھڑیاں ہر برگِ نخلِ طور ہے
 ہوں ، تصورِ اے ہمدوشی کے بدستِ شراب
 حیرتِ آغوشِ خواباں ، ساغرِ لبور ہے
 ہے عجب مُردوں کو غفلت اے اہلِ دہر ہے
 سبزہ جوں انگشتِ حیرت درودانِ گور ہے
 حسرتِ آباد جہاں میں ہے ، الم عنہم افری
 نوحہ ، گویا تمانہ زاوٹالہ زنجور ہے
 لے یہ قول مرثیہ سو فہم ہے

کیا کروں غمبائے پنہاں لے گئے صبر و قرار
 دزدگر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے
 ہے زپا افتادگی ہی نشہ پیمائی مجھے
 بے سخن، تبنال لب، دائۂ انگور ہے
 آگ سے پانی میں اٹھتے وقت شتی ہے عدا
 ہر کوئی در ماندگی میں نا لے سے مجبور ہے
 جس جگہ ہو سندا آجا بشین مصطفیٰ
 اس جگہ تختِ سلیمان نقش پائے مور ہے
 ہے دباں تکلیفِ عرض بے دماغی اور اسد
 یاں صیر حصار مجھ کو نالہ رنجور ہے

(۶۳۰)

اے خیالِ وصل، تار ہے مے آشامی تری
 پننگی ہائے کبابِ دل ہوں غامی تری
 روح گیا جوشِ مفاہے زلف کا اعضا میں عکس ملے
 ہے نزاکتِ جلوہ اے ظالم! یہ غامی تری

لے، ایک اور غزل میں دوسرا مصراع: ہر کوئی بد ماندگی میں نا لے سے ناچار ہے۔
 لے شش: جوشِ مفاہے۔

برگریز یہاں گل ہے وضع زرافشا ندنی
 باج لیتی ہے گستاں سے گل انعامی تری
 بکر ہے جبرت ادیب یا وگیہاں گئے ہوس
 میرے کام آئی، دل مایوس! نا کامی تری
 پنم شیشی رقیباں، گرچہ ہے سامانِ رشک
 لیکن اس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری
 سر بزا نوئے کرم، رکمتی ہے شرمِ ناکسی
 اے اسد بھی نہیں ہے غفلتِ آرامی تری

(۲۳۱)

ربطِ تیز اعیان، دُور دے صدا ہے
 اعلیٰ کو سرِ مُرِ چشم، آوازِ آشنا ہے
 موئے دماغِ وحشت، سرِ رشتہ فنا ہے
 شیرازہ، دو عالم، یک آوِ نارسا ہے
 دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا
 موجِ بہار، یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے
 پروانے سے ہوشا یہ تکیں شعلہ شمع
 آسائشِ دقالم، بیتابیِ جفا ہے

اے اضطرابِ سرکش، ایک بجدِ فانی کیس
 میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گردِ اغِ خوبہا ہے
 نے حسرتِ قسلی نے ذوقِ بیعتِ رازی
 یک دردِ صدِ دردا ہے، ایک ستِ صدِ عذاب
 دریائے مے ہے ساقی، لیکن خمارِ باقی
 تا کوچہ دارِ موجِ غمیا زہِ آشنای
 دشتِ نہ کیمنج، قاتلِ حیرتِ نفسِ بے سہل
 جب نالِ خوں ہو غافل، تاثیر کیا بلا ہے
 بتخانے میں اسدِ بھی بندہ تھا گاہِ گاہ ہے
 حضرت چلے حرمِ کو، اب آپ کا خدا ہے

(۲۳۲)

گریاسِ سر نہ کھینچے، تنگیِ عجبِ فنا ہے
 وسعتِ گرتنا، ایک بامِ و صد ہوا ہے
 برہزنِ دو عالم، تکلیفِ یک صدا ہے
 مینا شکستگان کو کہہ سارخوں بہا ہے
 فکرِ سخنِ یک انشاء، زندانیِ خموشی
 دو درِ چراغ، گویا، زبخی بے صدا ہے

موزون دو عالم، قربان سازیک درد
 مصارعِ نالہائے، سکتہ ہزار حساب ہے
 دریں خسرانِ تا کے خمیازہ روانی
 اس موجِ مے کو غافلِ پیماہ نقشِ پا ہے
 گردش میں لا، تجلی، صد ساغرِ تسلی
 چشمِ یخِ آغوش، مخمور ہر ادا ہے
 یک برگِ بنیوان، صد دعوتِ نیتاں
 طوفانِ نالہ دل تا موجِ بوریہا ہے
 اے نغمہٴ تمنا، یعنی کعبہ نگاریں
 دل دے تو ہم بتا دیں مٹھی میں تیری کیا ہے
 ہر ناکِ استد ہے مضمونِ دادِ خواہی
 یعنی سخن کو کاغذِ احرامِ مدعا ہے

(۲۳۳)

ضبط سے جوں مردِ کم اپنہ اقامت گیر ہے
 مجسمِ بزمِ فردن، دیدہٴ پنجسیر ہے
 آشیاں بند بہارِ عیش ہوں ہنکامِ قتل
 یاں پر پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیسرے ہے

۱۷۶ تہا پیر ہے ۔

ہے جہاں منکر کشیدن اے نقشِ روئے یار
 اہسابِ الہ سپیرا، گردہ تصویر ہے
 وقتِ حسنِ افروزائی زینتِ طرازاں جائے گل
 از نہالِ شمع پیدا، پنچو گلِ نگیسر ہے سہ
 مگرے سے بندِ جہت میں ہوئی 'نامِ آوری
 لبتِ لبتِ دل، نیکیں خانہ زنجیر ہے سہ
 ریزشِ خون و فاقہ ہے، جرمِ نوشیہا لے یار
 یاں گلوئے شیشہ لے، قبضہ شمشیر ہے
 جو بشارِ غم چراغِ غلوتِ دل تھا اسد
 وصل میں وہ سوزِ شمع مجلسِ تقریر ہے

(۲۳۲)

ذوق ہے پروا خرابِ دشتِ تیغ ہے سہ
 آئینہ خانہ، مری کشال کو زنجیر ہے
 ذرا دے بھنوں کے کس کس داغ کو عرضِ سوا سہ
 ہز بیا باں، یک بیا باں حسرتِ تعمیر ہے

لے ش : ہر نہالِ شمع میں یک غنچہ گل گیر ہے
 لے ش لبتِ لبتِ دل نیکیں خانہ زنجیر ہے : سہ ش : ذوقِ خرداری خرابِ دشتِ تیغ ہے
 سہ ش : ذرا دے بھنوں کے کس کس داغ کو پروا عرض

میکش مضمون کو حسن ربط خط کیا چاہیے!
 لغزش رفت رخسارِ مستی تحریر ہے
 خاندانِ جبرائیلِ غفلت معنی خراب! ۱۷
 جب ہوئے ہم بے گنہ رحمت کی کیا تقصیر ہے
 چاہے گرجنت، جز آدم واریثِ آدم نہیں
 شوخی ایساں زاہد سستی تدبیر ہے
 شبِ دراز و آتشِ دل تیز یعنی مثل شمع
 رہِ زسیر تا ناخنِ پارِ زرقِ یک شبگیر ہے
 آب ہو جاتے ہیں انگِ بہتِ باطل سے مرد
 اشک پیدا کر اسد! گراؤ بے تاثیر ہے

(۲۲۵)

یہ سرفروشت میں میری ہے، اشکِ انسانی
 کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی
 جنوںِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار
 رکھے کسوتِ طائوس میں پرائشان
 لبِ نگار میں آئینہ دیکھ، آبِ حیات
 بے گمراہی سکندر ہے محو حیرانی
 ۱۷ غنایِ جبرائیلِ غافل از معنی خراب

نظر بغفلت اہل جہاں ہوا ظاہر
 کہ عیدِ خلق پر حیران ہے چشمِ تیربانی
 کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں
 کہ سر و ہونہ کے اسکا مصرعِ ثنائی
 اتد نے کثرتِ دہائے خلق سے جانا
 کہ زلفِ یار ہے مجموعہ پریشانی ملے

(۲۳۶)

بے خود، زبک خاطر بیتاب ہو گئی
 مژگانِ باز ماندہ، رنجِ خواب ہو گئی
 موجِ تبسم لبِ آلودہ بسی
 میرے لئے تو قہقہہ سپہ تاب ہو گئی
 رخسارِ یار کی جو ہوئی جملہ گسٹری ملے
 زلفِ سیاہ بھی، شبِ بہتاب ہو گئی
 بیدارِ ابتلا رکی طاقت نہ لاسکی
 اے جہانِ بر لب آمد بیتاب ہو گئی

ملے : غزل صرف نسو فرمادیں ہے ۔

ملے مشن : رخسارِ یار کی جو کھل جملہ گسٹری ۔

غالب زبکہ سوکھ گئے چشم میں سرشک
آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہو گئی

(۲۴۵)

ہر رنگ سوزِ پردہ یک ساز ہے مجھے
بالِ سمندر، آئینہ ناز ہے مجھے
طاؤسِ حناکِ حسنِ نظر باز ہے مجھے
ہر ذرہ چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے
آغوشِ گل ہے آئینہ ذرہ ذرہ خاک
عرضِ بہار، جوہرِ پرواز ہے مجھے
ہے بوئے گلِ عزیزِ قلی گدِ دمن
ہر جزوِ امشیاں، پر پرواز ہے مجھے
ہے جلوہ خیال، سویدائے مردمک
جوں داغ، شعلہ سرِ خطِ آغاز ہے مجھے
دشتِ بہارِ نشہ و گل ساغرِ شراب
چشمِ پری شفقِ کدہ ساز ہے مجھے
منکرِ سخن، بہانہ پروازِ غامشی
دو درِ چراغ، اسرارِ آواز ہے مجھے

ہے خارِ فیضِ بیتِ جیلِ بختِ اسد
یکِ نیستانِ تسلیمِ اعجاز ہے مجھے

(۲۳۸)

نگاہِ یار نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی تھی
دیا ابرو کو چھڑا اور اس نے نیتے کو اشارت کی
روانی موجِ مے کی 'گر خطِ جامِ آشا ہو دے
لکھے کیفیتِ اس سطرِ تبسم کی عبارت کی
شیرِ گل نے کیا جب بندِ دستِ گلشنِ آرائی
عصائے ہز دے زنگس کو دی خدمتِ نعتِ آرائی
نہیں ریشِ عرق کی اب اسے زبانِ اعضا ہے
تبِ خجلت نے کیا بعضِ رگِ گل میں حرارت کی تھی
زبس نکلا خباہِ دلِ بوقتِ گریہ آنکھوں سے
اسد کھلے ہوئے خمرے نے آنکھوں میں عبارت کی

(۲۳۹)

خدایا! دل کہاں تک دن بھرِ بچ و شب کاٹے
خیمِ گیو ہو شمشیرِ یہ تاب اور شب کاٹے

لے ش: نگاہِ یار نے لے ش: تبِ خجلت نے یہ

کریں مگر قدرِ اشکِ دیدہ عاشق، خود آریاں
 صدفِ اوندانِ گوہر سے بھرت اپنے لب کاٹے
 دریغاً وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے
 بقدرِ یک نفسِ جاوہ، بعدِ رنج و تعب کاٹے
 یقین ہے آدمی کو دستِ گانِ فقر حاصل ہوئے
 دمِ متغی توکل سے اگر پائے سبب کاٹے
 استاد! مجھ میں ہے اس کے بوسِ پاکی کہاں جرات؟
 کہ میں نے دستِ و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے

(۲۳۰)

ہو اجب حسنِ کم، خطِ برِ عذارِ سادہ آتا ہے
 کہ بعد از صاف سے ساغر میں دُرِ یاد آتا ہے
 نہیں ہے مزرعِ الفت میں حاصلِ غنیمتِ پامالی
 نفردانہ، سرِ شکِ برز میں افتادہ آتا ہے
 محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے
 کہ یاں ہر اک جبابِ آسا، شکستِ آمادہ آتا ہے

لے یہ شعر ت کے ماسثیر ہرادرش میں ہے ۔

دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں
 متاعِ زندگانی با بغارت دادہ آتا ہے
 اسد، وارثِ گان باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں
 صنوبرِ گلستاں میں بادِ آزادہ آتا ہے

(۲۳۱)

بنکرِ حیرتِ رم، آئینہ پردازِ زانو ہے
 کہ شکِ نافِ شمالِ سوا و چشمِ آہو ہے
 تر تم میں ستمِ کوشوں کے ہے سامانِ خونریزی
 سرِ شکِ چشمِ یار، آبِ دمِ شمشیرِ آہو ہے
 کرے ہے دستِ فرسودہ ہوسِ دمِ توانائی
 پرانشاندہ درِ کبجِ نفس، تعدیلِ بازو ہے
 ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علایق سے
 کہ ظاہرِ پنجہ خورشید، دستِ زیرِ پہلو ہے
 اسد! تا کے طبیعتِ طاقتِ خبیثِ عالمِ لاوے
 فغانِ دلِ پہلو، تالِ بیابِ بدخو ہے

(۲۳۲)

خبرِ ننگ کو، ننگِ چشم کو مدد جانے
 وہ مہلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو! نے

نفسِ بنالِ رقیبِ دنگِ باشکِ عدو
 زیادہ اس سے گرفتار ہوں کہ توجانے
 بہکوتِ عرقِ شرمِ قطرو زنِ بنیال
 مبادِ حوصلہ معذرتِ بوجہ جانے
 جنوںِ فسادِ تمکیں ہے کاشِ عہدِ وفا
 گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے
 نہ ہووے کیونکہ اسے فرضِ قتلِ اہلِ وفا
 لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو درمنو جانے
 زباں سے عرضِ تنائے خاشی معلوم!
 مگر وہ حسنا نہ بر اندازِ گفتگو جانے
 سیجِ کشتہ الفتِ بے سرِ علی خاں ہے
 کہ جو تہِ پیشِ آرزو جانے ملے

(۳۴۲)

دیکھ تری خوئے گرم، دلِ پیشِ رام ہے
 طائرِ سیاب کو، شعلہ، رگبِ دام ہے

ملے یہ شمعِ مرنِ سنون میں ہے۔

شوقِ چشمِ حبیب، فتنۂ ایام ہے
 قسمتِ بہتِ رقیب، گردشِ صدام ہے
 جلوہٴ بنشِ پناہ، بخشے ہے ذوقِ نگاہ
 کعبہٴ پوششِ سیاہ، مردکِ احرام ہے
 مژگنِ نفس و چہ خبار! جراتِ عجزِ آشکار
 و تریشِ آبادِ شوق، سرمہٴ مدنام ہے
 غفلتِ افسردگی، تہمتِ تکیں نہ ہو
 اے ہمہ خوابِ گراں، حوصلہٴ بدنام ہے
 بزمِ دواغِ نظر، یاسِ طربِ نامہ بر
 فرصتِ رقصِ شرر، بوسہٴ پیغام ہے
 گریہٴ طوفاںِ رکاب، نالہٴ ممشعرِ عنان
 بے سرو سامانِ اسد، فتنۂ سرا انجام ہے

(۲۳۳)

کاوشِ وزِ دِخا، پوشیدہٴ انسو ہے مجھے
 ناخنِ انگشتِ خواباں، لعلِ واہروں ہے مجھے
 ریشہٴ شہرتِ دو انیدن ہے، رفتنِ زیرِ خاک
 خنجرِ مبلاد، برگِ بیرِ محبوں ہے مجھے

ساقیا! دے ایک ہر ساغریں سب کو مے کر آج
 آرزوئے بُرے لبِ بائے میگوں ہے مجھ
 ہو گئے باہمِ گرجا جوشِ پریشانی سے جبرِ سمیع
 گردشِ جامِ تمنا، دو گر دوں ہے مجھ
 دیکھ لے جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب
 بدر کی مانند، کاہشِ روزِ افروز ہے مجھ
 غنچگی ہے بر نفسِ پھیدنِ فکر لے اسد
 و شگفتہ بے دل در رہنِ مضمون ہے مجھ

(۲۳۵)

ولا! بحث ہے تمنا سے خاطرِ افروزی
 کہ بُرے لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی
 طلسمِ آئینہ زانو سے فکر ہے، غافل!
 ہنوز جن کو ہے سعیِ جملہ اندوزی
 ہوئی ہے سوزشِ دل بسکہ داغِ بے اثری
 اُگی ہے دو دو جگر سے شبِ سیہِ وزی
 بر پریشانی پر روانہ چسداغِ مزار
 کہ بعد مرگ بھی ہے لذتِ جگر سوزی

تپش تو کیا، نہوئی مشق پر فانی بھی
 راہ میں صنعت سے شرمندہ نو آموزی
 اسد، ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تنوں
 شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخِ زردوزی

(۲۳۶)

محو آرمیدگی، سامانِ مینائی کرے
 چشم میں توڑے نمکدانِ تاشکرِ خوابی کرے
 آرزوئے خانہ آبادی نے ویراں ترکیا
 کیا کروں، گر سایہ دیوار سیلابی کرے
 لہزہ، وابستہ یک عقدہ تا نفس
 ناخنِ تیغِ بٹاں، شاید کہ مضرابی کرے
 مسجدِ وہ جلوہ ریز بے نقابی ہو اگر
 رنگِ رخسارِ گلِ خورشید، مہتابی کرے
 زخمِ آئے کہنہ دل رکھتے ہیں جوں مردگی
 اسے خوشا اگر آبِ تیغِ نازِ تیزابی کرے
 بادِ شاہی کا جہاں یہ حال ہو غالب تو میر
 کیوں نہ دلی میں ہر اک چیز نوابی کرے

۱۔ یہ قول مرثیہ حسنہ میں ہے۔ ۲۔ یہ قول مرثیہ حسنہ میں ہے۔

(۲۳۷)

صبح سے معلوم آتا ہے اور شام ہے
 غافلاں، آغاز کارِ آئینہ انجم ہے
 بسکہ ہیں صیادِ راہِ عشق میں محوِ کیوں
 بادِ رہ سرسبزِ مرگانِ چشمِ دام ہے
 بسکہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق
 ہر بہتِ خورشیدِ طلعت، آفتابِ بام ہے
 مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلاۂِ فلک
 کبکشاں، موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے
 کیا کمالِ عشقِ نقصِ آباؤ گیتی میں ملے
 پختگی ہائے تصویریٰں خیالی خام ہے
 ہو جہاں وہ ساقیِ خورشیدِ رؤیاسِ فروز
 وان اسدِ اتارِ شعاعِ ہر خطِ جام ہے

(۲۳۸)

اے خوتاوتے مگر ساقیِ یک خمستاں وا کرے
 تارِ پودِ فرشِ محفل، پنبہِ مینا کرے
 گرتبِ اسودہِ مرگانِ سرت وا کرے
 ریشہِ پائِ شوقیِ بالِ نفس پیدا کرے

گر دکھاؤں صفو بے نقشِ رنگِ رفتہ کو
 دستِ روا سطرِ تبسم یک قلم انشا کرے
 جو عزا دارِ شہیدانِ نفسِ وز دیدہ ہو
 نوحہ ماتم باواز پر عنقا کرے
 حلقہ گر داب جو ہر کو بنا ڈالے نور
 عکس، مگر طوفانی آئینہ دریا کرے
 یک دربر روئے رحمت بستہ و پیشِ جہت
 ناامیدی ہے، خیالِ خاندِ ویراں کیا کرے
 توڑ بیٹھے جبکہ ہم جامِ دسبو پھر ہم کو کیا
 آسماں سے بادۂ گلفام گر برس کرے
 ناتوانی سے نہیں سرورِ گویا بیانی است
 ہوں سراپا یک قلم تسلیم جو مولا کرے

(۲۳۹)

بہارِ تعزیت آبادِ عشق ماتم سے
 کہ تیغِ یار، ہلالِ مرعسِ مرم ہے

۱۔ تبیب ہے کہ یہ شعرا انتخاب میں نہیں دیا گیا۔ نسخہ ۱۷ کے مطابق مائیت پر
 ہے نسخہ ۱۷ اور محلِ مدح میں موجودگی سے خیال ہوتا ہے کہ انتخاب کے وقت
 غالب کے سامنے کوئی اور نسخہ تھا۔

برہن ضبط ہے آئینہ بندی گوہر
 و گرنہ بھدر میں ہر قطرہ چشم پر خم ہے
 چمن میں کون ہے طرز آفرین شیوہ عشق؟
 کہ گل ہے بیضہ رنگین و بیضہ شبنم ہے
 اگر نہ ہو دے رگ خواب صرف شیرازہ
 تمام دفتر ربط مزاج، برسہم ہے سہ
 استاد! بتا زکی طبع آرزو انصاف!
 کہ ایک وہم ضعیف و غم دو عالم ہے

(۲۵۰)

ہذا پر یار، نظر بند چشم گریاں ہے
 عجب کہ پر تو خور، شمع شبنمستاں ہے
 زبان بہ کام فروشان زلف تلخی ضبط سہ
 بہ رنگ پستہ بہ زہراب دادہ پکیاں ہے
 قبا ئے جلوہ نقائے لباس عریانی
 بطن زنگل، رگ جاں مہکتا بار داماں ہے

سکہ ش: ہجوم ضبط نقاں سے مری زبان نموش۔ سہ لحن: درہم ہے

لبِ گزیدہ مشوق ہے، دل انگار
 نشانِ برشِ شمشیر زخمِ دندان ہے سہ
 کشورِ نچوئے خاطرِ عجب نہ رکھ، غافل
 صبا خرامیِ خویاں، بہارِ سا ماں ہے
 فغاں! کہ پیرِ شقائے حصولِ ناشدنی
 دماغ، نازکشِ منتِ بیباں ہے
 طلسمِ منتِ یکِ حسیق سے رہائی دی
 جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پر جہاں ہے
 جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدعی میرا
 ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے
 اسد! جہاں کہ علی بر سرِ نواز شش ہو
 کشادہ عقدہ، دشوار، کاساں ہے
 اسد کو زیت تھی مشکل، اگر نہ سن لیتا
 کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے

عش: کچھ بہنے جلوہ اٹا رہے دنداں ہے

نوٹ: پہلا مقطع تسخیر اور دوسرا صرف شش میں ہے۔ ساتواں اور

آٹھواں شعر بھی صرف تسخیر شش میں ہے۔

(۲۵۱)

شفق بدعونی عاشق گواہ رنگین ہے
 کہ ماہِ دوزخِ حنائے کعب نگار میں ہے
 عیاں ہے پائے حنائے سے پر تو خورشید ملہ
 رکابِ روزن دیوارِ خائے زین ہے
 جبینِ صبحِ امیدِ فسانہ گویاں پر
 درازیِ رگِ خوابِ بتاں خطِ ہیں ہے
 ہوا، نشانِ سوادِ دیارِ حسنِ عیاں
 کہ خطِ اخبارِ زمیں خیز زلفِ مشکیں ہے
 اسد ہے نزع میں چل بے وفا برائے خداؔ
 مقامِ ترکِ حجابِ دوداعِ تکیں ہے

(۲۵۲)

جو ہر آئینہ ساں، مژگاں بدل آسود ہے
 قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، سونگے آلود ہے

نہ ش: عیاں ہے پائے حنائے سے برنگِ پرتو خور
 نہ یہ شعر متداول میں ہے۔

در سگاہِ عجز میں ہما ان آسائش کہاں !
 پر فشانہ بھی منہریب خاطر آسودہ ہے
 اے ہوس، عرضِ باطنِ مازِ مشتاقی نہ مانگ
 جوں پر طادس، یکسر داغِ شک اندودہ ہے
 بے ریا کا رتبہ بالائے تصور کردنی
 تیرگی سے داغ کی رسیم مس اندودہ ہے
 کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش !
 عافیت سرمایہٴ بال و پر نکشودہ ہے
 ہے سواِ دِ خط پریشاں موٹی اہلِ عزا
 غائب میرا شمعِ قبر کشنگاں کا دودہ ہے
 جس طرف سے آئے ہیں، آخر ادھر ہی جائیں گے نہ
 مرگ سے دشتِ نکو، راہِ عدم پیودہ ہے
 پنہاں سینائی ہی رکھ لو تم اپنے کان میں نہ
 مے پرستان، تا صبح بے صرفہ گوپیودہ ہے
 کثرتِ انشاء مضمونِ تیرے است
 ہر سرانگشت، نوکِ خارِ فرسودہ ہے

نہ نش : جس طرف سے آئے ہیں اجزا ادھر ہی جائیں گے نہ نش : پنہاں سینائے رکھ لو.....

(۲۵۳)

بہر پروردن، سراسر لطف گستر سایہ ہے ملے
 پنہ منہ مرغاں، بظفل اشک دست دایہ ہے
 فصل گل میں دیدہ خرمیں نگاہن جنوں
 دولت نظارہ گل سے شفق سرمایہ ہے
 شورش باطن سے یاں ہمک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ!
 شیون دل، یک سر و دماغ نہ ہمایہ ہے
 کیوں نہ تیغ یار کو مشاطہ الفت کہوں!
 زخم، مثل گل، سراپا کا مرے پیرایہ ہے
 اے استاد! آباد ہے مجھ سے جان شاعری
 خامہ میسر استغنت سلطان سخن کا پایہ ہے

(۲۵۴)

چشم گریاں، بمل شوق بہار دید ہے ملے
 اشک ریزی، عرضِ بالِ افشانی امید ہے
 دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع
 گو ہر شب تاب، اشک دیدہ خورشید ہے

ملے یہ غزل مرنِ شہادت میں ہے۔ ملے یہ غزل بھی مرنِ شہادت میں ہے

رتبہ تسلیم غلت مشرباں، اعمالی سہم
چشمِ مستربانی، گلِ شاخِ بلالِ عید ہے
کچھ نہیں حاصلِ تعلق میں بغیر ادکشمکش
اے خوش زندے کہ مرغِ گلشنِ تجھ دید ہے
کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطرب ہے اسدا
یا علی! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے

(۲۵۵)

فرست، آئینہ صد رنگ خود آرائی ہے لہ
روز و شب، یک کعبِ افسوسِ تماشائی ہے
وحشتِ نجس و فادیکھ کہ سر تا سر دل
بنیہ، جوں جو ہر تیغ، آفتِ گہرائی ہے
شعِ آسا، چہ سرِ دعویٰ و کو پائے ثبات؟
گلِ صد شعلہ، بیک جیبِ ٹکیہ بانی ہے
نالہ غونین ورق و دلِ گلِ مضمونِ مشفق
چمن آرائے نفس، وحشتِ تنہائی ہے
بوئے گلِ فتنہ بیدار و چمنِ جامِ خواب
وصلِ بر رنگِ جنوں کسوتِ رسوائی ہے ہے

نہش، نہت بہانے فرست، رہے فن، وصلِ ہر رنگِ جنوں

شرم، طوفان خزاں رنگب طرب نگاہ بہید
گل ہفتاب بخت چشم تماشاںی ہے لے
بارغِ مٹاموشی دل کے سخن عشق اسد
نفس سوختہ رمز چمن ایساںی ہے

(۲۵۶)

نوائے خفتہ الفت اگر مٹیاب ہو جاوے
پیویرِ روانہ تارِ شمع پر مضراب ہو جاوے
اگر وشتِ حق افشان ہے پروا حسدِ رمی ہو
بیامن دیدہ آہو، کھٹ سیلاب ہو جاوے
نہیں دیدہ طوفانِ آب و گل ہے غافل کیا تب ہے
کہ ہر یک محوِ نیا و گلستان، گرداب ہو جاوے
اثر میں 'یا نیک' اے دستِ دعا! اعجاز پیدا کر لے
کہ سجدہ قبضہ تیغِ غمِ محراب ہو جاوے
برنگِ گل، اگر شیرازہ بندِ بنجودی رہے
ہزار آشفنگی، مسمومہ یک خواب ہو جاوے
اسد! بارِ صفتِ عجز بے تکلف خاک گردیدن لے
غضب ہے، اگر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے

لے بابتانی بخت چشم تماشاںی ہے لے شر: اثر میں 'یا نیک' اے دستِ دعا! غافل تعریف کر
لے شر: اسد! بارِ صفتِ عشق ہے تکلف ...

تا چند نازِ مسجد و بتِ نماز کیچنے
 جوں شمع، دل بخلوتِ جانان کیچنے
 بہزاد! نقشِ یکِ دل صد چاکِ عرض کر
 گرزِ لبِ یار کیچنے نہ سکے شان کیچنے
 راحتِ بکینِ شوخیِ تفتربِ نار ہے
 پاسے نظرِ دامنِ افانہ کیچنے
 زلفِ پری، بسلا آرزو رسا
 یکِ عمر دامنِ دل دیوانہ کیچنے
 یعنی، و ما رغِ غفلتِ ساقی رسید و تر
 خمیازہِ خمار سے پیما کیچنے
 پروازِ اشیاءِ عنقائے ناز ہے
 بالِ پری بہ وحشتِ بے جانہ کیچنے
 عجز و نیاز سے تو وہ آیا نہ راہ پر
 دامنِ کو اس کے آج حریفانہ کیچنے
 ہے ذوقِ گریہِ عزمِ سفر کیچنے اسد
 رنستِ جنوںِ سیل بہ ویرانہ کیچنے

داسانِ دل بوسم تماشا نہ کیچنے
 اسے مدعیِ اُخباتِ بیجا نہ کیچنے
 گلِ سرسراشارۂ جیبِ دریدہ ہے
 تازہ بہارِ جزبہ تفتِ خاں نہ کیچنے
 حیرتِ حجابِ جلوہ درخشتِ غبارِ چشم
 پائے نظرِ بدامنِ صمرا نہ کیچنے
 داماندگی بہانہ دریشگیِ منسرب
 دروِ طلب بہ آبلہ پانہ کیچنے
 گرمی کونہ دیکھنے پر دایزساوگی
 جز خطِ عجز، نقشِ تمنا نہ کیچنے
 دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار
 صورتِ بکارِ حنائیِ دیبا نہ کیچنے
 خود نامہ بن کے جائے اس آشنا کے پاس
 کیا ساندہ کہ منتِ بیگانہ کیچنے

۱۔ پاک مت کر سب بے یارِ گل و کھرا در کا ہی اشارہ چاہئے
 ۲۔ شہ کرتے ہوئے تصورِ بدایا ہے چاہئے

ہے بے شمار نشہ خونِ جگر اسد
دستِ ہوس، بگردنِ مینا نہ کھینچے

(۲۵۹)

زلعِ سید، افنیِ نظر بدلی ہے
ہر چند خطِ سبزِ دُردِ رسی ہے
ہے شقِ وفا، جانتے ہیں لغزشِ پاک
اے شمع، تجھے دعویٰ ثابتِ قدی ہے
ہے عرضِ شکستِ آئینہٴ جراتِ عاشق
جز آہِ نر سرِ شکرِ وحشتِ علی ہے
واماندہٴ ذوقِ طربِ وصل نہیں ہوں
اے حسرتِ بسیار، تمنا کی کمی ہے
وہ پردہ نشیں اور اسدِ آئینہٴ انظار
شہرتِ چمنِ فتنہٴ و عنقا ارمی ہے لے

(۲۶۰)

بسکہ سودا کے خیالِ زلعِ وحشتا کے
تا دلِ شب، آہنِ تھی ٹانہٴ آسا، پاک ہے

یاں فلاخن باز کس کا نالہ بیباک ہے
 جادو تا کہ سار موئے چمنی افلاک ہے
 ہے ' دو عالم ناز، یک صدفِ دلدل سوار
 یاں خطِ پر کا رہتی، حلقہٴ فراق ہے
 خلوتِ بال و پر قمری میں واکرا و شوق
 جادو گلشنِ برنگ ریشہ زیر خاک ہے
 عیشِ گرم اضطراب و اہل غفلت سرور
 دورِ ساغر، یک گلستاں برگِ ریزہ پاک ہے
 عرضِ وحشت پر ہے، نازِ ناتواں نہائے دل
 شعلہ بے پردہ، چین دامنِ خاشاک ہے
 ہے کندِ موجِ گل آشفۂ فتر کی اسد
 رنگِ یاں بوسے، سوارِ توہینِ چالاک ہے

(۲۶۱)

مرثیہ پہلوئے چشم، اے جلوۂ ادراک باقی ہے
 ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے

ش : ہے دو عالم صدفِ اندازِ شہ و دلدل سوار
 ش : ہے کندِ موجِ گل فراقِ بیتابی اسد

پھن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از سیفِ مستری
 عدم میں بہرِ فرقِ سر و شستِ خاکِ باقی ہے
 گدا ز سنیٰ بنیشِ شست و شوئے نقشِ خود کا می ہے
 سراپاِ شبنمِ آئیں، یک نگاہِ پاکِ باقی ہے
 ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دلکش، لیکن
 ہنوز آفتابِ یک عقدہ یعنی چاکِ باقی ہے
 چمن زار تہتا ہو گیا صرغِ خزاں بسکین
 بہارِ نیم رنگِ آہِ صرغِ تہتا ہے باقی ہے
 نہ حیرتِ چشمِ ساقی کی، نہ صحبتِ دورِ ساغر کی
 مری مغل میں یارب، گردشِ افلاکِ باقی ہے

(۲۶۲)

شکلِ طاؤس، مگر فنار بنایا ہے مجھے مجھے
 ہوں دو گلی دامنِ کمرے میں چھپایا ہے مجھے
 پر طاؤس، تاشا نظر آیا ہے مجھے
 ایک دل تھا کہ بعدِ شپم دکھایا ہے مجھے
 مکی خط، تاسخنِ نامع دانا سرِ سبز
 آئینہ بیفہ طوطی نظر آیا ہے مجھے

سہ شش و شوئے نقشِ خود کا می ہے شش : ہنوز آفتابِ یک عقدہ
 یعنی چاکِ باقی ہے شش : مری مغل میں غائب۔ مگر بعدِ رنگِ دکھایا ہے مجھے

سنبھلتا ہوں جنوں ہوں ہستم نسبت زلف
 موکشاں خانہ زنجیر میں لایا ہے مجھے
 گرد باد، آئینہ ممشیرِ خاکِ مجسّموں
 یک بیاباں دل بتیاب اٹھایا ہے مجھے
 حیرت کا غنڈہ آتش زدہ ہے جلوہ عمر
 تر خاکِ تر صد آئینہ پایا ہے مجھے
 لالہ دگل بہم آئینہ احسن لاق بہار
 ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے
 دردِ اظہارِ تپش کسوتی گل معلوم
 ہوں وہ چاک کہ کانٹوں میں ملایا ہے مجھے
 بے دماغ تپش و عرضِ دو عالم منہ راز
 ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اٹایا ہے مجھے
 جام ہرزہ ہے سرشارِ تشنہ مجھ سے
 کس کا دل ہوں کہ در عالم میں لگایا ہے مجھے
 جوشِ فریاد سے لوں گادیتِ خواب اسد
 شوخیِ نغمہ بیدل نے جگایا ہے مجھے

(۳۱۳)

جنوں رسوائی و راستگی زنجیر بہتر ہے
 بقدر مصلحت، و لنگی تدبیر بہتر ہے ۱۵
 خوشا خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیش
 بدین عجز اگر بدنامی تقتدیر بہتر ہے
 خدایا! چشم تامل در دہے افسون آگاہی
 لنگہ خیرت سواد خواب بے تعبیر بہتر ہے
 در دن جو ہر آئینہ، جوں برگ عنا، خوں ہے
 تباں نقش خود آرائی، حیا سحریر بہتر ہے
 تنائے اسد قتل رقیب اور شکر کا بحدہ
 دعائے دل بھراب نغم شمشر بہتر ہے

(۳۱۴)

وریوزہ سامانہا، اے بے سرو سامانی ۱۵
 ایجا و گر میانہا، در پردہ عسریانی
 تماش تماش، اقبال تماش
 عجز عرق شرے، اے آئینہ عسریانی

۱۵ ش: دل بستگی تدبیر بہتر ہے۔ ۱۵: یہ غزل مرثیہ نمونہ میں ہے

دعوائے جنوں باطل تسلیم عبث حاصل
 پر دانا فنا مشکل میں بھڑکن آسانی
 بیگانگی خود، سوچ رہم آہو
 دام گلہ افست، زنجیر پشیمانی
 پروانہ ترپش رنگ، گلزار ہستہ تنگی
 خوں ہو قفس دل میں اسے ذوق پرانسانی
 سنگ آمد و سخت آمد، دروہر خود داری
 معذرت سبکساری، مجبور گرانہسانی
 گلزار تمنا ہوں، گلچین تاشا ہوں
 صد نالہ اسد، بلبل در بند زبانہ دانی

(۲۱۵)

گریہ سرشاری شوق بہ بیاباں زدہ ہے
 قطرہ خون جگر، چشمک طوفان زدہ ہے
 گریہ بے لذت کاوش نہ کرے جرات شوق
 قطرہ اشک دل بر صفت مرگاں زدہ ہے
 بے تماشا نہیں جمیت چشم بسل
 مرہ نال درجہاں خواب پریشاں زدہ ہے

فرست آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی
 یک شررِ بالِ دل و دیدہ چرخانِ وہ ہے
 درمنِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب
 غنچہ صد آئینہ زانوئے گلستاں زدہ ہے
 ساز و حشتِ رقیہا کہ بانگِ بارِ استد
 رشت وریگ، آئینہ صفو افشاں زدہ ہے

(۲۶۶)

خوابِ غفلت بہ کیس گماہِ نظر پنہاں ہے
 شام، سائے میں بہ تاراجِ صبح پنہاں ہے
 دو جہاں گردشِ یک سجدہ اسرارِ نیساں
 نقدِ صد دل بگرمیاں سحر پنہاں ہے
 خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدہ شوق
 آستان میں مفت آئینہ در پنہاں ہے
 فکر پروازِ جنوں ہے سببِ ضبط نہ پوچھ
 اشک جوں بیغہِ مرگاں تہ پر پنہاں ہے لہ
 ہوش! اے ہرزدہ دراتہمتِ بید روی چند!
 نالِ درگردشِ نالے اثر پنہاں ہے
 ملہ ش ۱۱ اشک جوں بیغہِ مرزدہ سے تہ پر پنہاں ہے

وہم غفلت، مگر، احرامِ فردن باندھے
 ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے
 وحشتِ دل ہے اسد، عالمِ نیرنگ نشاط
 خندہ گل، بلبِ زخمِ مگر پنہاں ہے

(۲۶۷)

کلفتِ طلسمِ مبلوہ کیفیتِ دگر
 زنگارِ خوردہ آئینہ یک برگِ تاک ہے
 ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزارِ عکس
 لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے
 ہوں غلوتِ فردگی، انتظار میں
 وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے

(۲۶۸)

نظر پرستی و بیکاری و خود آرائی
 رقیبِ آئینہ ہے حیرتِ تماشائی
 ز خود گزشتنِ دل، کاروانِ حیرت ہے
 ننگِ غبارِ آدب گاہِ مبلوہ فرمائی
 بچشمِ درشدہ مژگاں ہے جوہرِ برگِ خواب
 نہ پوچھ نازکی وحشتِ شکیبائی

خراب نالہ بلبل، شہیدِ خمندہ محل
 ہنوز دعویٰ متکین و بیم رسوائی
 شکست ساز خیال آنسوے گریوہ غم
 ہنوز نالہ پرافشانِ ذوقِ عنائی
 ہزار قافلہ آرزو بیا باں مرگ
 ہنوز محلِ حسرت، بدوش خود رانی
 وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہِ کجِ وفا
 است ہنوز گمانِ غرورِ داناائی

(۲۶۹)

کوشش، ہمد، بیابانِ تردیدِ شکنی ہے
 صد جنبشِ دل، ایک مژدہ برہمِ زدن ہے
 گو حوصلہ پامردِ تغافل نہیں لیکن
 خاموشیِ عاشق، محلا، کم سخن ہے
 دی لطف ہوانے بہمنِ طرفہ نراکت
 تا آبد، دعوائے تنک پیرہنی ہے
 رامشگیرِ بابِ فنا، نالہ زنجیر
 عیشِ ابد، از خویشِ بردنِ تافتنی ہے

از بسکہ ہے محو چمن بکیہ زدنہا
 گل برگ، پر بالش سرو چمنی ہے
 آئینہ و شان، ہر دست و ہر زانو
 لے حسن! مگر سرستہ پیاں شکنی ہے
 فریادِ اسد، بے نگہی لے بتاں سے
 سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے

(۲۴۰)

کاشائے ہستی کہ بر انداختنی ہے
 یاں سوختنی، چارہ گرِ ساختنی ہے
 ہے شعلہ شمشیر فنا حوصلہ افکار
 اے داغِ تمنا سپر انداختنی ہے
 جز خاک بسر کردن بیعائدہ حاصل؟
 ہر چند بیدار ہوں تاختنی ہے
 اے بے نراں، حاصل تکلیف و میدان
 گردن، بتا شاہے گل، افراتختنی ہے
 ہے سادگی ذہن، تمنائے ستاشا
 جاے کہ اسد! رنگ چمن باختنی ہے

لے ش : یاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے لے ش : شمشیر فنا حوصلہ پرواز

(۲۶۱)

گلستاں، بے تکلف پیش پا افتادہ مضمون ہے
 جو تو باندھے کعبہ پا پر حنا آئینہ سوزوں ہے
 بہارِ گل و مارغِ نشہ ایجادِ مجنوں ہے
 ہجومِ برق سے چرخِ وزین یک قطرہ خون ہے
 رجوعِ گریہ سوئے دل، خوش اسیرائے طوفان ! لے
 برا نگشت حسابِ اشکِ ناخنِ ہنسلِ اژدہا ہے
 عدمِ دشتِ سراغِ وستی، آئینِ بندِ ریگینی
 داغِ دو جہاں پر سنبل و گل، یک شبیخون ہے
 تماشا ہے علاجِ بیدارِ غیبِ دل، غافل
 سویدارِ مردمِ چشمِ پرمی، نظارہ انوں ہے
 فنا کرتی ہے، زائل سرِ نوشتِ کلفتِ ہستی
 سحر، از بہرِ پشتِ دشوئے داغِ ماہِ صابون ہے
 استد ہے آج مرغِ گانِ تماشائی حنا بندہ
 چراغانِ نگاہِ دشوخی اشکِ جگرخون ہے

(۲۶۲)

گدائے طاقتِ تقریر ہے زباںِ تجھ سے
 کہ غامشی کو ہے پیرائے بیاںِ تجھ سے

لے ش : ہجومِ گریہ سوئے دل

فردگی میں ہے سربازِ بیدلاں تجھ سے
 چراغِ صبحِ دُگلِ موسمِ خزاں تجھ سے
 بہارِ حیرتِ نظارہ، سخت جانی ہے
 خانے پائے اہلِ خونِ کشنگاں تجھ سے
 پری بَشیشہ و عکسِ رخ اندر آئینہ
 نگاہِ حیرتِ مشاطہ، خوںِ فشاں تجھ سے
 طراوتِ سحرِ ایجادِ دلِ اثرِ یکسو
 بہارِ نالہ و رنگینیِ فشاں تجھ سے
 چمنِ چمنِ گلِ آئینہ در کنارِ ہوس
 امید، محوِ تاشائے گلستاں تجھ سے
 نیاز، پردہٴ اظہارِ خورِ پرستی ہے
 جبینِ سجدہٴ فشاں تجھ سے آستاں تجھ سے
 بہانہٴ جوئیِ رحمتِ کیوں گرِ تفتِ رب
 وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے
 استد بہ موسمِ گلِ درِ علمِ کجِ نفسِ لہ
 غرامِ تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے

لہ ش : استد علمِ نفس میں رہے قیامت ہے

(۲۴۳)

حکم بیتابی نہیں، اور آرمیدن منع ہے
 باوجود مشق و حشتہا، آرمیدن منع ہے
 شرم، آئینہ تراش جبہ طوفان ہے
 اب گردیدن روا، لیکن پکیدن منع ہے
 بیخودی، سرماں روا ہے حیرت آباد جنوں
 زخم دوزخی جرم و پیراہن دریدن منع ہے
 مژدہ دیدار سے رسوائی اظہار دور
 آئینہ کی شب، چشم کو کب تک پریدن منع ہے
 بیم طبع نازک خواباں سے وقت سیر باغ
 ریشہ زیر زمین کو بھی دویدن منع ہے
 یار معذور و تعافل ہے، عزیزان! شفقت!
 نالہ بیل بہ گوش گل شنیدن منع ہے
 مانع بار و کشتی ناداں ہے، لیکن اسے استد
 بے دلائے ساقی کو شر کشیدن منع ہے

(۲۴۴)

قتل عشاق، نہ غفلت کش تندہیر آدے
 یارب، آئینہ بہ طاق خیم شمشیر آدے

بالِ طاؤس ہے رعنائی ضعیفِ پرواز
 کون ہے راع کہ شعلے کا عناں گیراؤے
 عرضِ حیرانیِ بیسارِ محبت معلوم
 عینی آخرِ بکھٹ آئینہ تصویرِ آوے
 ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع
 پائے خوابیدہ، بد لجنوں شہگیرِ آوے
 اس بیاہاں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں
 موجبِ رنگ سے دل پائے ہزنجیرِ آوے
 وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ نزارِ نہ منط
 سیل، سیادِ کمینِ مناءِ تعمیرِ آوے
 سرِ معنی بجزِ سیبِ انِ شوقِ خامہ، اسد
 چاکِ دلِ شانہ کشِ طرہِ تحریرِ آوے

(۲۴۵)

تا چند نفسِ غفلتِ ہستی سے براؤے
 قاصدِ تپشِ نالہ ہے یارب! خبرِ آوے
 ہے طاقِ فراموشیِ سوراخِ دو عالم
 وہ سنگِ کہ گلِ دستِ جوشِ شرِ آوے

درد، آئینہ کیفیتِ مددِ نگ ہے یارب
 غیاثِ طرفِ ساغرِ خمِ جگر آوے
 جمیتِ آوارگی وید نہ پوچھو
 دلِ تاشرہ، آغوشِ دواغِ نظر آوے
 اے ہرزہ دویِ منتِ تملکین جنوں کیمنج
 تا آبدِ محلِ کشِ موجِ گہر آوے
 زاہد کو جنوں سب کو تحقیق ہے یارب !
 زنجیریِ صدِ حلقہٴ بیرونِ دراوے
 وہ تشنہٴ سرشارِ قنات ہوں کہ جس کو
 ہرزہ بہ کیفیتِ ساغرِ نظر آوے
 تمثالِ بتاں گرنہ رکھے اپنا سر ہم
 آئینہٴ پیرائیِ دواغِ جگر آوے
 ہر غنچہٴ اسد ! بارگِ شوکتِ گل ہے
 دلِ فرشِ روِ ناز ہے بیدل اگر آوے
 چار سوے عشق میں صاحبِ دکانی مفت ہے
 نقد ہے دواغِ دل اور آتشِ زبانی مفت ہے

زخمِ دل پر باندھے حلوئے مفرد استخوان
 تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے
 نقدِ زخمِ تلکے، از کیسہ سببِ رنجِ تن !
 یعنی، اسے پیرِ فلک، شامِ جوانی مفت ہے
 گر نہیں پاتا درونِ حساد، ہر بیگانہ، جا
 بردِ نکشورہٗ دل پاسانی مفت ہے
 چونکہ بالائے ہوس پر ہر تباہ کو تباہ ہے
 برہوس ہلے جہاں دامنِ فشانِ مفت ہے
 یک نفس، ہر یک نفس، جاتا ہے قسطِ عمر میں
 حیث ہے ان کو جو کہوینِ ننگانی مفت ہے
 سال و جاہ و دست و پائے زر خریدہ ہیں آمد
 پس بد لہائے دگر راحتِ رسانی مفت ہے

(۳۷۷)

بیانی یا در دوست، ہر ننگِ تسلی ہے
 موجِ تپشِ مجنون، محلِ کشِ سیلی ہے
 کلفتِ کشِ ہستی، بدنامِ دورنگی ہے
 یاں تیرگیِ اختر، نسلِ رنجِ زنجی ہے

دین ہمہ بالیدن گردن ہر انسرون
 خوشتر ز گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے
 و ہم طربِ بستی ایجابِ سیہ سستی
 تسکینِ دہمہ مغل یک ساغرِ خالی ہے
 زندانِ تحمل میں مہمانِ تمنا فل ہیں
 بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے
 ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیرِ غریب
 مغرور نہ ہونا دان، سرتاسر گیتی ہے
 رکھ منکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالبؔ
 یاں زورِ خود داری طوفانیؔ معنی ہے

اگر نکل حسن و الفت کی بہم جو شیرنی جانے
 پر لبیل کی انسرون کو دامنِ چیدنی جانے
 فنونِ حسن سے ہے ہشوعی جھگڑو نہ آرامی
 بہار اس کی اکھٹا مشاطہ میں بالیدن جانے
 نوائے لبیل و گل، پاسباںِ بیدمانی ہے
 بیک شرکانِ خواباں صدچمنِ خوابیدن جانے

لے شش : تسلیمِ زمیں گیراں - لے شش : معذور ہیں غالبؔ۔

زہے شب زندہ دارِ انتظارِ ستاں کہ وحشت سے
 مژہ، درہ پیک مر، سوزن آسا چیدنی جانے ملے
 خوشامی کہ جوشِ حیرت اندازِ قاتل سے
 نگہِ شمیریں جوں جوہر آسا میدنی جانے
 جفا شونخ دہوس گستاخِ مطلب ہے مگر عاشق
 نفسِ درقا لبِ خشت لہذا دزدیدنی جانے
 فوائے طائرانِ آسٹیاں گم کردہ آتی ہے
 تماشاے کہ رنگِ برفتہ برگردیدنی جانے
 اسد، جانِ نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی
 زبانِ ہر سوزِ مالِ دل پر سیدنی جانے

(۲۷۹)

سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے
 آئینہ نشانِ حالِ بشلِ گلِ چسراغ ہے
 لطفِ خماریے کو ہے دردِ دلِ ہمدگر اثر
 پذیرِ شیشہ شرابِ کفِ لبِ ایاغ ہے

ملے ش : مژہ پیک مر کی سوزن آسا۔

مفت صفائے طبع ہے ، بلوہ نازِ سوزِ ختن
 داغِ دل سیہ دلاں ، مردمِ چشمِ زارغ ہے
 رنجشِ یارِ مہرباں ، عیشِ وطرب کا ہے نشان
 دل سے اٹھے ہے جو غبار ، گردِ سوادِ باغ ہے
 شعر کی منکر کو اسد ، چاہیے ہے دل و دماغ
 عذر کہ یہ فسر وہ دل ہے دل و بے دماغ ہے

دل ہی نہیں کہ منتِ دریاں اٹھائیے
 کس کو دنا کا سلسلہ جنبیاں اٹھائیے
 تا چند داغِ بیشیئے نقصاں اٹھائیے
 اب چار سوئے عشق سے دو کاں اٹھائیے
 ہستی 'نریب نامہ' موجِ سراب ہے
 یک عمر نازِ شوخی 'عنوان' اٹھائیے
 ضبطِ جنوں سے ہر سو سو ہے تراذِ خیز
 یک نالِ بیشیئے تو نیستاں اٹھائیے
 طرزِ خراشِ نالِ سرشکِ نیک اثر ملے
 لطفِ کرم بدولتِ مہاں اٹھائیے

لہ ش : تذکرہ خراشِ نالہ ج میں "طرزِ خراشِ نالہ"

انگور، سنی بیسرد پای سے سبز ہے
غائب، بدوش، دل ٹمستیاں اٹھائے

(۳۸۱)

ہو کر شہید، عشق میں پائے ہزار حیم
ہر سوچ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے لے

(۳۸۲)

وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے لے
صاحب کے ہم نشین کو کرامات چاہیے

(۳۸۳)

چمیرِ خوباں سے چلی جائے اسد لے
مگر نہیں وصل تو حسرت ہی ہے

(۳۸۴)

زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا سارا
نشہ بننا غضب اس ساغرِ خالی نے مجھ

لے یہ شعر حاشیہ شیرانی اسدِ نازک (قومی اخبار قائد کراچی) میں ہے پوری غزل (۱) و (۲) پر

بھی اسٹوڈیو شیرانی کے حاشیے پر ہے۔ غائبانہ شہرستان میں بھی لکھی تھیں غائب ہے۔

یہ تخلص غائب فن: چاہتے ہیں لے ن: یار سے چمیر چلی جائے اسد۔

جلوہ حور سے فنا ہوتی ہے شبہم غالب
کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے

(۳۸۵)

پھر ہوئے ہیں گواہِ عشقِ طلب
بے ستار می کا حکم جاری ہے لہ

(۳۸۶)

پنہاں تھا دامِ سختِ قریبِ آتیاں کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے لہ

(۳۸۷)

اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر لہ
بخیہ جسے کہتے ہو شکایت ہے رفو کی
گوزندگی زاہد بے چارہ عبث ہے
اتنا ہے کہ رہتی تو سے تدبیرِ وضو کی

(۳۸۸)

چاہیے خروباں کو جتنا چاہیے لہ
یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے

لہ ن: انگباری کا حکم جاری ہے یا بیخولِ عاشقان پر ہے۔ لہ تخلص اسد ہے مراد نوش میں ہے
لہ ن: نوش اور تخلص ناب۔ لہ ن اور مرید: چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے۔ مراد ن
ش میں ہے تخلص ہند۔

دل تو ہوا چھانہیں ہے گرد باغ
کچھ تو اسبابِ تنہا، چاہیے

(۲۸۹)

یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں لیکن
کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے لے

(۲۹۰)

انجہامِ شمارِ عزم نہ پوچھو
یہ مصروفِ تا بکے (؟) نہیں ہے لے
جس دل میں کر تا بکے سما جائے
واں عزتِ تخت کے نہیں ہے

(۲۹۱)

تختِ بر طرفِ نظارگی میں بھی سہی لیکن
وہ دیکھا جائے کب یہ فتنہ دیکھا جائے ہے بھرے لے

لے یہ غزل مرثیہ شیرازی میں ہے مخلص ہمد۔ لے مرثیہ شمس اور مخلص غائب

بکھن : کب یہ ظلم مخلص غائب

صرت بہائے مے ہوئے اسباب مے کشی ۱۵
 تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہو گئے
 پوچھے جے کیا معاش بگر تفرنگاں عشق ۱۶
 جوں شمع آپ اپنی و دخور اک ہو گئے

(۲۹۲)

دھونڈے ہے پھر کسو کولبہ بام پر ہو کس
 زلف سیاہ رخ پہ پریشاں کئے ہوئے
 مانگے ہے پھر کسو کو مستابل میں آرزو ۱۷
 سرمے سے تیز دشنہ خترگاں کئے ہوئے
 اک نو بہارِ ناز کو پا ہے ہے پھر نگاہ ۱۸
 چہرہ منور غم سے گلستاں کئے ہوئے
 پھر دل میں ہے کہ در پہ کسو کے پڑے رہیں ۱۹
 سر زریں بار منتہا دریاں کئے ہوئے

۱۵ ن : آلات مے کشی جنھیں اسد سے گل رعنا اور ن :

پوچھے جے کیا وجود و عدم اہل شوق کا + آپ اپنی آگ کے خس و فاشاں ہو گئے۔ مگر گل رعنا
 میں آگ کے کائے اپنے شعلے کے ہے ۱۷ ن : مانگے ہے پھر کسی کو ۱۸ ن : پا ہے ہے پھر کسی کو ۱۹ ن :
 اک نو بہارِ ناز کو تاکہ ہے ۱۷ ن : پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے۔ اس غزل میں جنھیں غالب ہے۔

تر جہیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے
 موجِ گردابِ حیا ہے پینِ پشانی مجھے
 شبِ نیم آسا کو محالِ سبِ گردانی مجھے
 ہے شعاعِ ہمدرد زائرِ سیلانی مجھے
 بلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ پیش
 جنبشِ نالِ مسلم جو شبِ پریشانی مجھے لے
 ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال
 داغ ہے ہر دہنِ جوں چشمِ قربانی مجھے
 خون ہے مثلِ حبابِ از غمِ پیشِ بیرون آمدن
 ہے گریاں گیرِ فرصتِ ذوقِ عیانی مجھے
 واکیا ہر گز نہ میرا عتدہ تا نفس
 ناخنِ بریدہ ہے تیغِ صفتِ امانی مجھے
 ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریرِ اسد
 فکر نے سوچی خموشی کی گرمیانی مجھے
 کیوں نہ ہو بے اتفاقی اس کی خاطر جمع ہے
 جانتا ہے صبرِ پریشانی نے پہنانی مجھے
 سہ شش : جو شہدِ افشانی مجھے ۔

متفرقات

قصائد

①

سنگ، یہ کارگر ربط نزاکت ہے کہ ہے
 خندہ بے خودی کبک بہ دندان شرار
 سبز جوں جام زمرود نہ ہو گر داغ پلنگ
 نشہ نشود نما کو سمجھ افسون بہار
 کشہ افغی زلف سیر شیریں کو
 بے ستوں سبزہ سے ہے سنگ زمرود کا مزار
 حسرت جلوہ ساقی ہے کہ ہر پارہ ابر
 سینہ بیتابی سے لٹا ہے بہ تیغ کہار
 دشمن حسرت عاشق ہے رگ ابر سیاہ
 جس نے برباد کیا ریشہ چندیں خبہ تار
 چشم بر چشم چنے ہے بہ تماشا جہتوں
 ہر دو سوز خانہ زنجیر نگہ کا بازار

لے کی سبزہ ہے جام زمرود کی طرح داغ پلنگ تازہ ہے ریشہ تمارنج صفت روئے شرار
 نوٹ: اس قصیدے کا عنوان قصیدہ حیدری بہ تمہید بہار مغفرت تاریخ میں درج
 ہے (۱۹۱۳ء) نسخہ تاریخ میں حیدری ہے۔

خاندانِ تنگِ ہجومِ دو جہاں کیفیت
جامِ جمشید ہے یاں قالبِ خشتِ دیوار
کعبہ ہر خاکِ چمن آئینہ قمری صیقل
دام ہر کاغذِ آتش زدہ طادِ س شکار
سنبُل و دامِ کینِ حنائی خوابِ میاں
نرگس و جامِ سیہ مستی چشمِ بیدار
طرہ بابکِ گرفتارِ صبا ہیں شان
زانوئے آئینہ پر مارے ہے دستِ بیکار
بسکہ یگرنگ ہیں دل کرتی ہے ایجادِ نسیم
لالہ کے داغ سے جوں نقطہ و خطِ سنبُل زار
اے خوش فیض ہو اے چمنِ نشوونما
بادِ پُر زور و نفسِ مست و مسیحا بیمار
جو ہر ناخنِ بریدہ بہ اندازِ ہلالِ شہ
دیشہ عجز کو کرتا ہے نمو سے سرشار
ہمتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو
پر قمری سے کمرے صیقلِ تیغِ کہار

۱۔ لے ک اور ن : کعبہ ہر خاکِ بگردوں شدہ قمری پر داز
۲۔ لے ن : لاکھ سپینچے ناخن تو باغِ ازل قوت نامیہ اس کو بھی دھوٹے بیکار

ہر کف خاک جگر تثنہ صدر نگشت ظہور
 غنچہ کے میکہ میں مست تامل ہے بہار
 کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یا رب
 موجِ سبزہ نو خیز ہے بسریز خار
 غنچہ لالہ سیہ مست جوانی ہے ہنوز
 شبنم صبحِ ہوی ریشہ اعضاے بہار
 بید ماغی پشش سے ہوی عریاں آخرت
 شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیر میں بنار
 سازِ مرانی کیفیتِ دل ہے ایسکن
 یہ مئے تند نہیں موجِ حندامِ اظہار
 موج سے پر ہے راتِ نگرانِ امید
 گلِ زگس سے کفرِ جام پہ ہے چشمِ بہار
 گلشنِ میکہ سیلابی یک موجِ خیال
 نقشہ و جلوۂ گل برسد ہم فتنہ عیار
 میکہ میں ہو اگر آرزو سے گلچینی
 مہول جاکٹ قدحِ بارہ بطقِ گلزار

سلہ بن : انجوش بیداد چش سے ہوی عریاں آہستہ
 شہِ نژاد : بطقِ گلزار کے بجائے بطنِ گلزار

موج گل ڈھونڈھ بہ طوفانکدہ غنچہ باغ لہ
 گم کرے گوشہ میخانہ میں گر تو دستار
 پشت لب تہمت خط کھینچے ہے بجا یعنی
 سبز ہے موج تبسم بہرائے گفتار
 کھینچے گرانی اندیشہ چمن کی تصویر
 سبز مثل خط نوغیسز، مو خط پر کار
 جاے حیرت ہے کہ گلباری اندیشہ شوق
 اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار
 لعل سے کی ہے بمدح چمن آراے بہتار
 طوطی سبز کہار نے پیدا منقار
 کسوت تاک میں ہے نشہ ایجاد ازل
 سچہ عرض دو عالم بکعبہ آبدار
 بہ نظر گاہ گلستان خیال ساقی
 بخود ہی دام رگ گل سے ہے پیما نہ شکار

لہ نسخہ اورن : موج گل ڈھونڈھ جسندوت کدہ غنچہ باغ۔
 لہ نسخہ : سبز مثل خط رسمار ہو : نظامی خط نوغیسز۔
 لہ نسخہ اورن : لعل سے کی ہے پے زمزمہ مدحت شاد۔

بہو اے چمن جلوہ ہے طاووس پرست
 باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنار
 یک چمن جلوۂ یوسف ہے بچشمِ یعقوب
 لالہ باداغِ برانگسندہ و گلہا ہے حنار
 بیضۂ قمری کے آئینہ میں پنہاں صیقل
 سرو بیدل سے عیاں عکس خیال متدیار
 عکسِ موجِ نعلِ دسرشاری اندازِ حباب
 نگہ آئینہ کیفیتِ دل سے ہے دوچار
 کقدر ساز و دو عالم کو ملی جسراتِ ناز
 کہ ہوا ساغرِ بے حوصلہ دل سرشار
 ورنہ وہ ناز ہے جس گلشنِ بیداو سے سمٹا
 طورِ مشعلِ بکف از جلوۂ تمنر ہمہ بہار
 سایہ تیغ کو دیکھ اس کے بذوقِ یک زخم
 سینہ سنگ پہ کھینچے ہے الف بالِ شدار
 بتکدہ بہر پرستش مگر یٰ قبلاً ناز
 باندھے زنارِ رگِ سنگ میانِ کہار

مسجد گرداں ہے اسی کے کف امید کا ابر
 بیم سے جن کے صبا توڑے ہے صد جا ناز
 رنگریز گل و جام دو جہاں ناز و نیاز
 اولیں دور امامت طرب ایجا و بہار
 جوش طوفان کرم ساقی کوثر ساغر
 نہ فلک آئینہ ایجا و کعبہ گو ہر بار
 پہنے ہے پیرہن کاغذاری نیال
 یہ تنک مایہ ہے فریادی جوش ایشار
 پر یہ دولت تھی نصیب نگہ معنی ناز
 کہ ہوا صورت آئینہ میں جو ہر بیدار
 اسے خوش ملک شوق و بلدستان مراد
 سبق ناز کی ہے عجز کو صد جا تکرار
 مشقی نقش قدم نسخہ آب حیاں
 جادۂ دشت نجف عمر خضر کا طومار
 جلوہ تمثال ہے ہر ذرۂ نیرنگ سواد
 بزم آئینہ تصویر نما مشتِ غبار

۱۔ نقش فریادی ہے کس کی شوقی تحریر کا کاغذی ہے پیرہن ہر سیکر تصویر کا

دو جہاں طالب دیدار تھا یارب کہ ہنوز
 چشمکِ ذرہ سے ہے گرم نگہ کا بازار
 ہے نفس مایہ شوقِ دو جہاں ریگِ ڈال
 پائے رفتار کم و حسرتِ جلالِ بسیار
 دشتِ الفتِ چمن و ابلہ مہیاں پرورد
 دلِ جسبیل کفِ پاپہ سے ہے خسار
 یاں تک انصافِ نوازی کہ اگر ریزہ سنگ
 بے خبر دے بکفِ پائے مسافرِ آزار
 یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا
 مغزِ کہار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار
 فرشِ اس دشتِ تمنا میں نہ ہوتا گر عدل
 گرمیِ شعلہٗ رفتار سے جلتے خس و خوار
 ابریاں سے ملے سوچ گہر کا تاواں
 خلوتِ ابلہ میں غم کرے گرتا رفتار
 یک جہاں بسملِ انداز پر افشانی ہے
 دام سے اس کے قضا کو ہے رہائی دشوار

موجِ طوفانِ غضبِ چشمہ نہ چرخِ حباب
 ذوالفقار شد مرداں خطِ قدرت آثار
 موجِ ابرو سے قضا جس کے تصور سے دو نیم
 بیم سے جس کے دل شمعِ تفتدیر فگار
 شد تحریر سے اس برق کی ہے کلکِ قضا
 بالِ جبریل سے سطرِ کس سطرِ زہد
 موجِ طوفان ہو اگر خونِ دو عالم ہستی
 ہے خا کو سر تاخن سے گذرنا دشوار
 دشتِ تسخیر ہو گر گردِ حسدِ امِ دلدل
 نعلِ در آتشِ ہرزہ ہے تیغِ کہار
 بالِ رعنا ی دُمِ موجِ نعلِ بندِ قبا
 گردش کاسۂ شمعِ چشمِ پری آئینہ دار
 گردِ وہ اس کی بھری شیشہِ ساعت میں اگر
 ہر نفسِ راہ میں ٹوٹے نفیسِ لیل و نہار
 نرم رفتار ہو جس کو پہ وہ برقِ گداز
 رفتنِ رنگِ خنہ ہے پیشِ بالِ شدار

ہے سراسر رومی عالم ایجابِ اے
 جیب خلوت کدہ غنچہ میں جولان بہار
 جس کے حیرت کدہ نقشِ قدم میں مانی
 خون صد برق سے باندھے بکفِ دست نگار
 ذوقِ تسلیم قمتا سے بگلزارِ حضور
 عرضِ تسخیر تماشا سے بدامِ اظہار
 مطلعِ تازہ ہوا موجہٗ کیفیتِ دل
 جامِ سرشار سے و غنچہٗ لبریز بہار
 شکلِ طاووس کرے، آئینہٗ حسانہٗ پرواز
 جلوہ میں تیرے، ہے تفسیرِ ہولے دیدار
 گردِ جولان سے ہے تیری بگریبانِ خرام
 حبسِ طورِ نمک سودہٗ زحمتِ تکرار
 جس چمن میں ہو ترا حبسِ محسوسِ نواز
 پر طاووس کرے گرم نگہ کا بازار
 جس ادبگاہ میں تو آئینہٗ شوخی ہو
 جلوہ ہے ساقیِ مخموری تابِ دیوار

تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہ
 کھینچے خمیازہ میں تیرے لبِ ساغر کا خار
 گردِ بادِ آئینہ فزاکِ دماغِ دلہا
 تیرا صحرائے طلبِ محفلِ پیماں شکار
 ذوقِ بیتابی دیدار سے تیرے ہے ہنوز
 جوشِ جوہر سے دلِ آئینہ نگہِ خوار
 تیری ادلاؤ کے غم میں ہے بروئے گردِ دل
 سلکِ اختر میں مہِ نوثرۂ گوہر بار
 تیرا پیادے نسخۂ ادوارِ ظہور
 تیرا نقشِ قدم آئینہ مشاںِ اظہار
 آیتِ رحمت حق بسطِ مصحفِ ناز
 مطرِ موجبِ دیباچۂ درسِ اسرار
 قبلۂ نورِ نظرِ کعبۂ اعجازِ مسح
 مژدۂ دیدۂ فنجیر سے نبضِ بیمار
 ہمتِ بخودئی کس نہ کھینچے یارب
 کئی ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار

تازہ پر درودِ صدرِ رنگِ تمنا ہوں دے
 پر درخشِ پای ہے جوں غنچہ بخونِ اظہار
 تنگیِ حوصلہ گردابِ دو عالم آداب
 دید یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار
 رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلی کہ ہنوز
 تشنہِ خونِ دو عالم ہوں بعرضِ تکرار
 وحشتِ فرصت یک جیبِ کشش نے کھویا
 صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار
 شعلہِ آغواز دے لیے حیرتِ داغِ انجم
 موج سے لیک زسرتا قدمِ آغوشِ خار
 ہے اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وقت
 دل داریسہ ہفتاد و دو ملتِ بزار
 مژدہِ خواب سے کرتا ہوں پہ آسائشِ درد
 بخنیہِ زحمتِ دل چاک بیکدستہ شرار
 محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم
 ہوں نفس سے صفتِ نغمہ پہ بندِ رگِ تار

تھا سرسلسلہ جنابی صد عمر ابد
 سازم مفت بہ ریشم کدہ نالہ زار
 لیکن اس رشتہ تحریر میں سرنا سرنگر
 ہوں بختدر عددِ حرف علی سجدہ شمار
 جو ہر دست دعا آئینہ یعنی تاثیر
 یک طرف نازش مژگان بدگر سو غم خستار
 مرد ملک سے ہو عزا خاندان یک شہر زنگاہ
 خاک در کی تیرے ابو چشم نہو آئینہ دار
 دشمن آلِ نبی کو بطرب خاندان دہشت
 عرض غمنازہ سیلاب ہو طاق دیوار
 دوست اس سلسلہ ناز کے جوں منیل دگل
 ابر میخانہ کریں ساعند غور شید شکار
 ننگِ عیش پہ سرشار تماشا شائے دوام
 کہ رہے خونِ خستہاں سے بھنا پائے بہار

۱۔ یعنی اس قصیدے میں ایک سو دس شعر ہیں۔

۲۔ لشکرِ وطن: یک طرف نازش مژگان و در سو غم خستار

۳۔ ۱۔ مرد ملک سے ہو عزا خاندان اقبال زنگاہ: نئے ملبوس میں ہے

زلفِ معشوق کشتن سلسلہ وحشتِ ناز
 دل عاشق شکن آموزِ حشم طرہ یار
 مے تمثالِ پری نشہ مینا آزاد
 دل آئینہ طرب ساغرِ بختِ بیدار
 دیدہ تادل اسد آئینہ یک سجدہ شوق
 فیضِ الفت سے رستم تادلِ معنی سرشار

(۳)

توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ بر روئے زمیں
 سجدہ تمثال 'وہ آئینہ کہیں جگو جبین
 توڑے ہے نالا سرِ مشتہ پاسِ انقاس
 سر کرے ہے دل حیرت زدہ فتنلِ تسکین
 یاس تمثالِ بہار آئینہ استغنا
 وہم آئینہ پیدا ئی تمثالِ یقین

لے لہزن، دیدہ تادل اسد آئینہ یک پر تو شوق

فیض معنی سے غطر ساغرِ رستم سرشار

لنحوہ میں "فیض معنی رستم تا کفو رستم سرشار"

قہر و ابرو سے بیت ایک رہ خوابیدہ شوق
 کعبہ و بستکہ یک محل خواب سنگیں
 کس نے دیکھا جگر اہل جنوں نالہ فز و شش
 کس نے پایا اثر نالہ دہائے حزین
 عیشِ بسل کدہ عیدِ حرفیاں معلوم
 خوں ہو آئینہ کہ ہو جامہ طعناں رنگیں
 نزعِ عنسود ہوں اس دید کی دھن میں کہ مجھے
 رشتہ ساز ازل ہے نگہ باز پس
 حیرتِ آفت زدہ عمر من دو عالم نیرنگ
 موم آئینہ ایجاد ہے مغزِ تمکین
 وحشتِ دل سے پریشاں ہیں چراغاں خیال
 باندھوں ہوں آئینہ پر چشم پری سے آئین
 کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا
 رم آہو کو ہے ہر ذرہ کی چشمک میں کہیں
 چشمِ امید سے گرتے ہیں دو عالم جوں رشک
 یاس پیاد کش گریہ مستانہ نہیں

۱۔ لہو کا رنگ : کس نے دیکھا نفس اہل وفا آتشِ غیز
 ۲۔ شش : پریشاں ہے

کس قدر فک کو ہے نال قلم ہوئے دماغ
 کہ ہوا خوں نگہ شوق میں نقش تمکین
 عذر رنگ آفت جولان ہو سس ہے یارب
 جل اسٹے گرمی رفتار سے پائے چوبین
 نہ تنہا، نہ تماشا، نہ خمیہ، نہ نگاہ
 مگر در جوہر میں ہے آئینہ دل پردہ نشیں
 کھینچوں ہوں آئینہ پر خندہ نعل سے مسطر
 نامہ عنوان بیان دل از روہ نہیں
 رنج تنظیم میسما نہیں اٹھتا مجھ سے
 درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں باہیں
 بسکہ گستاخی ار باب جہاں سے ہوں طول
 پر پرواز مری بزم میں ہے خنجر کیس
 اسے عبارت! تجھ کس خط سے ہے دریا نیرنگ
 اے نگہ، تجھ کو ہے کس لفظ میں مشت تکیں
 کس قدر نالہ پریشاں ہے عیاذاً باشد
 یک مسلم خارج آداب جنون و تمکین

جلد۱ ریگِ روان دیکھ کر گردوں ہر صبح
 خاک پر توڑے ہے آئینہ تازہ پرویں
 شورِ اودام سے مت ہو شبِ خون انصاف
 گفتگو بے مزہ و زعم تتانیس
 ختم کر ایک عبارت میں اشارات نیاز
 جوں نہ تو ہے نہاں گوشہ ابرو میں جبین
 معنی لفظ گرم، بملہ نسخہ حسن
 قبلہ اہل نظر کتبہ ارباب یقین
 جلوہ رفتار سر جادۂ شرع تسلیم
 نقش پا جس کا ہے توحید کو معراج جبین
 کس سے ہو سکتی ہے مدح اس کی بغیر از مدح
 شعلہ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں
 ہو وہ سرمایہ ایجاب جہاں تازہ حسرت
 ہر کف خاک ہے واں گردۂ تصویر زمیں

۱۔ ن : ختم کر ایک اشارت میں عبارات نیاز
 ۲۔ ن : کس سے ممکن ہے تری مدح بغیر از واجب
 ۳۔ ن : ہو وہ سرمایہ ایجاب جہاں گرم حرام

جلوہ تحریر ہو نقش قدم اس کا جس جگہ
 وہ کف خاک ہے ناموس دو عالم کی امیں
 فیض خلق اس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے صدا
 بوئے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگئیں
 کوہِ کوبیم سے اس کے ہے جسگر با خستگی
 نہ کرے نذر صدا اور نہ متاعِ تمکین
 کفر سوز اس کا یہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹپکتے
 رنگ عاشق کی طرح رونقِ بختانہ چھیں
 وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار
 جنتِ نقش قدم سے ہوں میں اس کے گلچیں

مطلع

گردِ سرسبزِ کشیدہ اربابِ یقیں
 نقشِ ہر کام دو عالم صفہاں زیرِ نگین
 برگِ گل کا ہو جرمِ قاتلِ ہوا میں عالم
 اس کے جولان میں نظر آئے ہیں دامنِ زمین

۱۔ نوزک اورن: جلوہ پرداز ہو نقش قدم اس کا جس جگہ
 ۲۔ نوزک اورن: جلوہ پرداز ہو نقش قدم اس کا جس جگہ
 ۳۔ ن: کفر سوز اس کا یہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹپکتے
 ۴۔ ش: دامنِ زمین: ج و ح: دامنِ زمین۔

اسکی شوخی سے بحسرت کدۂ نقش خیال
 فکر کو حوصلہ فرست ادراک نہیں
 جلوۂ برق سے ہو جائے نگہ عکس پذیر
 اگر آئینہ بنے حیرت صورت گر چیں
 جاں پناہ دل و جاں فیض رساں بادشاہ
 ایک تجھ سے ہے بہار چمنستان یعتیں
 ذوق عکسین نقش کفِ پا سے تیرے
 عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں
 تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولکن بہ تضاد
 وصیٰ ختمِ رسل تو ہے بہ اثبات یقین
 داد دیوانگی دل کہ ترا مدحتِ مگر
 ذرے سے باز ہے غورِ شیدِ فلک پر آئیں
 یا علی جنسِ ماضی السلام اللہ است
 کہ سوا تیرے کوئی اس کا حشریدار نہیں

لے سنس * حیرت کدۂ نقش خیال
 سے شخوک اور دل و جاں فیض رساں بادشاہ
 سے شخوک اور دل و جاں فیض رساں بادشاہ * جس سے معلوم ہو کہ جس وقت یہ
 قصیدہ لکھی گئی، مرزا کا تخلص اسد ہی تھا۔ بدلا نہیں گیا تھا۔

(۳)

بگمان قطع زحمت نہ دوچارِ خامشی ہو
 کہ زبانِ سرمد آلود نہیں تیغِ اصفہانی
 بہ قریب آشنائی بہ خیالِ بیوفائی
 نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی
 نظر سے سوئے کہستان نہیں غیرِ شیشہِ ساماں
 جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگِ جانی
 بغیر از گاوِ عبرت چہ بہارِ و کو تماشا
 کہ نگاہ ہے سپہ پوشِ بجزائے زندگانی
 بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرفِ مر پریشاں
 دل غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی
 تپشِ دل شکستہ پے عبرت آگہی ہے
 کہ ندے عنانِ فرصت بکشاکی زبانی
 نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تیز جو ہے
 چہ حسابِ جانفشانی چہ غرورِ بستانی

۱۔ شعر میں عنانِ قصیدہ کی انتقبت ہے معلوم نہیں یہ عنوان کیوں رکھا گیا۔ اس میں منتقبت
 سے متعلق کوئی چیز نہیں۔

بہ شکنجِ جستجو، بہ سراپِ گفتگو
 تلم و تازِ آرزو، بفریبِ شادمانی
 نہیں شاہراہِ اولم، بجز آنسوے رسیدن
 تری سادگی ہے غافلِ دردِ پاسبانی
 چہ امید و ناامیدی چہ نگاہ و بے نگاہی
 ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جانستانی
 اگر آرزو ہے راحت، تو بحثِ بخونِ تمپیدن
 کو خیال ہو تعبِ کشِ بہواتے کامرانی
 مشر و شورِ آرزو سے تب و تابِ تجزِ بہتر
 نہ کرے اگر ہوسِ بڑِ غمِ بیدلی گرائی
 ہوسِ فروختنِ باتِ تاب و تابِ سوختنِ با
 سرِ شمعِ نقشِ پاسے بسپاسِ ناتوانی
 مشر و اسیرِ دل کو لے اوجِ عرضِ اظہار
 جو بصورتِ چراغاں کرے شعلہِ نرو بانی
 ہوئے مشقِ جراتِ نازِ رہ و رسمِ طرحِ اداب
 غمِ پشتِ خوشناتھا، بگزارشِ جوانی

اگر آرزو دسا ہو پے درد دل دوا ہو
 وہ اجل کہ خوں بہا ہو بشہیدِ ناتوانی
 غمِ حجاز کا سفینہ بکسارِ بیدلی ہے
 مگر ایک شہ پر مورا کرے سازِ بادِ بانی
 مجھے انتعاشِ غم نے پے عرضِ حال بخشی
 ہوسِ غزلِ سراپا پیشِ فائدِ خوانی
 دلِ ناامید کیونکر بہ نسلِ آشنا ہو
 جو امید دار رہے نہ برگِ ناگہانی
 مجھے بادِ طرب سے بہ خارِ گاہِ قسمت
 جو ملی تو تلخ کامی جو ہوئی تو سرگرائی
 دستم کو اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ان بھٹی
 مجھے طاقتِ آزمائی تھے الفتِ آزمائی
 ہزار امیدواری، رہی ایک اشکباری
 نہ ہوا حصولِ زاری، نہ جزاِ ستینِ فشانِ
 کروں عذرِ ترکِ صحبت، سو کہاں وہ بیدماغی
 نہ غرورِ میرزا، نہ مندریبِ ناتوانی

ہم ایک نفسِ تپش سے تب و تاب ہجرت پر چھ
 کہستم کش جنوں ہوں نہ بقدر زندگانی
 کفِ مروتِ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب
 کہ سرشکِ قطرہ زن ہے برپیامِ دلِ رسانی
 یہی بار بار ہی میں، مرے آئے ہے کہ غالب
 کروں غوانِ گفتگو پر دل و جہاں کی میثمانی

(۴)

ملاذِ کشور و مشکر، پنا و شہر و سپاہ
 جنابِ عالی اہلینِ برونِ والا جاہ
 بلندِ رتبہ وہ حاکم، وہ سرسرازا امیر
 کہ باج، تاج سے لینا ہے جس کا طرفِ کلاہ
 وہ محضِ رحمت و رافت کہ بہراہلِ جہاں
 نیا بستِ دیم عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ

لے اسی زمیں میں غزلیات کے تحت میں شعر ہیں۔ غالب نے انتخاب کے وقت یہ لہذا قصیدہ
 خارج کر دیا۔ ممکن ہے اس وقت نزہت ان کے پاس موجود نہ تھی جس میں یہ دو بیت تھے۔
 خیرانی چونکہ ناقص ہے اس لئے اس میں موجود نہیں۔

وہ عین عدل کر دہشت سے جس کی پرستش کی
 بنے ہے، شعلہ آتش، انیس پرہ کاہ
 زمین سے سودہ گوہر اٹھے بجائے غبار
 جہاں ہو تو من حشمت کا اس کے جولانگاہ
 وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں، اہلی شکر!
 وہ خشکائیں ہو تو گردوں کے خدا کی پناہ
 یہ اس کے عدل سے اعتقاد کو ہے آمیزش
 کہ دشت و کوہ کے اطراف میں یہ ہر سربراہ

(ق)

ہنر برہنچے سے لیتا ہے کام شانے کا
 کبھی جو ہوتی ہے الجھی ہوئی دُم رو باہ
 نہ آفتاب، وے آفتاب کا ہم چشم
 نہ بادشاہ وے مرتبے میں ہمسر شاہ
 خدا نے اسکو دیا ایک خوب رو منور زند
 ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلو سے ماہ
 زہے، ستارہ روشن، کہ جو اسے دیکھے
 شعاع مہر درخشاں ہو اس کا تارنگاہ

خدا سے ہے یہ توقع کہ عہد طفلی میں
 بنے گا مشرق سے تا مغرب اس کا بازی نگاہ
 جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہان بانی
 کہ تابع اس کے ہوں روز و شب و سپید و سیاہ
 کہے گی خلق اسے داور سپہر شکوہ
 لکھیں گے لوگ خسرو ستارہ سپاہ
 عطا کرے گا خداوند کار ساز اسے
 روان روشن و خوش و خوش و دل آگاہ
 ملے گی اسکو وہ عقل نہفتہ واں کہ اسے
 پڑے نہ قطع خصومت میں احتیاج گواہ
 یہ ترکناز سے برہم کرے گا کشور روس
 یہ لے گا بادشاہ چیں سے چچین تخت و کلاہ
 سینین عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھادون
 یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و لپاہ
 یہ جتنے سیکڑے ہیں سب ہزار ہو جاویں
 و دراز اسکی چو عمر اس قدر سخن کوتاہ

امید وار عنایات ، شیونارائی
 کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دوست خواہ
 یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں عز و جاہ کے ساتھ
 تمہیں اور اس کو سلامت رکھے سدا اللہ
 مہنی ہیں سال کے رشتے میں میں بارگاہ
 ابھی حساب میں باقی ہیں سو ہزار گراہ

کہا کہ چرخ پہ ہم نے گئی ہیں نوگر ہیں
 جہاں گئیں گے تو پاویں گے نوہزار گرہ
 خود آسماں ہے مہاراجہ پر صدقے
 کرے گا سینکڑوں اس تار پر نثار گرہ
 وہ راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے
 رواں ہو تار پہ فی الفور، دانہ داز گرہ
 انہیں کی سالگرہ کے لئے ہے سال بسال
 کہ لائے غیب سے غنچوں کی، نوہزار گرہ
 انہیں کی سالگرہ کے لئے بناتا ہے
 ہوا میں بوند کو ابرنگر گت بار، گرہ
 انہیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے
 کہ ہو گئے ہیں نگہ ہائے شاہوار گرہ
 انہیں کی سالگرہ کے لئے ہے یہ توقیر
 کہ بن گئے ہیں، ثمر ہائے شاخسار، گرہ
 سن اے ندیم، برس گناٹھ کے یہ مانگے نے
 تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ

پئے دعائے بقائے جناب فیض مآب
 لگے گی اس میں ثوابت کی استوار گرہ
 ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے یہ
 بلا مبالغہ، درکار ہے ہزار گرہ
 عطا کیا ہے خدا نے یہ جاذب اس کو
 کہ چھوڑتا ہی نہیں، رشتہ، دیہار گرہ
 کشادہ رخ، نہ پھرے کیوں؟ جب اس زلزلے میں
 بچے نہ از پے بند نعتابِ یار گرہ
 مستراحِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا
 کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شتر قطار گرہ
 خدا نے دی ہے وہ غالب کو دستگاہِ سخن
 کروڑ ڈھونڈھ کے لاتا یہ خاکِ رگرہ
 کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا
 پڑی ہے دل میں مرے غم کی پیچدار گرہ
 گرہ کا نام لیا پر نہ کر سکا کچھ بات
 زباں تک آئے ہوئی اور استوار گرہ

کھٹے یہ گمانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے
 بری طرح سے بری ہے گلے کا ہار گرہ
 ادھر نہ ہو گی توجہ حضور کی جب تک
 کبھی کسی سے کھٹے کی نہ زینہار گرہ
 دعا ہے یہ کہ مخالف کے دل میں ازرہ بغض
 پڑی ہے، یہ جو بہت سخت تابکار گرہ
 دل اس کا پھوڑ کے نکلے بشکل پھوڑے کے
 خدا کرے کہ کرے اس طرح بھار گرہ

(۶)

مرحبا سال منہ منی آیتن
 عید شوال و ماہ منورہ بین
 شب و روز افتخار یل و نہار
 ماہ و سال اشرف شہور و سنیں
 گرچہ ہے بعد عید کے نوروز
 یک بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں

شعبہ دہان قاصد اعجازی ٹین ۱۳۳۵ء۔ دہلی سنہ ۱۳۳۵ء۔ یہ قیدہ
 فیروز میدان سنگد احمد اور کی بیویں مانگرہ پر لکھا گیا۔ مستند۔ حوث

سو اس اکیس دن میں ہوئی کے
 حاجبِ مجلسیں ہوتیں رنگیں
 شہر میں کو بکو عبیر و گلال
 باغ میں سو بسو گل و نسرین
 شہر گویا نمونہ گلزار
 باغ گویا نگارِ حنائے چیں
 تین تیمار اور ایسے خوب
 جمع ہرگز ہوئے نہ ہوں گے کہیں
 مہر ہوتے ہے اسی مہینے میں
 منتہی محفلِ نشاطِ قریں
 محفلِ غلِ صحتِ نواب
 رونقِ افزائے منہ تمکین
 بزمِ گہ میں امیر شاہِ نشان
 رزمگہ میں سرینہ شیرکین
 پیشِ گاہ حضورِ شوکت و جہا
 خیر خواہ جنابِ دولت و دین

جنگی مسند کا آسماں گوشہ
 جنگی حنا تم کا آفتاب نگین
 جنگی دیوار قصر کے نیچے
 آسماں ہیں گدائے سایہ نشین
 دہر میں اس طرح کی بزم سرور
 نہ ہو ہی ہو کبھی بروے زمیں
 انجمنیں چرخ، گوہر آئیں فرش
 نور، عے، ماہ، ساغرِ یمین
 راجہ اندر کا جو اکھاڑہ ہے
 ہے وہ بالائے سطح چرخ بریں
 وہ نظر گاہ اہل وہم و خیال
 یہ منیا بخش چشمِ اہل یقین
 وہاں کہاں یہ عطا و بذل و کرم
 کہ جہاں گدیہ تگر کا نام نہیں
 یاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے
 ڈال آسا، بچھے ہیں دترِ ثمنیں

نغمہ مطرباں زہرہ نوا
 عبودۂ بولیاں ماہِ جبیں
 اس اکھاڑے میں جو کہ ہے منظوں
 یاں وہ دیکھا بچشمِ صورت میں
 سرور مہرِ منہ ہوا جو سوار
 بکمالِ تحبیل و تنزیل
 سب نے جانا کہ ہے پری تو سن
 اور بالِ پری ہے دامنِ زیں
 نقشِ مستِ سمنہ سے یکسر
 مبنگیا رشتِ دامنِ گلِ چیں
 فوج کی گودِ راہِ مشکِ فشاں
 رہروں کے مشام، عطر آگیاں
 بکِ بخشش ہے فوج کو عزت
 فوج کا ہر پیادہ ہے فرزین
 موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا
 جس طرح ہو سپہر پر پروین

چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام
 ران پر، داغ تازہ دیکھے وہیں

ق

اور داغ آپ کی عنای کا
 خاص بہرام کا ہے زیب سری
 بندہ پرور، شاطر بازی سے
 مدعا، عرضِ فن شعر نہیں
 آپ کی مدح اور میرا منہ
 نگر کہوں بھی تو آئے کو یقین
 اور پھر اب، کہ ضعفِ پیری سے
 ہو گیا ہوں نزار و زار و حزیں
 پیری و فستی، خدا کی پناہ
 دستِ حنائی و خاطرِ غمگین
 صرف اظہار ہے ارادت کا
 ہے مسلم کی جو سجدہ ریز جبین
 مدح گستر نہیں، دعا گو ہے
 غالبِ عاجزِ نیاز آئیں

ہے دعا بھی یہی کہ دنیا میں
تم رہو زندہ جاویداں آمینؑ

(۷)

کرتا ہے چرخ روز بعد گوشتِ احرام
سُرمایاں رواںے کشورِ پنجاب کو سلام
حق گو و حق پرست و حق اندیش و حق شناس
نواب مستطاب، امیر شہِ احشام
جسمِ رتبہ میلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم
ترکِ خلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حمام
جس بزم میں کہ ہوا انھیں آئینِ میلشی
واں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام
چاہا تختا میں نے تم کو مر چار دہ کہوں
دل نے کہا، کہ یہ بھی ترا ہے خیالِ خام
دورات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا
حضرت کا عجز و جاہ رہے گا علی الدوام

پہنچ ہے تم آفتاب ہو جس کے فروغ سے
 دریا سے نور ہے فلکِ آبلینہ فنام
 میری سنو کہ آج تم اس سرزمین پر
 حق کے تفضلات سے ہو مرجع انام
 اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی
 تحسیر ایک جس سے ہوا بندہ تلخ کام
 ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحسیر کو جگر
 کاتب کی آستیں ہے مگر تیغِ لانیام
 وہ منہ جس میں نام ہے میرا غلط لکھا
 حبِ یاد آگئی ہے، کلیجہ بیا ہے ستھام
 سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک مسلم
 لمبر باندہ نذرانہ خلعت کا احتظام
 ستر برس کی عمر میں یہ داغِ حباں گداز
 جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا مٹام
 تھی جنوری چھینے کی تاریخ تیرھویں
 استادہ ہو گئے لبِ دریا پہ جب خیام

اسی بزم پر مسرود خ میں اسی تیرہ بخت کو
 لمبر ملا نشیب میں ارزو سے اہتمام
 سمجھا اے گراب، ہوا پاش پاش دل
 دربار میں جو مجھ پر چلی چشمک عوام
 عزت پہ اہل نام کی ہستی کی ہے بنا
 عزت جہاں گئی تو نہ ہستی رہی نہ نام
 تھا ایک گوند ناز جو اپنے کمال پر
 اس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام
 آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب
 تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام
 اس کشمکش میں آپ کا مداح درد مند
 آتے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام
 جو داں نہ کہہ سکا تھا وہ لکھا ہے حضور کو
 دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام
 ملک و سپہ نہ تو نہ ہو کچھ ضرر نہیں
 سلطان برو مجھ کے درکاہوں میں غلام

وکٹوریہ کا دہر میں جو مدح خوان ہو
 شاملانِ عصر چاہئے لیں عزت اس سے وام
 خود ہے تدارک اس کا گورنمنٹ کو ضرور
 بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالب ہے جس کا نام
 ارجسید کا تو نہیں ہے مجھے سوال
 بارے قدیم مساعدے کا چاہئے قیام
 ہے بندے کو اعادۂ عزت کی آرزو
 چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام
 دستورِ فنِ شعریٰ ہے قدیم سے
 یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام
 ہے یہ دعا، کہ زیرِ نگیں آپ کے ہے
 اقلیمِ ہند و سندھ سے تا ملکِ روم و شام لے



لے دیوانِ غالب، طائرِ ادب، صفحہ ۱۳۴۔ دیوانِ غالب، عرشِ ادب، صفحہ ۲۸۰

یہ قصیدہ ۱۹۶۵ء کے قریب زمزم سے لکھا گیا۔

غزلیں

(۱)

دل بے تاب کہ سینے میں دم چند رہا
 بہ دم چند گرفتار غم چند رہا
 زندگی کی ہوتیں ناگہ نفیس چند قسم
 کوچہ یار جو عجب سے قدم چند رہا
 کچھ سکا میں نہ اسے شکوہ پیاں شکن
 لاجرم توڑ کے عاجز قلم چند رہا
 افسانہ در بہ نقصان ہے کہ اب تک قافوں
 زیر بار غم دام و درم چند رہا
 عمر بھر ہوش نہ بربا رہے میرے کہ اسد
 میں پرستندہ دوئے صنم چند رہا

(۲)

پیری میں بھی نمی نہ ہوتی تاک بھانک کی
 دوزن کی طسرح دید کا ازار رہ گیا

وہ مرغ ہے خنزاں کی صورت سے بیخبر
آئندہ سال تک جو گرفتار رہ گیا ہے

(۳)

دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک
وضع میں گو ہوئی دوسرا تیغ ہے ذوالنقدار ایک
ہم سخن اور ہم زبان حضرت قاسم و تپان
ایک طیش کا ہانشین درد کا یادگار ایک
نقد سخن کے واسطے ایک عیدِ اگلی
شعر کے فن کے واسطے مایہ اعتبار ایک
ایک وفا و مہر میں تازگیِ باطل و ہر
لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار ایک
گلِ کدۂ تلاش کو، ایک ہے رنگِ ایک بو
ریختے کے تلاش کو، پودے ایک سار ایک
ملکتِ کمال میں ایک امیرِ نامور
عمرہ قیل و قال میں خسروِ نامدار ایک
گلشنِ اتفاق میں ایک بہارِ بے خنزاں
میکدۂ و مناق میں بادۂ سہ حنار ایک

زندہ شوقِ شر کو، ایک چہرہ، انجمن
 کشتہ، ذوقِ شر کو، شمعِ سرِ مزار ایک
 دونوں کے دل حق آشنا دونوں رسولِ پرورد
 ایک عجب چار یار عاشقِ بہشت و چار ایک
 جانِ وفا پرست کو ایک شمیمِ نوبہار
 فرق سیزہ مست کو ابر تو گ بار ایک
 لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبہ ریاست دور
 کر کے دل و زبان کو غالبِ خاکسار ایک ہے

(۴)

اس قدر ضبط کہاں ہے کبھی ابھی نہ سکوں
 بہتم اتنا تو نہ کیجئے کہ اٹا بھی نہ سکوں
 لگ گئی آگ اگر گھر کو تو اندیشہ کیا
 شعلہِ دل تو نہیں ہے کہ بجھا بھی نہ سکوں
 ہنس کچھ طعنے مٹ جاتے گائبِ دل کا گلہ
 کیا تصور ہے تمہارا کہ مٹا بھی نہ سکوں

۱۔ متفرقات غالب: صفحہ ۱۰۵۔ ۲۔ خیالِ بزمِ محبت حیدر آباد دکن
 جلد ۲، بزمِ مستطبرق نقوش، دسمبر ۱۹۷۷ء، صفحہ ۱۰۵۔ ۳۔ ہی و سکوں۔

تم نہ آؤ گے تو مرہنے کی ہیں سو تدبیریں
موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بھلا بھی نہ سکوں

(۵)

محفل شمع عذراں میں جو آجاتا ہوں
شمع ساں میں تہ دامان صبا جاتا ہوں
ہوتی ہے بادۂ وہ رشتہ گو ہر ہر گام
جس گذرگاہ میں میں آبلہ پا جاتا ہوں
سرگراں مجھ سے سبک روکے نہ رہنے سے رہو
کہ یک جنبش لب مثل صدا جاتا ہوں

(۶)

اپنا احوال دل زار کہوں یا نہ کہوں
ہے حیا مانع اظہار کہوں یا نہ کہوں
نہیں کرنے کا میں تقصیر ادب سے باہر
میں بھی ہوں محرم اسرار کہوں یا نہ کہوں
شکر سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو
اپنی بستی سے ہوں بیزار کہوں یا نہ کہوں

لے عمدۂ منتخبہ

اپنے دل ہی سے ہیں احوالِ گرفتاریِ دل
 جب نہ پاؤں کوئی غمخوار کہوں یا نہ کہوں
 دل سے ہاتھوں سے کہ ہے دشمنِ جانی میرا
 ہوں اک رفت میں گرفتار کہوں یا نہ کہوں
 میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غماز
 گوشش ہیں در پس دیوار کہوں یا نہ کہوں
 آپ سے وہ مرا احوال نہ پرچھے تو اسد
 حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں

(۷)

در پر امیر کلب علی خاں کے ہوں مقیم
 ثنائیت گدائی ہر در نہیں ہوں میں
 بوڑھا ہوں قابلِ خدمت نہیں اسد
 خیرات خوارِ محض ہوں نوکر نہیں ہوں میں

(۸)

ممکن نہیں کہ مجھ کو کسے ہی آرمیدہ ہوں
 میں دشتِ غم میں آہوئے صیادِ دیدہ ہوں

ملہ دیوانِ معروفِ سفر ۱۶۱ ملہ مکاتیبِ غالب ص ۵۵ اس

یہاں غالب کے بیانے اسد شخص قابلِ توجہ ہے۔

ہوں درد مند جبر ہو یا اغتیار ہو
 گہہ نالہ کشیدہ، گہہ اشک چکیدہ ہوں
 جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن
 از بسکہ تلخی عجم، بجزاں چشیدہ ہوں
 نے سجد سے علاقہ نہ ساغر سے واسطہ
 میں معرض مشال میں دستِ بریدہ ہوں
 ہوں خاکسار پر دکھی سے ہے مجھ کو لاگ
 نے دائہ فتادہ ہوں نے دام چیدہ ہوں
 جو چاہتے نہیں وہ مری قدر و منزلت
 میں یوسف بقیامتِ اولِ خسریہ ہوں
 ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ
 ہوں میں کلامِ نغز دے تاشنیدہ ہوں
 اہلِ دروغ کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل
 پر عاصیوں کے زمرے میں میں ہرگز یح ہوں
 پانی سے لگ بگزیہ ڈرے جس طرح اسد
 ڈرتا ہوں اُتیتے سے کہ مردم گزیہ ہوں نے

(۹)

کیا ان دلوں بسر ہر ساری سرائی میں
 کچھ تفرقہ، یا نہ دل و درد و داغ میں !!
 چاہا بہ چشم شوق جو موسیٰ نے طور پر
 یاں دیکھتے ہیں روز وہی ہر چسائی میں
 نے مگنت و وقار عسائی یہ وحشتیں
 شورش ہے کچھ مزدور تہارے داغ میں لے

(۱۰)

نالے دل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں
 یہ بھی لے پھر ستمگار کروں یا نہ کروں
 مجھ کو یہ وحش کہ انکار نہ ہو جائے کہیں
 ان کو یہ فکر کہ اقتدار کروں یا نہ کروں
 لطف جب ہو کہ کروں خیر کو بھی میں بدنام
 کہتے کیا حکم ہے سرکار! کروں یا نہ کروں تھے

(۱۱)

حروج تشنہ و اماندگی، پیانہ محل تر
 بزم ریشہ ناک آئے جاوے میں پنہاں ہیں تھے

برہشت گاہ امکان، اتفاق چشم شکل ہے
 مرد و خورشید باہم سازیک خواب پریشاں ہیں
 نہ انشاء معنی معصوم نہ اظہار صورت منور
 عنایت نامہ ہائے اہل دنیا، ہرزہ عنراں ہیں
 طلسم آفرینش، حلقہ یک بزم ماتم ہے
 زمانے کی شبیلہ لے مروتے سر پریشاں ہیں
 یہ کس ناہید کی تشاں کا ہے جلوہ سیما بی لہ
 کہ مثل ذرہ ہائے خاک آئینے پر نقشاں ہیں
 عمر آتش بہارا کو کب اقبال چکا دے
 وگرنہ مثل خار خشک مردود گلستاں ہیں
 اسد، بزم تماشا میں، تناقل پردہ داری ہے
 اگر دھانپے تو آنکھیں حجاب ہم تصویر بے عیاں ہیں

(۱۲)

ہر جستجو جٹ جو تری جستجو نہ ہو
 دل تلک و خشت ہے جو تری آرزو نہ ہو

لے ش: یہ کس ہے ہر کی تشاں۔ ناہید کی تہ ہر میں تہدی لایق توصیہ

وہ آہِ رائیگاں ہے دنگِ جانے جس سے آگ
 ان آنسوؤں پہ خاک کہ جن میں ہو نہ ہو
 ممکن نہیں ہے حسنِ حقیقت کا دیکھنا
 آئینہ جہاز اگر رو برو نہ ہو !!
 بے کیف بادۂ یاس ہے بے دنگ گلِ نضر
 وہ حسن کیا کہ جس میں حقیقت کی برونہ ہو
 جی بھر کے خوب حسرت و ارمان کو رو چکا
 اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو
 غالبِ فنا پر عشق کی مقبولیتِ حال
 جب تک کہ اپنے خونِ جگر سے دمنو نہ ہوئے

(۱۳)

شبِ وصال میں مونس گیا ہے بنِ تنہی
 ہوا ہے موجبِ آرامِ جانِ وطن، تنہی
 خراجِ بادِ شہ ہیں سے کیوں نہ مانگوں آج
 کہ بن گیا ہے غمِ جہد پر شکن، تنہی

اے صیفِ غالب نمبر ۱۹۱۹ء میں نے کسی شے میں شبِ وصال کے
 بہانے شبِ فراق بھی پڑھا ہے۔

بنا ہے تختہ گہاتے یاسیں بستر
 ہوا ہے دستہ ضربین و نسترن بھیجی
 فردنِ حُسن سے روشن ہے خوابگاہ تمام
 جو رختِ حجاب ہے پردیں ہے توبے پر ن بھیجی
 مزا ہے، کہو کیا خاک ساتھ سونے کا
 رکھے جو نہ سج میں وہ شرحِ سیم تن بھیجی
 اگرچہ بختا یہ ارادہ مگر خدا کا ہنکر
 اٹھا سکا دِ نزاکت سے، گلبدن بھیجی
 ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب
 اگرچہ نافے تل پر رکھے دمن، تن بھیجی
 بضربِ تیشہ رہ اس واسطے ہلک ہوا
 کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تن بھیجی
 یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ صبح ہونے تک
 رکھو دِ شمع پر اسے اہل انجمن بھیجی
 اگرچہ چھبیک دیا تم نے دور اسے لیکن
 اٹھائے کیونکہ یہ رنجِ رختہ تن بھیجی

غش آگیا جو پس از قتل میرے قاتل کو
 ہوتی ہے اس کو میری لاش بے کفن بھیج
 شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیت کا
 کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے من بھیج
 روا رکھو رکھو، تھا جو لفظ بھیجہ کلام
 اب اس کو کہتے ہیں اہلِ سخن سخن بھیج
 ہم اور تم فلک پیہر جس کہتے ہیں
 فقیر غالب بیس کا ہے کہن بھیج ۱۴

(۱۴)

دیکھ وہ برقی تبسم بلکہ دل بیتاب ہے
 دیدۂ گریاں مرا فزادۂ سیما ہے
 کھول کر دروازۂ یمن نہ بولا مے فروش
 اب شکست تو بہ بہ نواہوں کو فتح اباب ہے تہ

(۱۵)

اک گرم آہ کی توہنزاروں کے گھر جلے
 رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جسک جلے

پروانے کا دھنم ہو تو پھر کس نے اند
ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے لہ
(۱۶)

آپ نے منیٰ اصر کہا ہے تو سہی
یہ بھی لے حضرت اب بگلا ہے تو سہی
رنج طاقت سے سا ہو تو دہیوں کیوں کر
ذہن میں خوبی تسلیم و رضا ہے تو سہی
بے غیبت کہ بایستہ گزر جائے گی عمر
نہ ملے داد مگر روز جزا ہے تو سہی
دوست گر کوئی نہیں ہے جو کرے چاؤگری
نہ سہی، ایک تنائے دوا ہے تو سہی
غیر سے دیکھئے کیا خوب بھائی اس نے
نہ سہی ہم سے، پر اس بت میں وفا ہے تو سہی
نقل کرتا ہوں اسے نامہ اعمال میں میں
کچھ نہ کچھ روزہ ازل تم نے کھا ہے تو سہی
کبھی آ جائے گی کیوں کرتے ہو جلدی غالب
شہرہ تیسری ششیر قضا ہے تو سہی لے

(۱۷)

میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پر جفا اور سہی
 تم ہویداد سے خوش اس سے سوا اور سہی
 غیر کی مرگ کا غم کس نے اے غیرتِ ماہ
 میں ہوں پیشہ بہت، وہ نہ ہوا اور سہی
 تم جو بت پھر تہیں پندارِ حنائی کیوں ہے
 تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی
 حسن میں حور سے بڑھ کر نہیں برے کے کبھی
 آپ کا شیوہِ اندازِ ادا اور سہی !
 تیرے کوپے کا ہے مائلِ دل مضطر میرا
 کعبہ اک اور سہی، قبلہ نما اور سہی
 کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ
 غلد بھی باغ ہے خیر آب و ہوا اور سہی
 کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملائیں یارب
 سیر کے واسطے حقوڑی سی فضا اور سہی
 مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں
 زہر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی

مجھ سے غائب یہ علانیٰ نے غزل بھولی
اک بیداد گر رنج فزا اور مہی لے

(۱۸)

کئے توشب کہیں کاٹے ترساپ کھلے
کونی بتاؤ کہ وہ زلفِ خمِ غم کیا ہے
لکھ کہے کونی احکامِ طالع مورو
کے خبر ہے کہ داں جنبشِ قلم کیا ہے
نہ مشر و نشر کا قائل نہ کیش و ملت کا
خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے
وہ داد و دید گرانایہ شرط ہے بدم
وگر نہ مہرِ سیدان و جامِ جم کیا ہے

(۱۹)

گھر سے نکالتے ہیں اگر، ہاں نکالتے
ناحق کی جہتیں نہ مری جہاں نکالتے
میں بوسہ یا مصیبت جہتیں بیاں کریں
اک مُنہ ہے کون کون سے ارماں نکالتے

(۱۸)

اور تو رکھنے کو ہم دہریں میں رکھتے تھے
مگر ایک شعر میں اذاتہ رس رکھتے تھے
بہس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا
آپ رکھتے تھے ہم اور آپ اٹھا رکھتے تھے لے

(۱۹)

نظمِ نفاہہ مستقل، دمِ بسمل آئے
جان جانے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے
ان کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری
دوست جو ساتھ مرے طالبِ سائل آئے
وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حسمِ کوئے سنج
ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے
آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اٹھتے ہیں
لو وہ برہم زن، جسکا مرے محفل آئے
دیدہ خونبار ہے مدت سے ولے آج ندیم
دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے

سانا حورو پری نے مذکیا ہے مذ کریں
 عکس تیسرا ہی مگر تیسرے مقابل آئے
 اب ہے دل کی طرف کوچ ہمارا غالب
 آج ہم حضرت خواب سے بھی مل آئے لے

(۲۲)

مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے سہ
 کہیں ہو جائے جلد لے کر دھس کر دونوں دلوں وہ بھی
 نظر راحت پہ میری کو زوعدہ شب کے آنے کا
 کو میری خواب بندی کے لئے ہو گا منوں وہ بھی

قطعات

(۱)

ہر سلشور انگلستان کا	بلکہ فعال بایرید ہے آج
زہرہ ہوتا ہے آبِ نساں کا	گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے
گھر بنا ہے نمودِ زنداں کا	چرک جس کو کہیں وہ قتل ہے
قشیہ خوں بے ہر مسلاں کا	شہرِ دہلی کا ذرہ ذرہ خاک
آدمی واں نہ جاکے یاں کا	کوئی واں سے نہ آسکے یاں تک
وہی رونما تین دول و جہاں کا	میں نے نہ ناکر مل گئے پھر کیا

سے شہر و ایران غالب اس مرتبہ مرادانی صحت و سیاحت گھر سے صحت سے ۔

گاہ جل کر کیا کئے شکوہ سوزشِ داغِ داسے پہاں کا
گاہ رو کر کہا کئے باہم ماجرا دیدہ باے غریاں کا
اس طرح کے دصال سے یارب کیا تھے دل سے داغِ چہراں کا لے

(۲) ایک اہل درد نے سنان جو دیکھا چمن
یوں کہا آتی نہیں کیوں اب صدائے عندلیب
بالِ دہر دو چار دکھلا کر کہا صیا د نے
یہ نشانی رہ گئی ہے اب بجائے عندلیب سے

(۳) ہندوستان کی بھی عجب سرزمین ہے جس میں وفا و مہر و محبت کا ہے دوز
بسیا کر آفتاب نکلتا ہے شرق سے اخلاص کا ہوا ہے اسی ملک میں ٹھہر
ہے اصلِ تہم بندے اور اس زمین سے پھیلا ہے سب جہان میں یہ سیرہ دور دور سے

(۴) مصمّام شکوے اے ساکنانِ خطِ خاک

وہاں ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس
کہاں ہے ساقیِ مہوش، کہاں ہے ابرِ طیسر؟
بیار، لا، مے گلنار گوں، بیار، برس
خند نے تھک کر عطا کی ہے گوہرِ انشانی
در حضورِ پڑا سے ابر، بار، بار برس

ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک وہ کہے
 امیر کلپ علی خاں جیس ہزار برس
 فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں
 کئی ہزار برس بلکہ بے شمار برس
 جنابِ قیدِ حاجات، اس بلاکش نے
 بڑے عذاب سے کاٹے ہیں، پانچ چار برس
 شفا ہو آپ کو، غالب کو بندِ غم سے نجات
 خدا کرے کہ یہ ایسا ہوساز نگار برس

(۵)

سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصلِ خاں
 حکیمِ حاذق و دانا ہے وہ لطیفِ کلام
 تمام دہریں اس کے مطب کا چرچا ہے
 کسی کو یاد بھی نقصان کا نہیں ہے نام
 اسے فضائلِ علم و ہنر کی انٹرائش
 ہوئی ہے مبدِ روحِ عالم سے اسقدر انعام
 کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجد می اس کے
 ہزار بار سلاطین کو دے چکے الزام
 لے کا تیب غالب صغیر (ہزارشہ ۱۹۶۷ء)

عجیب نسخہ نادر لکھا ہے ایک اس نے
 کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام
 نہیں کتاب ہے اک منبع نکات بدیع
 نہیں کتاب ہے اک معدن جواہر کام
 کل اس کتاب کے سال تمام میں جو مجھے
 کمال فکریں دیکھا خسر دئے بے آرام
 کہا یہ جلد کہ تو اس میں سوچتا کیا ہے
 لکھا ہے نسخہ تحفہ، یہی ہے سال تمام

(۶)

ہند میں اہل تنہا کی جہیں در سلطنت
 حیدر آباد دکن، رشک گلستان ارم
 راپور، اہل نظر کی ہے نظر میں وہ شہر
 کہ جہاں بہشت بہشت اکے ہوئے ہیں باہم
 حیدر آباد بہت دور ہے اس ملک کے لوگ
 اس وطن کو نہیں جانتے ہیں جو جاتے ہیں تو کم
 راپور آنحضرتؐ وہ بقعہ مہر، کہ ہے
 مزاج و مجمع اشرف نژاد آدم

راہپور ایک بڑا باغ ہے از روئے مثال
 دلکش و تازہ و شاداب و وسیع و خسترم
 جس طرح باغ میں سادہ کی گھٹائیں برسیں
 ہے اسی طور پر یاں وجلہ نشاں دست کرم
 ابرو دستِ کرم کلب علی حناں سے مدام
 در شہوار ہیں جو گرتے ہیں قطرے پیہم
 صمد باغ میں آجائے جسے ہونہ یقیں
 بزم و برگ و گل دلالہ پہ دیکھے شبہم
 جنتِ اباغ ہمایونِ تقدس آثار
 کہ بہاں چہرے کو آتے ہیں غزالانِ حرم
 مسلکِ شرع کے ہیں راہِ دراءِ شناس
 خضر بھی یاں اگر آجائے تو لے ان کے قدم
 طرح کے بعد دعا پیا ہے اور اہل سخن
 اس کو کہتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اخلاقِ رقم
 حق سے کیا مانگئے ان کے لئے جب ہو موجود
 ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و مسلم

ہم نہ تسلیغ کے نائل نہ غلو کے قائل
 دو دو عایش کو وہ دیتے ہیں نواب کو ہم
 یا خدا، غالبِ عاصی کے خداوند کو دے
 دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا، عالم
 اولاً عمر طبعی بدوام اقبال
 ثانیاً دولت دیدار شہنشاہِ ام ۱۵

(۵) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے
 سرآغاد موسم میں اندھے میں ہم
 کہ دلی کو چھوڑیں لوہار کو جائیں
 نہ واں آم پائیں نہ انگور پائیں
 ہوا حکم باور چپوں کو کہ ہاں
 وہ کھٹے کہاں پائیں اٹلی کے پھول
 فقط گوشت سو بھیر کا ریشہ دار
 کہو اس کو کیا کھا کے ہم حفظِ آئیں ۱۶

(۸)

مسلمانوں کے سیلوں کا ہوا قل
نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا
چُکے ہے جوگ مایا اور دیسی
مگر اہل نام کو اور نگ زبیری لے

(۹)

جبکہ سید غلام بابا نے
ایسی رونق ہوئی برات کی رات
مسند عیش پر جب گے پانی گھ
کو کو اکب ہوئے تاشانی

(۱۰)

ہزار شکر کہ سید غلام بابا نے
زمیں پہ ایسا تاشا ہر ابرات کی رات
فرانہ مسند عیش و طرب جگ پانی
کر آساں پہ کو اکب بنے تاشانی گھ

(۱۱)

اس کتاب عرب نصاب نے جب
نکر تاریخ سال میں مجھ کو
ہند سے پہلے سات سات کُند
اور پھر ہند سے تھا بارہ کا
سال ہجری تو ہو گیا معلوم
مگر اب ذوق بذلہ سبخی کو
سات اور سات ہوتے ہیں چودہ
آب و تاب انطباع کی پانی
ایک صورت نئی نظر آئی
دئے ناگاہ مجھ کو دکھلائی
باہزاراں ہزار زیبائی
بے شمولِ عبارت آرائی
ہے جدا گانہ کارِ مرامائی
بامید سعادت انزائی

نہ آخر و بہتای فرامیہ (لو اور) بحوالہ عرشی صفحہ ۲۶۲

نہ اردو سے معنی۔ لاہور صفحہ ۳۸۰ ۳۸۱ ایضاً

خوض اس سے ہیں چاروہ مصوم جن سے ہے چشمِ جہاں کو زیبائی
اور بارہ اسام جہیں بارہ جن سے ایماں کو ہے توانائی

ان کو غالب یہ سال اچھا ہے
جو ائمہ کے جہیں تولائی

(۱۲)

گرہ گانویں کی بے جتنی رعیت وہ یک قلم
عاشق ہے اپنے حاکم عبادل کے نام کی
سو یہ قطرِ منور و زمردان نذر ہے
مژگانِ صاحبِ عالی مقام کی

(۱۳)

پور و منور زندا احمد کو طہ رحمت باری کا جو گنبد ہے
سالِ تمارِ رخ و لالت یوں کھیا راحتِ جاں ہے سرورِ سینہ ہے

(۱۴)

اتھا اک دن بگولا سا جو کچھ میں جوشِ دشت میں
پہرا آئید سر گھبرا گیا تھا جی بیاباں سے
نظر آیا مجھے اک طائرِ مجروحِ بے
پہلکتا تھا سرِ شورِ ید و دیوارِ گلستاں سے

ملے تذکرہ سراپا سخن لکھنؤ ۱۹۳۷ء

ملے سخنِ زہرا و جوشِ سخن ۱۹۳۷ء ملے سخنِ غوغا ۱۹۵۵ء کل (دہری) ۱۹۵۵ء

کہا میں نے کہ اوگت نام آخرو ما جرا کیا ہے
 پڑا ہے کام تجھ کو کس ستمگر آفت جاں سے
 ہنسنا کچھ کھل کھلا کر پہلے پھر مجھ کو جو چپا نا
 تو یہ رویا کہ جوئے خوں بھی پلکوں کے داماں سے
 کہا میں صید ہوں اس کا کہ جس کے دام گیسو میں
 پھنسا کرتے ہیں طائر روز آ کر باغ رضواں سے
 اسی کی زلف و رخ کا دھیان ہے شام و بحر مجھ کو
 نہ مطلب کفر سے ہے اور نہ ہے کچھ کام ایماں سے
 بچشم غور جو دیکھا مرا ہی طائر دل تھا
 کہ حبیل کر ہو گیا یوں خاک میری آہ سوزاں سے ۱۵

(۱۵)

عید آئی ہے دل اہل زمانہ شاد ہے
 عیش سے وابستہ ہے غم سے ہر اک آزاد ہے
 عشرت و عیش و طرب چھائے ہوئے ہیں جا بجا
 ہر طرف اک جشن ہے ہر سو مبارکباد ہے ۱۶

۱۵۔ نظامی بدایوں مختصر صفحہ ۲۶۵ سے بعد میں طاہر آفرین میں غالب اس سے نقل کر کے شائع کیا گیا۔
 ہر خیال میں مشغول ہے شوخ غریب منور ۲۶۱ بدایوں ج ۱ اسی طرح شوخی و تنگ کا غرض بھی زیادہ تصدیق

کے اعتبار سے - ۱۶۔ نقوش نومبر ۱۹۶۴ء

(۱۶)

گمشدہ ہر میں بسنت آئی
 خوب محل دستِ خوشی لائی تھ
 گوش محل سوئے دیدہ پیل
 دیدہ محرماتِ تاشائی

(۱۷)

کیا ان دنوں بسہ سوہاری فراغ ہیں
 کچھ تفرقہ رہا نہ دل و درد و داغ ہیں
 چاہا بچشمِ شوق جو موسیٰ نے طرہ پر
 ہاں دیکھتے ہیں روزِ وہی ہر چراغ ہیں
 یہ کنت و وقارِ سلامی! یہ وحشی
 شورش ہے کچھ ضرور! تہا سے داغ ہیں کسے

مخمس بر غزل سعدی

واہ و اشترطِ محبت ہے۔۔ بھی
 یاد ہیں ہم سے جو وعدے تھے کبھی؟

خیر، او پیمان شکن، یونہی سہی
 سر و سینا، پھر سرامی روی
 نیک بد عہدی کہ بے مافی روی

تو جو نگلاشب کی تاریکی گئی
 ہر طرف پھیلی ہے دن کی روشنی
 عقل حیراں اس میں ہے جاں مری
 روئے پنہاں دارد از مردم پری
 تو پری رو آشکارای روی

دی کبھی راحت کبھی تکلیف دی
 جان بخشی کی، کسی کی جان لی
 جانِ حباں ہے شان معشوقِ یہی
 می نوازی بندہ را یا می کشی
 می نشینی یک نفس یا می روی

حسن کا تیرے ہے شہرہ خوبو
 دید بازوں کا ہے میلہ چارسو
 کیوں ہے پھر سیرچمن کی آرزو

اے تاشا گام و عالم روئے تو

تو کجا بہر تاشا می روی

جانِ جاں بلعِ اسد ہے نہادرست لے

ساتھ چلتا، گروہ ہوتا چاق و چست

تو دمِ رخصت جٹ بیٹھا ہے سست

ریدہٴ سعدی و دلِ ہمارا قت

تاناہ پنداری کہ تنہا می روی

محسبِ بغولِ ظہر

گھستے گھستے پاؤں میں زنجیرِ آدمی روگئی سرِ عجب پر قبر کی تیسرا آدمی روگئی

سب ہی پڑھتا کاشن کیوں تیرا لگا گئی پہننے کے قابل جب تری شیرِ آدمی روگئی

غم سے جانِ عاشق دلیکیرِ آدمی روگئی

بیٹہ رہتلے کے چشم پر خم اس کے رو برو کیوں کہا تو نے کہ بہرِ دل کا غم اکے رو برو

بات کرنے میں نکلتا ہے دم اس کے رو برو کہہ کے ساری حقیقت ہم نہا کے رو برو

ہمنشیں آدمی ہوئی تقریرِ آدمی روگئی

ملہ ماہ نامہ غائب: اگرچہ جوں۔ جولائی ۱۹۷۱ء بمقام انقوش۔ لاہور۔ نو بہرِ قلم۔ مجھے اس پر شبہ ہے۔

غائب نے نوید بانز اور تاجانِ جاں کے الفاظ کسی دوسری جگہ استعمال نہیں کئے۔

تو نے دیکھا مجھ کیسی بن گئی اے مازدار خواب و بیداری پہ کب تک آدمی کو اختیار
 مثل زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوا ہشیار کینچنا تھا کہ میں خواب میں تصور ہر بار
 جاگ اٹھا جو کبھی تصویر آدمی رہ گئی

غم نے جب گیر تو پا ہا ہم نے یوں اے نواز مستی چشم میرے چل کے ہریں چارہ ساز
 تو مدائے پاس جاگا تھا جو موز خواب نہانہ دیکھتے ہی اے تنگ تیری چشم نیم باز
 کی تھی پوری ہم نے جو تدبیر آدمی رہ گئی

اس بت مغرور کو ہو کیا کسی پرافات جس کے صن افزوں کی یہ تک ادنا ہے ہٹ
 ماہ فرنگی پہ گزری ہونگی رتیں پان ستا اس رخ روشن کے لگے ماہ یک ہفتہ کی ست
 تابش خورشید پر تنویر آدمی رہ گئی

تاجھے پہنائے کاش بنجہ بد بے گشتا میں ہاں فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں
 جز غم و رنج و الم گھانا ہے ہر اک بات میں کم نصیبی اس کو کہتے ہیں کہ میرے بات میں
 آتے ہی غاصبت اکیر آدمی رہ گئی

سب سے یہ گوشہ نڈر ہے گلے لگتا ہے آدمی کو کیوں پکارے بنگلے لگ جمارے
 سرے گر چادر آمارے ہے گلے لگ بلرے مانگ کیا بنیا سنوارے ہے گلے لگ جمارے
 وصل کی شب اے بت بے پیر آدمی رہ گئی

میں یہ کیا جانوں کہ وہ کس واسطے ہوں پھر گئے پر نصیب اپنا نہیں جاتا تائبوں پھر گئے

دیکھنا قسمت رہ آئے اور پھر یوں پھر گئے آگے آدمی اور میرے گھر سے وہ کیوں پھر گئے

کیا کشش میں دل کی اب تاخیر آدمی رہ گئی

ہاگیاں یاد آگئی ہے مجھ کو یاد کب کی بات کچھ نہیں کہتا کسی سے سن رہا ہوں سب کی بات

کس لئے تجھ سے چپاؤں ہاں وہ پرشوش کی بات نامہ بڑ جلدی میں تیرا وہ جو تھی مطلب کی بات

خط میں آدمی ہو سکی تحریر آدمی رہ گئی

ہو بجلی برق کی صورت میں ہے یہ بھی غضب ہاں چہ گھسنے کی تو ہر تکی فرصت ہمیشہ و طرب

شام سے آتے، تو کیا ابھی گذرتی رات سب پاس میرے وہ جہانے بھی تو لبدا و نصفت شب

بجلی آدمی صورتِ تقریر آدمی رہ گئی

تم جو فرماتے ہو دیکھا ہے خاتبہ شفقہ سر بہ نہ تجھ کو منع کرتے تھے کیا کیوں اسکے گھر

جان کی پاؤں ااں باتیں یہ سہا سچ ہیں مگر دل نے کی ساری غرائی لے گیا مجھ کو غمت سر

داں کے جانے میں مری تو قیر آدمی رہ گئی

مرثیہ

ہاں لے نفس یاد سحر! شعلہ فشاں ہو اے دجلہ خوں چشمِ ملاک سے رُاں ہو

لے دزمہ رقم لبِ بیٹی پہ فناں ہو اے ماتمیانِ شرِ مظلوم کہاں ہو

بگڑی ہے بہت بات جلتے نہیں بنتی

اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی

تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو ماتم میں شردیں کیسے میں سنا نہیں ہم کو
 گھر بھر نکلنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو
 یہ خرگ نہ پایہ جودت سے بپا ہے
 کیا خیزِ شبیر سے رتے میں سوا ہے

کچھ اور ہی عالم نظر آتا ہے جہاں کا کچھ اور ہی نقشہ ہے دلِ چشم و زباں کا
 کیسا فلک اور میر جہاں تاب کہاں کا ہو گا دلِ بیتاب کسی سوزِ تہاں کا
 اب مہر میں اور برق میں کچھ فرق نہیں ہے
 گزرتا نہیں اس روئے کو برق نہیں ہے

سلام

سلام اے، کہ اگر بادشاہ کہیں اس کو
 تو پھر کہیں کہ کچھ اس سے سوا کہیں اس کو
 نہ بادشاہ نہ سلطان، یہ کیا ستائش ہے
 کہو کہ خاصِ آلِ عبا کہیں اس کو
 خدا کی راہ میں شاہی دھندل کیسی
 کہو کہ رہیں راہِ خدا کہیں اس کو

خدا کا بندہ خداوندگار بندوں کا
 اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اس کو
 فروغ جو ہر ایسا حسین ابن علی
 کہ شمع انجمن کبریا کہیں اس کو
 کیل نبشش است ہے بن نہیں پڑتی
 اگر نہ شافع روز جزا کہیں اس کو
 مسیح جس سے کرے اخذ فیض جاں بخشی
 ستم ہے کشتہ تیغ جفا کہیں اس کو
 وہ جس کے مایتوں پر بے سبیل
 شبید تشنہ لب کر بلا کہیں اس کو
 عدو کی سمع رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات
 کہ جن وانس و ملک سب بجا کہیں اس کو
 بہت ہے پایہ گردِ روح حسین بلند
 بقدر فہم ہے گر کیا کہیں اس کو
 قطارہ سوز ہے یا تک ہر ایک ذرہ خاک
 کہ لوگ جو ہر تیغ قضا کہیں اس کو
 ہمارے ذرہ کی یا رب کہیں دوا نہ ملے

اگر نہ ورد کی اپنے دوا کہیں اس کو
 ہمارا منہ ہے کہ دیں اس کے حسنِ صبر کی داد
 مگر نبی و علیٰ مرتب کہیں اس کو
 زمامِ ناقہ کف اس کے میں ہے کہ اہلِ نقیہ
 پس از حسین علیٰ پیشوا کہیں اس کو
 وہ ریگِ تفت وادی پہ گام فرما ہے
 کہ طالبانِ خدا رہنا کہیں اس کو
 امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد
 پیادہ لے چلیں اور فاسزاکہیں اس کو
 یہ اجتہادِ عجب ہے کہ ایک دشمن دیں
 علی سے آ کے لڑے اور خطا کہیں اس کو
 یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ
 بُرا نہ مانتے گرمِ برا کہیں اس کو
 علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین
 کرے جو ان سے برائی بھلا کہیں اس کو
 بنی کا ہونہ جسے اعتقاد کا منہ ہے
 رکھے امام سے جو بنیض کیا کہیں اس کو

بھرا ہے غالب دل غصہ کے کلام میں درد
غلط نہیں ہے کہ خونیں نوا کہیں اس کو

سہرا

خوش ہواے بخت کہ ہے آج تم سے سر سہرا
باندھ شہزادہ جواں بخت کے سر پر سہرا
کیا ہی اس پاندھے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے
ہے تیرے حسنِ دل انروز کا زیور سہرا
سر پہ چڑھنا تجھے پھیلتا ہے پر اے طرفِ کلاہ
مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لبِ سہرا
ناؤ بھر کر ہی پردے گئے ہوں گے موقی
دور نہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا
سات دریا کے فراہم کئے ہوں گے موقی
تب بنا ہو گا اس انداز کا گز بھر سہرا
رخ پہ دو لہا کے جو گری سے پسینہ ٹپکا
جے رگبار گہر بار سراسر سہرا

یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبائے بڑے جائے
 رہ گیا آن کے رامن کے برابر سہرا
 جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز
 چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا
 جبکہ اپنے میں سادیں نہ خوشی کے مارے
 گوندے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیونکر سہرا
 رخ روشن کی دمک گوہر غلطان کی چمک
 کیوں نہ بھلا دے فروغ نہ وہ اختر سہرا
 تار نشیں کا نہیں ہے یہ رگ ابر بہار
 لائے گا تاب گراں باری گوہر سہرا
 ہم سخن نہم ہیں غالب کے طرندار نہیں
 دیکھیں اس سہرے سے کہہ دے کوئی بہتر سہرا

(۲)

ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں
 بزم شادی ہے فلک اکابکشاں ہے سہرا

ان کو لڑیاں نہ کہو، بھسری موبہیں سمجھو
ہے ترکشٹی میں لو لے بھسری راں ہے سہرا

③

چرخ نمک دھوم ہے نس دھوم سے آیا سہرا
چاند کا دائرہ لے زہرہ نے گایا سہرا
رنگ سے لڑتی ہیں آپس میں الجھ کر لڑیاں
باندھنے کے لئے جب سر پہ اٹھایا سہرا

مثنویات

①

مثنوی پتنگ

ایک دن مثل پتنگ کاغذی
لے کے، دل، سر رشتہ آزادگی
خود بخود کچھ ہم سے کنیا نے لگا
اس قدر ہلڑا کہ سر کھانے لگا
میں کہا: اے دل، بھڑکے دلبراں
بسکہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں

۱۔ جوامن علاقہ - حوش ۲۸۸ -

۲۔ لال تلے کی جھلکیاں: نامزد پر فراق صفحہ ۳۰ - تلے حوش ۲۸۸

پیچ میں ان کے نہ آنا زینہ پار
 یہ نہیں ہیں گے کسی کے یارِ غار
 گورے پنڈے پر نہ ان کے کو نظر
 کھینچ لیتے ہیں یہ ڈورے ڈال کر
 اب تو مل جائے گی ان سے تیری سانٹھ
 لیکن آہستہ کو پڑے گی ایسی گانٹھ
 سخت مشکل ہو گا سلجھانا تجھے
 قہر ہے دل ان سے الجھانا تجھے
 یہ جو محفل میں بڑھاتے ہیں تجھے
 بھول مت اس پر اڑاتے ہیں تجھے
 ایک دن تجھ کو اڑا دیں گے کہیں
 مفت میں ناحق کٹا دیں گے کہیں
 دل نے سن کر کانپ کر کھپا پیچ و تاب
 غوطے میں جا کر دیا کٹ کر جواب
 رشتہ درگزرِ نعم افگندہ دوست
 می بردہر جا کہ خاطر خواہ دوست نہ

(۲)

اشتہار پینج آہنگ

مژدہ اسے رہروان راہ سخن
 پایہ سخنان دستگار سخن
 طے کرو راہ شوق زودا زود
 آن پہنچی ہے منزل مقصود
 پاس ہے اب سواد اعظم نثر
 دیکھئے چل کے نظم عالم نثر
 سب کو اس کا سواد اور زانی
 چشم بنیش ہو جس سے نورانی
 یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا
 جلوۂ مدعا نظر آیا
 ہاں یہی شاہراہ دہلی ہے
 مطبع بادشاہ دہلی ہے
 منبع ہو رہی ہے پینج آہنگ
 گل وریبان دلا دلا رنگ رنگ

ہے یہ وہ ٹکشن ہمیشہ بہار
 بارور حبس کا سرو، محل ہے خار
 نہیں، اس کا جواب، عالم میں
 نہیں ایسی کتاب عالم میں
 اس سے انداز شوکتِ تحریر
 اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر
 مرحبا طرزِ نغزِ گفتاری
 حبتِ ادراس و راہِ انتشاری
 نثر مدحتِ سرے ابراہیم
 ہے معترف جوابِ پے تعلیم
 اس کے فقروں میں کون آتا ہے
 کیا کہیں، کیا وہ راگ لگاتا ہے
 تین نثروں سے کام کیا نکلے
 ان کے پڑھنے سے نام کیا نکلے
 ورزِ شہرِ قصہ کہن کب تک
 داستانِ شہ و کن کب تک

تاجکب ورسِ نثرِ طے کہیں
 تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن
 تھے ظہوری و عرفی و طالب
 اپنے اپنے زمانے میں غالب
 نہ ظہوری ہے اور نہ طالب ہے
 اسد اللہ خان غالب ہے
 قول حافظ کا ہے بجا اسے دوست
 ہر کراپنج روزِ نوبتِ ادب
 کل وہ سرگرم خود نمای تھے
 شمعِ بزمِ سخنِ سراۓ تھے
 آج یہ مسترداں معنی ہے
 بادشاہِ جہانِ معنی ہے
 نثر اس کی ہے کارنامہٴ راز
 نظم اس کی نگارنامہٴ راز
 دیکھو اس دستِ معانی کو
 سیکھو آئینِ نکستہٴ دانی کو

اس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا
 سینہ گنجینہ گھر ہوگا
 ہو سخن کی جسے طلب گاری
 کرے اس نسخے کی خریداری
 آج جو دیدہ ور کرے درخواست
 تین بھیجے روپے وہ بے کم و کاست
 منطیع جبکہ ہو چکے گی کتاب
 زر قیمت کا ہو گا اور حساب
 چار سے پھر نہ ہو گی کم قیمت
 اس سے یوں گئے کم نہ ہم قیمت
 جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے
 احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے
 وہ بہارِ ریاضِ مہرہ وفا
 جس کو کہتے ہیں عمدۃ الکما



میں جو ہوں درپے حصولِ شرف
 نامِ عاصی کا ہے غلامِ نجف
 ہے یہ قصہ حاصلِ تحریر
 کہ نہ ارسالِ زر میں ہوتاخیر
 چشمہٴ انطباعِ جاری ہے
 ابتداء سے ورقِ شعاری ہے

(۳)

مدح میکلوڈ

اے جہاں آفریںِ خدائے کریم
 صالحِ ہفت چرخ و ہفتِ تسلیم
 نامِ میکلوڈ جن کا ہے مشہور
 یہ ہمیشہ بصدِ نشاط و سرور
 عمرو دولت سے شادمان رہیں
 اور غالب پہ مہربان رہیں

قادر نامہ

جس نے قادر نامہ سارا پڑھ لیا

اُس کو آمد نامہ کچھ مشکل نہیں

عنایب

قادر، اللہ، اور یزداں ہے خدا
 ہے نبی مرسل پیغمبرِ مٹا
 پیشوائے دیں کرکتے ہیں امام
 وہ رسول اللہ کا مقام
 ہے صحابی دوست خالص تابع
 جمع اس کی یاد رکھو اصحاب ہے
 بندگی کا مان حب و ت نام ہے
 نیک بختی کا سعادت نام ہے
 کھونا افطار ہے اور روزہ صوم
 لیل یعنی رات، دن اور روزیوم
 ہے صلوٰۃ اسے مہرباں اسم نماز
 جس کے پڑھنے سے ہوا رضیٰ بے نیاز
 جا نماز اور پھر مصلیٰ ہے وہی
 اور سجادہ بھی گویا ہے وہی
 اسم وہ ہے جس کو تم کہتے ہزنام
 کعبہ، مکہ وہ جو ہے بیت الحرام

گرد پھرنے کو کہیں گے ہم طواف
 بیٹھ رہنا گوشے میں ہے اعتکاف
 پھر فلک چرخ اور گردوں اور پہر
 آسماں کے نام ہیں اسے رشکِ مہر
 مہر سورج، چاند کو کہتے ہیں ماہ
 ہے محبت مہر، لازم ہے نبیاء
 عرب پچھم، اور پورب شرق ہے
 ابر، بدلی اور بجلی، برق ہے
 آگ کا آتش اور آذر نام ہے
 اور انگارے کا احنگز نام ہے
 تیغ کی ہندی اگر تلوار ہے
 فارسی پگڑی کی بھی کستار ہے
 نیولا راسو ہے اور طاؤس مور
 کبک کو ہندی میں کہتے ہیں چکور
 غم ہے مٹکا اور ٹھلیا ہے سبُو
 آب پانی، بحیرہ دریا، نہر جو

چاہ کو ہندی میں کہتے ہیں کنواں
 دود کو ہندی میں کہتے ہیں دھواں
 دودھ جو پینے کا ہے وہ شیر ہے
 غل لڑکا اور بوڑھا پیر ہے
 سینہ چھاتی، دست ہاتھ اور پائے دل
 شاخ، شہنی، برگ، پتا، سایہ چھاؤں
 ماہ، چاند، اختر ہیں تارے، رات شب
 داست دندان، ہونٹ کو کہتے ہیں لب
 استخوان ہڈی ہے اور ہے پوست کھال
 سگ ہے کتا اور گیدڑ ہے شغال
 تل کو کھنجر اور رخ کو گال کہہ
 گال پر جو تل ہو اس کو خال کہہ
 کینکڑا، سرطاں ہے کچھوانگ پشت
 ساق پنڈلی، فارسی منشی کی مش
 ہے شکم پیٹ اور بئل آغوش ہے
 کہنی ارنج اور کندھا دوش ہے

ہندی میں عقرب کا بچھو نام ہے
 فارسی میں جھوں کا ابڑ نام ہے
 ہے وہی کژدم جسے عقرب کہیں
 نیش ہے وہ ٹونک جس کو سب کہیں
 ہے لڑائی حرب اور جنگ ایک چیز
 کعب ٹٹھا اور شتانگ ایک چیز
 ناک بینی، پرہ نتھنا، گوشش کان
 کان کی لوند ہے اے مہربان
 چشم ہے آنکھ اور مرگاں ہے پلک
 آنکھ کی پشتی کو کہتے نرڈمک
 منہ پہ گر خجری پڑے آژنگ جان
 فارسی چھیکے کی تو آونگ جان
 متہ آرخ اور چپالا آبلہ
 اور ہے دای جنائی، قابله
 اونٹ اشتر اور اشتر سیبہ ہے
 گوشت ہے لحم اور چربی پیسہ ہے

ملہ عجز خانہ جسے بچھو کہیں سوکنا بت ہے۔

ہے زرخ ٹھوڑی گلا ہے خنجر
 سانپ ہے مار اور جھینگڑ خنجر
 ہے زرخ ٹھوڑی ذقن بھی ہے وہی
 تھاد ہے چیل اور زعن بھی ہے وہی
 پھر فلیواں اس کو کہے جو ہے چیل
 چیتھی ہے مور اور ماتھی ہے پیل
 لڑھی روپاہ اور آہو ہرن
 شمس سورج اور شعاع اس کی کرن
 اسپ جب بندی میں گھوڑا نام پائے
 تازیانہ کیوں نہ کوڑا نام پائے
 گڑبہ بلی، موش چوہا، دام جال
 رشتہ تانگا، جامہ کپڑا، قحط کال
 خرد گدھا اور اس کو کہتے ہیں الاغ
 دیگ داں چر لھا جے کہتے اجاغ
 ہندی چڑیا، فارسی کنیشک ہے
 میٹنگی جس کو کہیں وہ پٹشک ہے

تاج ہے بھائی ترے کی فارسی
 اور تیرا ہے لڑے کی فارسی
 نام کڑی کا نکلاش اور عکبوت
 کہتے ہیں مچھلی کو ماہی اور حوت
 پشتہ مچھتر اور مچھتی ہے مگس
 آشیانہ گھونٹلا پخیر قفس
 بھیڑیا گرگ اور بھری گوسپند
 میش کا ہے نام بھیڑیائے خود پسند
 نام گل کا پھول، شبم اوس ہے
 جس کو نفتارہ کہیں وہ کوس ہے
 سقف چمت ہے سنگ پتھر اینٹ خشت
 جوڑا ہے اس کو ہم کہتے ہیں نشت
 خارا کاٹا، داغ دھبہ، نذر راگ
 سیم چاندی مہس ہے تانا بخت بھاگ
 زر ہے سونا اور زر گر ہے شمار
 موز کیلا اور گکڑی ہے خیاز

ریش دارِ حسی موچھ سہلت اور بُروت
 احمق اور نادان کو کہتے ہیں اُدت
 زندگانی ہے حیات اور مرگ موت
 شوی خاوند اور ہے انباغ سوت
 جملہ سب اور نصف آدھا ربیع، پاؤ
 صرصر آندھی، سیل نالا، بادِ باؤ
 ہے جراحت اور زخم اور گھاؤ ریش
 بھینس کو کہتے ہیں بھائی گاؤ میش
 ہفت سات اور ہشت آٹھ اور پینٹین
 سی اگر کہتے تو ہندی ان کی تین
 ہے چہل پالیس اور پنجہ پچاس
 ناامیدی یا اس اور امید اس
 دوش کھل کی رات اور امروز آج
 آروہ آٹا اور عندہ ہے اتاج
 چاہتے ہیں ماں کو ماں اور جاننا
 اور بھائی کو برادر جاننا

پچا وڑا، بیل اور درانتی، اس ہے
 فارسی کاہ اور مہندی گھاس ہے
 سبز ہو جب تک اسے کہئے گیہاہ
 خشک ہو جاتی ہے تب کہتے ہیں کاہ
 چکس، پڑیا کیسہ کا تفصیلی ہے نام
 فارسی میں دھپتے کا سیلی ہے نام
 اخلگندو جھنڈنا نیسرو ہے زور
 باد فرا پھر کی ہے اور ہے دزد چور
 انگبیں شہد اور حمل ہے اے عزیز
 نام گو ہیں تین پر ہے ایک چیز
 آٹھل اور آروغ کی مہندی ڈکار
 مے شراب اور پینے والا میگسار
 روتی کو کہتے ہیں پندہ سن کھو
 آم کو کہتے ہیں انسہ سن کھو
 غمانہ گھر ہے اور کوٹھشام ہے
 قلعہ وڑا، کھائی کا خندق نام ہے

ہے بنولا پسندہ دانہ لا کلام
 اور تربز ہندوانہ لا کلام
 گرد ریچہ فندسی کھڑکی کی ہے
 سرزنش بھی فندسی بھڑکی کی ہے
 ہے کہانی کی فاندہ فندسی
 اور شعلے کی زبانہ فندسی
 نعل در آتش اُسی کا نام ہے
 جو کہ بے چین اور بے آرام ہے
 پست اور متوکو کہتے ہیں سویت
 ژرف اور گہرے کو کہتے ہیں عمیق
 تار ، تانا پود ، بانا ، یاد رکھ
 آزمودن آزماتا یاد رکھ
 بوسہ مچتی ، چاہنا ہے خواستن
 کم ہے اندک اور گھٹانا کاستن
 خوش رہو ہنسنے کو خندیدن کہو
 گرد و دُڈرنے کو ترسیدن کہو

ہے ہراسیدن بھی ڈزنا کیوں ڈرو
 اور جنگلیدن ہے لڑنا کیوں لڑو
 ہے گزرنے کی گزشتن فارسی
 اور پھرنے کی ہے گشتن فارسی
 وہ سردوں ہے جسے گانا کہیں
 ہے وہ آوردن جسے لانا کہیں
 زیستن کو جان من جینا کہو
 اور نوشیدن کو تم پینا کہو
 دوڑنے کی فارسی ہے ہفتن
 کھینے کی فارسی ہے ہاختن
 دوختن سینا نوریدن پھاڑنا
 کاشتن بونا ہے رقتن جھاڑنا
 کاشتن بونا ہے اور کشتن بھی ہے
 کاتنے کی فارسی رشتن بھی ہے
 ہے ٹپکنے کی چکیدن فارسی
 اور سُفنے کی شنیدن فارسی

کوزنا جستن ، بُریدن کاٹنا
 اور لیسیدن کی ہندی چاشنا
 ویکھنا دیدن ، رمیدن بھاگنا
 جان لوبیدار برون جاگنا
 آمدن آنا ، بسنا ناساختن
 ڈالنے کی فارسی انداختن
 سوختن ، جلنا چمکنا تافتن
 ڈھونڈنا جستن ہے پانا یافتن
 باندھنا بستن ، کشا دن کھولنا
 داشتن رکھنا ہے سُختن ترنا
 تولنے کو اور سنجیدن کہو
 پھر خفا ہونے کو رنجیدن کہو
 فارسی سونے کی خفتن جانتے
 منہ سے کچھ کہنے کو گفتن جانتے
 کھینچنے کی ہے کشیدن فارسی
 اور اُگنے کی دمیدن فارسی

اُدنگھٹا پُچھو، غنّون جان لو
 مانجھنا چاہو، زدودن جان لو
 ہے تھلم کا مٹاری میں خامنم
 ہے غزل کا مٹاری میں چامدنام
 کس کو کہتے ہیں غزل ارشاد ہو
 ہاں غزل پڑھتے سب تو گریا دہو



صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا
 جمعہ کے دن وعدہ ہے دیدار کا
 وہ چڑاوے باغ میں میوہ چھے
 پہچاند جانا یاد ہو دیوار کا
 پُل ہی پر سے پھیر لاتے ہم کو لوگ
 ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا
 شہر میں پھڑکیوں کے میلے کی جے خدم
 آج عالم آور ہے بازار کا

لال ڈگتی پر کرے گا جا کے کیس
 پگل پہ چل ، ہے آج دن اتوار کا
 گرنہ ڈر جاؤ تو دیکھ لاؤں تمہیں
 کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا
 واہ بے لڑکے پڑھی اچھی غزل
 شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا



لوشنر کل کا سبق آج بوقت
 پوزی انار اور ڈی پادوم
 پھلنی کو غریباں و پرویزن کہو
 چھید کو تم رشتہ اور وزن کہو
 چہ کے معنی کیا ، چہ گویم کیا کہوں
 من شوم خاموش ، میں چپ ہم وہوں
 باز خواہم رفت میں پھر جاؤں گا
 نان خواہم خورد ، روٹی کھاؤں گا
 فارسی کیوں کی چرا ہے ، یاد رکھ
 اور گھنٹے کی درا ہے ، یاد رکھ

دشت ، صحرا اور جنگل ایک ہے
 پھر سہ شنبہ اور منگل ایک ہے
 جس کو ناداں کہتے وہ انجمن ہے
 فارسی بیگن کی بادنجمن ہے
 جس کو کہتے ہیں جمائی ناز ہے
 جو ہے انجمنائی وہی خمیازہ ہے
 یارہ کہتے ہیں کڑے کو ہم سے پوچھ
 پاڑہ ہے تالار ، اک عالم سے پوچھ
 جس طرح گھنے کی زیور فارسی
 اس طرح ہنسی کی پرگر فارسی
 پھر کی جمائی فارسی زنبور ہے
 دسپنا انبر ہے اور انبور ہے
 فارسی آیتہ ہندی آری
 اور ہے کنگھی کی شانہ فارسی
 ہینگ انگوزہ ہے اور ارزیر رنگ
 ساز باجا اور ہے آواز بانگ

زوجہ جورو ، میزنہ ، بہنوئی کو جان
 خشم غصہ اور بد خوئی کو جان
 لوہے کو کہتے ہیں آہن اور حدید
 جوئی ہو چیز اسے کہتے جدید
 ہے نوا آواز سامان اور اول
 نرخ ، قیمت اور بہا یہ سب ہیں مل
 سیر بسن ترُب مولیٰ ترہ ساگ
 کما بخور ، برخیز اٹھ ، بگریز بھاگ
 روتی کی پونی کا ہے پاعٹہ نام
 دُک تھکے کو کہیں گے لا کلام
 گیتی اور گیہان ، دنیا یاد رکھ
 اور ہے نذاف دُنیا یاد رکھ
 کوہ کو بندی میں کہتے ہیں پہاڑ
 فارسی گچن ہے اور ہندی ہے بھاڑ
 تکیہ بالش اور بچھونا بستر
 اصل بستر ہے سبھ لو تم ذرا

بستر بولیں سپاہی اور فقیر
 ورنہ بستر کہتے ہیں برنا دیر
 پیر بوڑھا اور برنا ہے جواں
 جان کو البستہ کہتے ہیں رواں
 اینٹ کے گارے کا تام آزند ہے
 ہے نصیحت بھی وہی جو پسند ہے
 پند کو اندرز بھی کہتے ہیں ہاں
 ارض ہے پر مرز بھی کہتے ہیں ہاں
 کیا ہے ارض اور مرز تم سمجھتے نہیں
 عشق گردن اور پیشانی جبین
 آس چکی، آس یہ مشہور ہے
 اور فوٹل چھالیہ مشہور ہے
 ہانسی نے اور جلاجل جھانجھ ہے
 پھر ستر دن اور عقیقہ بانجھ ہے
 کمل سرمہ اور سداۓ میل ہے
 جس کو جھولی کہتے وہ زنبیل ہے
 پایا قاذمہ نے آج اختتام
 اک غزل تم اور پڑھ لو دالسلام



شعر کے پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں
 مانتا لیکن ہمارا دل نہیں
 علم ہی سے قدر ہے انسان کی
 بے وہی انسان، جو جاہل نہیں
 کیا کہیں کھائی ہے حافظہ جی کی مار؟
 آج ہنستے آپ جو کھل کھل نہیں
 کس طرح پڑھتے ہوڑکڑک کر سبق
 ایسے پڑھنے کا تر میں قاتل نہیں
 جس نے "قادر نامہ" سارا پڑھ لیا
 اس کو آمد نامہ کچھ مشکل نہیں ملے

رباعیات

①

ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا
میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ
ممکن نہیں یک زباں و یک دل ہونا
ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا

②

سامان ہزار جستجو، یعنی دل
پشت و رخ آئینہ ہے دین کرنا
ساعش گش خونِ آرزو، یعنی دل
منظور ہے دو جہاں سے تو یعنی دل

③

اے کاش بتاں کا خیزینہ شگاف
اک تیرا گارہ کہ تار و زر سے چند
پہلوئے حیات سے گزر جانا مساف
رہیے رشتہ گدائی سے معاف

④

اے کثرتِ فہم بے شمار اندیشہ
یک قطرہ خونِ دعوتِ مدِ شتر
ہے اہلِ خرد سے شرِ مسارا اندیشہ
یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ

⑤

دلِ سوئے جنوں سے جلوہ منظر ہے آج
یک تارِ نفس میں جوں طائرِ متلاع
نیز نگہِ زمانہ، فتنہ پرور ہے آج
ہر پایہ دلِ برنگِ دیگر ہے آج

- ۶) گرجو ہر امتیاز ہوتا بسم میں
میں نام دہکے، کیننگ نعت شعبدہ
رسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں
یہ چور پڑا ہے خائنہ خاتم میں
- ۷) مشکل ہے زب کلام میراے دل
آسان کہنے کی کرتے ہیں فرانش
ہوتے ہیں ملول اس کو سنکر مابل
"گویم مشکل، و اگر نہ گویم مشکل"
- ۸) اے روشنی دیدہ شہاب الدین خاں
ہوتی ہے تراویح سے فرست کشتک
کشتا ہے بناؤ کس طرت سے میضان؟
نستے ہو تراویح میں کتنا قسراں؟
- ۹) اے نشی غیرہ سر سخن ساز نہ ہو
آواز تری نکلی اور آواز کے ساتھ
عصفر ہے تو مقابل باز نہ ہو
لامتی وہ لگی کہ جس میں آواز نہ ہو
- ۱۰) جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری
دہری کیونکر ہو جو کہ ہو دے صوفی
کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری
شیعی کیونکر ہو ماورا النہر ہی
- ۱۱) رقتے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے
عاجی کلو کو دے کے میرے جواب
ثاقب: حرکت یہ کی ہے جیجا تم نے
غالب کا پکا دیا کلیجا تم نے؟
- ۱۲) اصحاب کو جو کہ اسزا کہتے ہیں
بصحا تھا بنی نے ان کو اپنا ہمدوم
ہے ہے نہ کہو کسے برا کہتے ہیں
سبھی تو ذرا دل میں کر کیا کہتے ہیں؟

۱۔ عمدہ منتخبہ (خطی)۔ لیکن نسخہ (ق) میں "سوی سن کے سے سنوران کامل سے منہ اردو"۔
۲۔ لفظ "نہی"۔ مثلاً جو سعادت ملی تھی۔ یا کار غائب۔ مثلاً "شہ اردو کے مسئلہ"۔
۳۔ ایران صاحب، ایک نام

- ۵) ان دلقز بهیوں سے نہ کیوں اس پر پیار آئے
 - ۶) خوشی مرنے کی کیا جینے کا عزم کیا
 - ۷) وصل میں سحر کا ڈر یاد آیا
 - ۸) کونئی اس کا جواب کیا لکھا
 - ۹) نظام الدین کو خسرو سراج الدین کو غائب
 - ۱۰) کونئی اس کا جواب دو صاحب
 - ۱۱) نیا و عشق غریب سوزِ اسباب ہوس بہتر
 - ۱۲) غلامے میں بھی چاہوں ازرہ ہیر
 - ۱۳) یاد آیا جو وہ کہتا کہ نہیں واہ غلط
 - ۱۴) ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک
 - ۱۵) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام

- (۱۶) ہم ہنزدہ جس دن سے گرفتار ہلا گیا
 - (۱۷) کپڑوں میں جوئیں غیروں کے مائلوں کو سواپ سے
 - (۱۸) تم سلامت رہو قیامت تک
 - (۱۹) دولت و عز و جاہ روز افزوں
 - (۲۰) تم سلامت رہو قیامت تک
 - (۲۱) نرم و دام اپنے پاس کہاں؟
 - (۲۲) چیل کے گھونسلے میں ماں باں سے
 - (۲۳) کروں کیا اگر یاں گرے ہیں مکاں سے
 - (۲۴) میں جولا نہیں تجھ کو لے میری ہاں
 - (۲۵) شمع ساں میں تہ دامناں بجاتا ہوں
 - (۲۶) محفل شمع حذراں میں جو آتا ہوں
 - (۲۷) بندہ خدا کا از رحمت کا غلام ہوں
 - (۲۸) میں قائل خدا و نبی و امام ہوں
 - (۲۹) مرے سر سے کالی بلا بندھتی ہیں
 - (۳۰) جو عشوق زنت و دوتا بانہ دھتے ہیں
 - (۳۱) سر پر دازدہ آتش کردہ تاب نہیں
 - (۳۲) نغمہ سوزش دل در غور عتاب نہیں
 - (۳۳) آج بیداری میں ہے خواب زلیخا مجھ کو
 - (۳۴) دیکھتا ہوں اسے تھی جس کی تمنا مجھ کو

۱۔ آبجیات مثلاً ۲۔ مکاتیب مثلاً ۳۔ آبجیات مثلاً ۴۔ غصہ ہشتیہ مثلاً
۵۔ عمدہ منتخبہ قلمی ۶۔ نقوش نو بہرہ کش ۷۔ بارغ ہیرہ نقوش نو بہرہ کش
۸۔ میرے خیال میں یہ خزانہ فریضی ہے جو ان طرف سے ماہ نو فروری ۱۳۳۵ء میں شائع ہوئی۔
۹۔ عمدہ منتخبہ قلمی

- (۳۱) شمشیر صاف دیا یہ جز ہر اب دادہ ہو
رو خط سہزادی کے بر خوار سادہ ہو
- (۳۲) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے شیخ جی
کیسے میں کیوں دبا میں نہ ہم بھی کیوں
- (۳۳) نتیجہ اپنی آہوں کا ہے شکل مستوی پورا
ہیوں صورت کا بوس پر خوب گریں کیوں
- (۳۴) ہنستے ہیں دیکھ دیکھ کے سبنا توں بے
یہ رنگ نہ دے چہ زعفران بے

(۳۵)
نہاتی تھیں شمر کی بیگم تنہا آیا ہو
دودھ میں بچے تھے شلغم تنہا آیا ہو

- (۳۶) ماہ نوہوں کہ فلک بزم سکھاتا ہے مجھے
عمر ہر ایک ہی پہلو پہ سلاتا ہے مجھے
- (۳۷) طرز بدیل میں رنجستہ لکھنا
اسد اللہ خاں اقامت ہے
- (۳۸) ذمہ دل تم نے کھایا ہے کہ جی جانے ہے
ایسے ہنستے کو رلایا ہے کہ جی جانے ہے
- (۳۹) اگر ہوتا تو کیا کہتے یہ کہتے
نہ ہونے پر یہ باتیں ہیں دہن کی

۱۰۰ عدد منتخبہ نقلی۔ ۱۰۰ سراپا سخن ۱۰۰ ۱۰۰ رسالہ طوفان ۱۰۰ ۱۰۰
نقوش نو میر ۱۰۰ ۱۰۰ عدد منتخبہ ۱۰۰ ۱۰۰ فردی ۱۰۰ ۱۰۰ عدد منتخبہ نقلی۔
۱۰۰ عدد ہندی ۱۰۰ ۱۰۰ عیار الشعراء

آج مجھ سا نہیں بنام ٹٹنے میں کوئی ۳۵
پھر بھی جی چاہتا ہے اور وہں بنام ابھی ۳۵

بتو تو بہ کرو تم کیا بوجب ادب آتا ہے ۳۶
تو رست ساحیں بکے سر باز آتا ہے ۳۶

صبا نگاہ طمانچہ طرٹ سے طیل کے ۳۷
کہ رستے غنیمت گل سوئے آشیان پھر جائے ۳۷

حالت ترے عاشق کی یاب آنہی ہے ۳۸
اعضا شکنی ہو چکی اب جاں شکنی ہے ۳۸

جو حمد تقویٰ ادا نہ ہووے تو اپنا مذہب یہی ہے غالب ۳۹
ہوس نہ رہ جائے کوئی باقی گناہ کیجئے تو خوب کیجئے ۳۹

درا کر زور سینے پر کہ تیغ پر ستم نکلیے ۴۰
جو وہ نکلیے تو دل نکلیے جو دل نکلیے تو دم نکلیے ۴۰

لشکر دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم ۴۱
شبہم اس بارغ میں جب آئے رزگراں آئے ۴۱

پھر مرتبہ بڑھایا مرا نفیٰ بغیر نے ۴۲
آیا ہر اک مکان نظر لامکان مجھے ۴۲

۱۵ ماہ نومبر ۱۹۵۰ء حیدرآباد ۱۵ بارغ ہر نقوش نومبر ۱۵
۱۵ گلزار سخن نقوش نومبر ۱۵ دیوان غالب: ۱۵ دم ۲۹ ۱۵ ایضاً

دل آپ کا کہ دل میں ہے جو کچھ سب کا
(۴۳) دل بیچے مگر مرے ارماں نکال سکے

زرا فشاں مانگ ہے اور سبز اس پر اک دوشالا ہے
(۴۴) غضب یہ ہے پر طائوس میں کالے کر پالا ہے

بجا ہے خبریں اگر چھوڑ دتی ج کو چلی
(۴۵) شلے نو سر چرے کھلے بتی ج کو چلی

رد ز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے
(۴۶) کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کیا ہوتا ہے

سجد کے زیر سایہ اک گھر بنالیا ہے
(۴۷) یہ بندہ گمینہ ہمایہ خدا ہے

آج بختہ کا دی ہے آؤ گے
(۴۸) یا فقط رستہ ہمیں دکھلاؤ گے؟

مزا تو جب ہے کراے آؤ مار ساہم سے
(۴۹) وہ خود کہے کہ بتا تیری آرزو کیا ہے

تخریر ہے یہ غالب یزداں پرست کی
(۵۰) تاریخ اس کی آج نویں ہے گت کی

۱۔ درمغان غالب ۲۵۵ء دیباچہ استائے بے خبر۔ ۲۔ غرضی ۳۱۰۔

۳۔ خطوط ہمیشہ ۶۴۔ ۴۔ یارک غالب۔ ۵۔ غرضی ۳۱۲۔ ۶۔ ایضا

۷۔ ایضا۔

مصرعے

(۱) معلوم ہوا خیر کر ٹھینگا با جا ۛ
 (۲) خوشنودی احباب کا طالب غالب ۛ
 (۳) جو یائے حال دہلی والو سلام نو ۛ
 (۴) گونہ ملتے تھے پر اک شہر میں تو رہتے تھے ۛ
 (۵) کھانا نہ اڑھیں کر یہ برائے ہیں آم ۛ
 (۶) دیکھئے کیا جواب آتا ہے ۛ
 (۷) یہ ضبط نہیں تو اور کیا ہے ۛ

دم واپسیں بر سر آہ ہے عزیز اب اللہ ہی اللہ ہے

ۛ لے اردو کے سن ۱۳۷۴ م - ۛ مخطوط غالب لاہور مکتب - ۛ اردو کے
 سن ۱۳۷۲ م اردو نے سن ۱۳۷۱ م - ۛ احوال غالب جلد ۱ ۛ یادگار غالب ص ۱۳۱

نوٹ: ایڈیٹر ماہ لوگراجی (فروری ۱۹۹۲) نے شمس القمر فردوس العین الخیری
 سے مرزا غالب کا غیر مطبوعہ کلام طلب کر کے چار جمل اور غیر موزوں تقریب
 شائع کی تھیں۔ الخیری صاحب کی مرسلہ غزلوں کے چار مصرعے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ گر کہہ دی جاں شرح تو کہتے ہیں بیاں کیجے جدا

۲۔ جو پیش سیل مروجہ دام ہے برکت ساعل کا

۳۔ شیرازہ سخی ازار ہی ہے شمشاد العزاد بیت

۴۔ دل چاہو بد و نہیں جسے حاجت نقاب نہیں

فهرست اشعار

- ۱۰ نہ بھولا اضطراب دم شماری آنتکار اپنا
۱۹ غور پرستی سے کہے پا ہمد گرنا آشنا
۲ کہ اندازِ جنوں معطیہ بی بسمل پسند آیا
۱ جنوں گرم آنتکار و نالہ بیتیائی کند آیا
۱ دل کے پردے میں جگر یاد آیا
۲۲ وصل میں بجسہ کا ڈر یاد آیا
۳۳ شہب کہ دل زخمی عرض و جہاں تیرا
۳۷ معلوم ہوا خیر کہ شہب کا ہا
۳۳۸ رنگ نے آئینہ اکھوں کے مقابل بانجا
۹ شہب اختر قدحِ معیش نے عمل بانجا
۷ ہے تنگ زدا ماندہ شدن حوصلہ پا
۳۱ حضورِ حضورِ زنجیرِ یک دلِ صلا پایا
۵ آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا
۴ درین کے کیوں جن رشتہ زیریں پایا
۲۶ بھر سے گئے ہوئے موی کے سناں پیدا
۳۲۲ سوگد : باغِ بین وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا
۳۳ گرفتاری میں قربانِ خط تھیر ہے پیدا
۲۰ سات جلدوں کا پارسل پہنچا
۳۲۲ آسمانِ مظلہ جس میں یک کن سیلاب تھا
۱۰ شہب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دلِ قیاس تھا
۹ یاد روز سے کہ نفس در گرو یا لب تھا
۳۰ عالمِ جہاں بمرضِ بساط و جود تھا
۱۴ تنگی رفیقِ رہ متی عدم یا جود تھا
۴ کس کا خیال آئینہ آنتکار تھا
۱۴ شہب جنوں کو وقتِ تپش و رمی دود تھا
۱۷ شہب کہ وہ مجلسِ فرد و غوثِ ناموس تھا
۲۲ خود آما و شہب چشمِ پری کے گل وہ بخت تھا
۲۵ داغِ گرم کو کششِ ایسا دوا لڑا تازہ تھا
۱۳ راتِ دلِ گرم خیالی جلوۂ مایا نہ تھا
۳۱ بسکہ جوشِ گریہ سے زیر و زبور نہ تھا
۳۲ قادرِ اللہ اور یزدان ہے خدا
۳۳ کہ فردی کو نہ بدلتے ہوئے کھنکھیا
۳۳۳ دلی قیاب کہ سینے میں دم چند رہا
۳۹۱ بہ بہر نامہ جو بس گلِ پیام رہا
۴۳

- ۳۳ کرے گر حیرت نگارہ طوفاں نکلت گئی کا
 ۳۴ دوشی بن ستیا دے ہم دغودوں کو کیا ہم کیا
 ۳۵ خوشی جینے کی کیا مرنے کا ہم کیا
 ۳۶ بے تحفہ داغ مر، مہر و ماں بھل جائے گا
 ۳۷ ہیر و مرشد صاف کیجئے گا
 ۳۸ آفت نہ کی گوسونڈ دل سے بے مایاں گیا
 ۳۹ رونما جو بے گناہ تو بے مذر من گیا
 ۴۰ بسکہ عاجز نارسائی سے کہہ تر ہو گیا
 ۴۱ روزی کی طرح، دید کا آزر رہ گیا
 ۴۲ کتنی اس کا جواب کیا نکلتا
 ۴۳ زمیں کو صلی استاد ہے نقش قدم میرا
 ۴۴ غلوت آبلہ پا میں ہے جولاں میرا
 ۴۵ کارخانے سے جنوں کے بھی میں حراں بھلا
 ۴۶ لاکھ پروے میں چھپا پر وہی حریاں بھلا
 ۴۷ بہ شعل آتھلا مہر شاں و غلوت خب! ہا
 ۴۸ ہماں جو ہر آئینہ ازویرانی دل کا
 ۴۹ نزاکت ہے فنون دعویٰ کا شجہ کستن کا
 ۵۰ قطرہ مے بیک حیرت سے نفس پرورد ہوا
 ۵۱ وردہ اجم حق سے دیدار مزم حاصل ہوا
 ۵۲ سفر آئینہ جولاں گ طوطی نہ ہوا
 ۵۳ ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا
 ۵۴ یاں عرضہ تمیزنا بسل نہیں رہا
 ۵۵ خراب کو چاہئے کے میں قابل نہیں رہا
 ۵۶ شعلہ عشق کو پتار و ساماں سمجھا
 ۵۷ چراغ تک دھوم ہے کن موم سے آیا پہلا
 ۵۸ خوش ہر لب بخت کہ ہے آتی تے سرسہرا
 ۵۹ بزم شادی ہے فلک کا بخشاں ہے ہر
 ۶۰ ایک گام بے خودی سے زلیں بہار صحر
 ۶۱ عدم کو لے گئے دل میں خباں صحر
 ۶۲ بہرین شرم ہے باوصف شہرت تمام کا
 ۶۳ مومے آتش ویدہ ہے ہر مقلد یاں ذخیر کا
 ۶۴ یہ میکدہ خراب ہے مے کے سرخ کا
 ۶۵ زمیں خوں گشتہ رشک و فقا خون بس کا
 ۶۶ ہر سنج شور انگستاں کا
 ۶۷ قصود ہوں بے موجب آزد و گان کا
 ۶۸ کیا کس شوخ نے ناز از سر نیکیں نشستن کا
 ۶۹ سیر آنسوئے قاشا ہے طلب گاروں کا
 ۷۰ حیات سے زمیں ٹوٹا ہے دل بیدار نیکیں کا
 ۷۱ طاقوس درد کا ب ہے ہر فردہ آہ کا
 ۷۲ بہار رنگ خوں گل ہے سالی اشکباری کا
 ۷۳ بحیب ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہنمائی کا
 ۷۴ ہر چیمپ آزد و پنہاں ہے حاصل دل ربائی کا

(ب)

- ۴۴ بکے سے نیو نہ میراں، جوں بیاہاں خراب
۴۵ وئی اس کا جواب دو صاحب
۴۶ نوشہرہ کی احباب کا خطاب غائب
۴۷ غلام الدین کو شہر و سراج الدین کو غائب
۴۸ ہے بہاراں میں خزاں پر و خیال عزیز
۴۹ ن کہا آتی نہیں اب کیوں حدائے عزیز

(ت)

- ۴۶ م زنی سوہ ہے، بزم تجلی ناز و دست
۴۷ تاہوں بہرہ، سب کی اشعہ ہر گشت
۴۸ دوست ارباب بہت سلامت

(ث)

- ۵۰ دو شمع سستہ گل بزم سائے عیث
۵۱ نہ عطف عشق با صفت توانا عیث

(ج)

- ۵۲ بش گل برگ سے گل کے لب کو اختلاج
۵۳ سوہ جزوں سے جلوہ منظر ہے آج
۵۴ شن میں بند و دست ہنسی و دگر ہے آج

(ح)

- ۵۲ ہیں نہ ناز و دست جیب ویرہ کینی
۵۳ بر لب خار مرے آیتھے سے جوہر کینی
۵۴ قلع سفر رتی و آرام قناری

(ح)

- ۵۵ دعویٰ عشق بتاں سے بدعت ن گل برج

(د)

- ۵۶ بے خطر جیتے ہیں ارباب ریام سے بعد
۵۷ تو بیت فطرت اور خیال ہوا بند
۵۸ حسرت و سنگ و پائے تحمل تا چند
۵۹ بکے وہ پاکو بیاں و پرودہ دشت میں یاد
۶۰ بہ کام دل کریں کس طرح گڑاں فریاد

(س)

- ۶۱ دیا یادوں نے بیہوشی میں دریاں کا فربہ آخر
۶۲ یا آیتھے نے حزن پر عطی پر چنگ آخر
۶۳ نیا ز عشق خرمن سوڑا سبب ہوس بہتر
۶۴ منوں یک دلی سے لذت پیدا دشمن پر

دشت الفت میں ہے خاک کشنگان مجھ میں دس ۷۱
 رہا ہے زور سے اب ستارہ بار برس ۲۷۷
 کب فیضوں کو رسائی بہت میسر کے پاس ۷۱
 کتا ہے بیاو بہت رنگیں دل ایوس ۷۳

(ش)

ہر اقصیم سنی ہے ہونہ گرو سواد آتش ۷۴
 ز جوش اقدال نفس دیکھیں بہار آتش ۷۴

(ط)

یاد آیا جود کہنا کہ نہیں واہ غلط ۲۲۳

(ع)

شعلہ آواز خواباں پر ہے جنگیم سماج ۷۵
 ترے رز نے سے غا بر ہے تا قرانی شمع ۷۶

(غ)

بیلوں کو دور سے کتا ہے منہ بار بار غ ۷۷
 عشاق اشک چشم سے دھوویں چرا داغ ۷۹

(ف)

نامہ بھی کھتے ہر تو بہ غلط غبار میت ۷۸

نہیں تندر لٹا ہے ٹکھٹا مام کفوں پر ۶۰
 یکے نائل ہے وہ شکوہ تہاب آئینہ پر ۶۲
 بیشیش بسی ضبط جنوں فریاد تتر ۶۲
 یارای رسول یعنی اصحاب کبار ۳۲۲
 خندہ ہے خودی لکھ ہر دہان شرار ۲۲۳
 شیشیشہ آتشیں زنج پر نور ۶۲
 جس میں دغا و مہر و عبت کا ہے دفر ۲۷۷
 خدا سے فیں میں چاہوں انہر مہر ۳۲۳

(نس)

نیں غریب اور تو غریب نواز ۶۷
 نکاح عکس فروش ذلیل آئینہ ساز ۶۶
 کو بیاباں تشا و کجا جلالی مجر ۷۰
 داغ اطفال ہے دوا نہ یہ کسار ہنوز ۶۰
 نہ بندھا تھا یہ دم نقش دل مور ہنوز ۷۰
 جس خند آواز کو ہے شوق قاتل ہنوز ۶۰
 چاک گر زبان کو ہے دہلی تازی ہنوز ۶۶
 میں ہوں سراپ یکہ شمش آفتون ہنوز ۶۶
 بیگانہ دغا ہے ہوا سے چمن ہنوز ۶۵
 شام : تجھے باد دلت و بخت نیروز ۳۲۲
 (س)

عاسل دل ہنگی ہے ٹر کو تار اور بس ۷۱

اسے کاش تہاں کا خیر سیزہ شگاف ۳۲۰
جیسی مہرباں ہے شمار یک حرف ۷۹

(ک)

آئے ہیں پارہائے جگر درمیان اشک ۸۰
دیکھیں وہیں گرچہ دور ہیں یہ دونوں یار ایک ۳۲۱
سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں مگر سوتے تک ۸
ولی عہدی میں شہابی ہو مبارک ۳۲۲
زخم پرانے ہیں کب غفلان بے پروا تک ۸۰

(گ)

اسے آرزو شبید و نا، خوں بہانہ ہنگ ۸۱

(ل)

شکل ہے زبس کلام میرا اسے دل ۳۲۱

ہوں بوخت آنے آوارہ دشت خیال ۸۲

بد ہے آئینہ طاق بادل ۸۳

گرچہ ہے یک بیضہ طاق آسا تک دل ۸۴

ہر عنصر، غم سے جنے شک آسا شکستہ دل ۸۳

ساان ہزار متوجہ یعنی دل ۳۲۰

بہر عرض حال شبنم ہے رقم ایجاد گل ۸۵

ہے کس قدر چوک فریب و فائے گل ۸۶

(م)

کھانا افسیں کہ یہ پہلے ہیں آم ۳۲۸

کتاب ہے چرخ روز بعد گرد احترام ۲۵۷

حکیم و ناواق دانا ہے وہ لطیف کلام ۲۷۸

خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام ۳۲۳

جس دم کہ جاوہ و در ہوتا رہ نفس تلم ۹۰

حیدر آباد کی رشک بختان ارم ۲۷۹

اثر کندہی قریب و نارس معلوم ۸۷

اذا نکھا کہ حسرت کش یار ہیں ہم ۹۰

بیکہ ہیں بدست جھن بھن میاں ہم ۸۸

رہتے ہیں افسوگی سے سخت بیضہ و بزم ۸۹

اسے جہاں آفریں غدا کے کریم ۳۰۱

(ن)

صحت و لطف چرخ روز افزوں ۳۲۲

دولت و عز و جاہ روز افزوں ۳۲۳

اسے روشنی دیدہ شہاب الدین خاں ۳۲۱

دیکھئے مت چرخ کم سے سوئے غبطہ افسوگاں ۱۱۳

مرحبا سان فرقی آتی ۲۵۲

کہے ہیں ہم دہائیں نہ کیوں برہمن کے پائوں ۳۲۵

سروشک آشفہ سرتھا فطوہ نق ثرکان غنجنی ۹۰
 کیا منت میں امید کو دل تنگ نکالوں ۱۰۳
 طاروس فطوہ داغ کے گردنگ نکالوں ۱۰۳
 جوں دو کب چشم سے ہوں مج نکالیں ۱۰۱
 ہم غزوہ جس دن سے گرفتار ہلا ہیں ۳۲۴
 پاؤں میں جب وہ خاں باندھتے ہیں ۹۹
 جو مشق زلف و قبا باندھتے ہیں ۳۲۴
 ہم سے نہ پاؤں و قبا باندھتے ہیں ۱۰۰
 بزمِ ریشہ ناگ آٹے باندھنے میں نہاں ہیں ۳۶۴
 نقد فلف و معنی نگر تاجِ حرم گریباں ہیں ۱۱۵
 کہ آہو کو پابندِ دم دیکھتے ہیں ۹۴
 قبا و گی میں قدم استوار رکھتے ہیں ۱۰۸
 تن پہ بند ہوں ورنہ داؤد رکھتے ہیں ۱۰۲
 اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں ۳۶۱
 یہ غفلتِ عطر گل ہم آگئی فوڑھتے ہیں ۶۹
 ہم کو جینے کی امید نہیں ۱۱۵
 ظاہر و سرچھہ افتاد گاہ گرا نہیں ۱۱۲
 نشہ سوزشِ دل درخوردِ عتاب نہیں ۳۲۴
 ضبط سے مطلب بجز وارستگی دیگر نہیں ۱۱۳
 کہ پر بڑا و نظر قابلِ تسخیر نہیں ۹۵
 وگرنہ تاب و توان بال و پر میں ٹھک نہیں ۱۱۵

ہوئی ہیں آپ شرمِ کاشش یہاں سے تدریس ۱۱۰
 صاف ہے از بیکہ کس گل سے نظار چمن ۱۰۰
 میں جھولا نہیں تھو کہ اے میری ماں ۳۲۴
 اس بندی کے نصیبوں میں پہنچتی ایکسٹن ۹۲
 توڑے ہے مجرٹھک حوصلہ پر روئے نہیں ۳۳۶
 مژدہ اے دہروانی راہِ سخن ۲۹۴
 اس قدر ضبط کہاں پہنچیں آجی نہ سکوں ۳۲۴
 خوش و جھٹے کہ عرضِ جنونی دفاکوں ۹۱
 نائے دلی کھول کے دوچار کروں یا نہ کروں ۳۹۴
 درم و دام اپنے پاس کہاں ۳۲۴
 اس سقم گر کہ انفصال کہاں ۹۳
 پتیں بادۂ ناب اور آم کھاتیں ۲۸۱
 آئندہ کہوں کہ آہ سوارِ ہوائیوں ۹۳
 اپنا احوال دل تار کہوں یا نہ کہوں ۳۶۴
 مرگِ شیریں ہو گئی تھی کہیں کی ٹھک میں ۱۰۴
 یا مہن ہی میں قہی ٹھانی کس میں؟ ۳۲۴
 کیا ان دونوں ہسر پر ہاری فراخ میں ۲۹۴
 مگر جو ہر امتیاز ہوتا عالم میں ۳۲۱
 فزوں کی دوستوں نے عرصہ قاتل نہ کھینچیں ۵۸
 اے فرما سازِ قداش سرکوتِ عتاب ہوں میں ۱۰۴
 شاید گدائی ہر در نہیں ہوں میں ۳۹۵

- ۳۲۵ شمشیر صاف یار جہز ہر اب دادہ ہو
۱۱۸ بے دروس بیکجہ الفت فرو نہ ہو
۳۲۱ اسے منشی خیر و سر سخن ساز نہ ہو
۲۶۸ ہر جہز جو عیش جو تری جہت نہ ہو
۳۲۵ گاتی حین شہر کی بیگم - غنا یا ہو

(۷)

- ۳۲۰ اسے کثرت فہم بیشمار اندیشہ
۱۲۹ سیما ب ہاش و کمر دل ہے آئینہ
۱۲۳ رفتار سے شیرازہ اجڑائے قدم بانہ
۳۲۲ یارانِ نبی سے رکھ تو قہ بالئہ
۱۳۱ جو جس دل ہے نشہ ہائے غربت بیدل نہ پتہ
۱۲۳ جز دل سراغ درو بہ دل خشکوں نہ پوچھ
۱۲۵ ہسکے پیتے ہیں ادبِ فنا پر مستحیدہ
۳۲۹ شب وصال میں بوسن گئی جو بی تکیہ
۲۳۶ ملاؤ کشور و لشکر پناہ شہر و سپاہ
۱۲۳ غنچے صفو بہرت سے سبقِ اخواندہ
۱۲۵ شکوہ و شکر کو ٹمڑیم و امید کا کچھ
کلفت ربیعہ این داس خلقت متواسم
۳۲۹ گمنی ہیں سال کے رشتے میں ہیں بارگاہ
۵۵ جانے کہ پائے سیل بلا درمیاں نہیں
۱۱۱ بے داعی، جیل جو تے ترک تنہائی نہیں
۱۱۵ طاقت حریف لبثت آزار بھی نہیں
۳۲۲ فضل شمع مزار میں جو آجاتا ہوں
۳۲۲ میں فاقہ خدا و نبی و امام ہوں
۱۰۵ سودائے عشق سے دم سرو کشیدہ ہوں
۱۰۵ خوں و رنجِ بخت پر ندوی رسیدہ ہوں
۳۲۵ ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں
۹۶ ہے ترجم آفریں آرائش بیدادیاں
۹۲ شعر اسد کے ایک دو پٹھکے اسے سنا کر یوں
نکلنے نے تلف کی میکے کی آہوں
۳۲۸ جو اسے حال دہلی والور سلام ہو
۲۹۰ سلام اسے کہ اگر بادشاہیں اس کو
بہنس کے بولا کہ ترے سر کی قسم ہے ہم کو
۲۲۲ دیکھتا ہوں اسے حتیٰ جبکی توتا مجھ کو
۱۲۱ رنگِ خرب ہے صورتِ جہد و ناگرو
۱۱۶ حسدِ نیما سے دل عالم آپ تماشا ہو
۱۱۷ اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو
مبادا بے تکلفِ فصل کا برگ و نواگم ہو
۲۸۹ ہاں اسے نفسِ بادِ سحر شعلہ نشان ہو
بیولا صورت کا بوس پھر خواب گراں کہیں ہو

(ی)

- ۲۱۸ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی
۲۹۵ ایک دن شل چنگ کاغذی
۳۰۹ کہیں ہر جہان تلے گردش گزوں میں بھی
۱۸۹ سے اہل بزم کوئی تو بولو مذاغی
۱۸۱ نگاہ یاد نے ہب من بحیف تزلزلت کی
تھر ہے یہ غالب یزداں پرست کی
۱۳۷ اگر بیاد نہ کرنا آئینہ زنجیر جوہر کی
۱۶۹ پھونکتا ہے ناز ہر شب صرا سرفیل کی
۲۶۳ عاشق ہے اپنے حاکم عادل کے نام کی
۱۳۵ کون کیا گرم جوشی میٹھی میں شطرنج دیوان کی
۳۲۵ نہ جھوٹے پر یہ باتیں ہیں و بہن کی
۲۱۹ بخیہ جسے کہتے ہو شکایت ہے، رفو کی
۱۳۶ جڑ تہمت کش تکیں نہ ہو گردش ادائی کی
۱۳۱ مری طاقت کہ خامی متی تہوں کے نذر خانے کی
۱۹۱ وحشت کہاں کہ بیخودی آشاہ کرے کوئی
۱۹۱ آئینہ خیال کو دیکھا کرے کوئی
۳۰۷ گھٹتے گھٹتے پائوں کی زنجیر آدمی رہ گئی
۱۷۹ بے خود زبک خاطر قیاب ہو گئی
۳۲۱ جن لوگوں کو ہے لمحہ سے عداوت گہری
۱۳۱ سر پہنچتے ہیں اپنا ہم اور نیک نامی
۲۸۵ واہ و اشرف محنت سے رہی
- ۳۲۶ پھر بھی جی پاتا ہے اور ہوں جنام اجی
۱۸۹ دلا حبش ہے تکتے خاطر افروزی
۱۷۸ یہ سرفشت میں میری ہے اشک آشنائی
۲۲۳ کہ زبان سرمد آرد نہیں تیغ اصغباتی
۲۸۵ نقش و ہر میں بسنت آئی
۲۰۹ نظر پرستی دیکھاری و خود آرائی
۱۳۱ خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہی کوئی بھی
۳۰۹ کہیں ہر جہان تلے گردش گزوں میں بھی
۳۰۳ در یوزہ سا مانا ہے بے سرو سامانی
۲۸۲ مستدیش پر بندہ پائی
۲۸۲ فراز مستدیش و طرب جگہ پائی
۲۸۲ آب و تاب انقلاب کی پائی
۱۷۳ اسے خیال وصل نادر ہے آشنائی تری
۱۷۰ نگاہ اس چشم کی افروزی کسے ہے توانائی
۲۸۲ بچے جوگ آیا اور وہی
۳۲۷ بھابھے شیریں اگر چھوڑ لی ج کوہلی
۲۷۳ ہیں ہوں مشتاق جفا، لہر پہ چھا اور ہی
۲۷۲ آپ نے سنی انصر کہا ہے تو سہی
۱۳۱ ایک دن مگر نہ ہوا بزم میں ساتی نہ ہی

خورای کو بھی اک عمار ہے عالی نہیں سے ۱۳۰
 دیکھتا ہوں دشت چشم خروش آوارہ سے ۱۳۵
 گمائے طاقت تحریر ہے زباں تجھ سے ۱۰۹
 ہے نگہ رشتہ شیرازہ مژگاں مجھ سے ۱۳۹
 خواب جمیت قتل ہے پریشانی مجھ سے ۱۳۹
 وہ دیکھا ہائے کبیرت یکا بلے ہے مجھ سے ۱۳۰
 کیا ہے ترک و دیا کا بلی سے ۱۶۹
 خدایا دل کہاں تک میں ابد بخ و تب کاٹے ۱۸۱
 ہوں خندہ طالع کوئی باقی گناہ کیجے تو خیر کیجے ۳۳۶
 اسے خوشاوتے مگر ساقی یکے نکال داکرے ۱۸۸
 محو آرامیدگی سا ابی بیتیائی کرے ۱۸۷
 کرک شب تارا سامر پر افشانی کرے ۱۳۸
 دل لیجئے مگر مرے ارماں نکال کے ۳۲۷
 یوں جد ضبط افست چروں گردیاد کے ۱۴۲
 دامان دل بہ وہم تماشائے کھینچے ۱۹۸
 تاکہ چند نازہ مسجد و بتخانہ کھینچے ۱۹۷
 گھر سے نکالے ہے اگر ہاں نکالے ۲۷۳
 آج کھینچے کا دن ہے آؤ گے ۳۲۷
 تشنہ خون تماشا بردہ پانی مانگے ۱۳۸
 تھے یہ ہی دو حساب سویلوں پاک ہو گئے ۱۹۷
 خجست گدازی نفس نار سا لے ۱۳۳

یہی نہیں کہ مشق و دیاں اٹھائے ۱۳۰
 عجب نظارہ قاتل دم پہل آتے ۲۷۵
 بنم اس بارش میں جب آئے تو گریں آئے ۳۳۶
 چند نفس غفلت بہت سے برآوے ۲۱۲
 فی عشاق نہ غفلت کبش تدبیر آوے ۲۱۱
 روئے غنچہ گل سوئے آشیان پر جانے ۳۳۶
 نہ تو رکھنے کو ہم و ہر میں کیا رکھتے تھے ۲۷۵
 نہ مئے تھے غراک شیریں تو رہتے تھے ۲۲۸
 تھے کا جواب کیوں جیسا کرتے ۳۳۱
 ہر گلو کو لہ چشم تو عدد ہائے ۱۸۳
 لڑکھ حسن و الفت کی نہ ہر شیدائی جانے ۲۱۵
 نواسے خفتہ الفت مگر قیام ہو جائے ۱۹۹
 تبسم ہر گل کو بخیزد دامن نہ ہو جائے ۱۵۵
 آشیان طائر دنگب خاں ہو جائے ۱۶۳
 مژگان کو کہن رنگہ خاداکیں جسے ۱۶۸
 اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر سے ۲۷۱
 وہ نہ چاہتے ہو کہ جو بات چاہئے ۲۱۸
 چاہئے خواب کو جتنا چاہئے ۲۱۹
 عاشق نقاب جلدہ مانانہ چاہئے ۱۳۷
 کہیں زمانہ ملاو دل خراب تو دے ۲۲۰
 پھر آئیمہ سر گھبرا گیا تھا جی بیا باں سے ۲۸۳

بہ بزمِ بے پرستی مرتبہ تجلیف یہاں ہے ۵۳
 تھقل مشرقی سے نامہای بکر پیدا ہے ۱۵۲
 مسجد کے زیر سایہ اک گھر بنالیا ہے ۳۲۷
 زرافشاں مانگ ہے اور ہنر سیرک و شالکت
 رابطہ تیز آہیاں دروئے صد ہے ۴۴
 گزیاں سر نہ کھینے تھلی عجب نفا ہے ۷۵
 کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ غم و غم کیا ہے ۲۷۲
 یہ خط نہیں تو اور کیا ہے ۶۸
 وہ خود کہے کہ بتا تیری آرزو کیا ہے ۶۸
 اثر سوزِ محبت کا قیامت بے گناہ ہے ۱۵۲
 روز اس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے ۳۲۷
 دیکھ وہ برقِ قہم بکے دل بیتاب ہے ۲۷۱
 جو دانہ دم میں ہے سوا شک کباب ہے ۱۳۲
 نگاہِ خفتہ سرِ رختہ سلامت ہے ۱۵۸
 اسد اللہ خان قیامت ہے ۳۲۵
 چار سوئے عشق میں صاحبِ دکانی نکست ۳۱۳
 چشمِ گرہانِ بوسل شوقِ بہار وید ہے ۵۳
 عیفاً ہے دل اہل زمانہ شاد ہے ۲۸۲
 منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے ۱۶۶
 حیات بکے تجھ سے گرمی بازارِ برتر ہے ۱۵۳
 جنوں رسوائی وار غلی زنجیر بہتر ہے ۲۰۲

یاد ہے شادی میں غنڈا لیا ہے ۱۵۸
 ہنستے ہیں دیکھ دیکھ کے سب تون ہے ۳۷۵
 آیا ہر اک مکانِ نظر لا مکان ہے ۲۲۶
 کاوش و زورِ جن پر شیبہ افسوس ہے ۱۸۵
 ہم زبان آیا نظرِ کعبہ سخن میں تر ہے ۱۳۶
 باعثِ دامادگی ہے معرفتِ تجھے ۱۴۰
 ترجیں رکھتے ہے شرمِ قطروں سا نی ہے ۱۵۷
 مانعِ تجہی ہی دگس سے ڈرتا ہے ہے ۱۶۲
 ماہِ نو ہوں کہ ناکِ بزمِ سکنا ہے ہے ۳۰۵
 عمر بھرا یک ہی پہلو پہ سلامت ہے ہے ۳۲۵
 شکلِ طائوس کو قرار بنایا ہے ہے ۲۰۱
 ہر رنگ سوزِ پردہ یک ساز ہے ہے ۱۸۸
 نقشہ بخشِ غیب اس ساعزِ خالی نہ ہے ۳۱۸
 ذرا کر زور سینے پر کہ تیغ پرستم نکلی ۳۲۶
 میری دلی ہی میں جونی حق و خوری نکلتے ۱۳۲
 اٹنے نہ پاتے تھے کہ گرفتار ہم ہوتے ۲۱۹
 زلفِ سیاہِ مرغ پہ پریشان کئے ہوتے ۲۱
 تھے یہ ہی دو صاحبِ سویں پاک ہو گئے ۲۲۱
 ہوا جب حسنِ کمِ خطِ بھڈا رسا وہ آتا ہے ۱۸۲
 دیکھنے کیا جواب آتا ہے ۳۲۸
 بتا تو بہ کہ تو تم کیا ہر جب ادا آتا ہے ۳۲۶

جہاں زندانِ موجتبانِ دلہائے پریشاں ہے ۱۳۵
 خطِ رخسارِ ساقی تا حیطِ ساغرِ حیاں ہے ۱۳۶
 داغِ پشتِ دستِ حجرِ شعلہٴ غم بہ نعلِ ہے ۱۳۷
 شفقِ بدجہریِ عاشقِ گراہِ رنگیں ہے ۱۳۸
 عذابِ یارِ نظرِ بندِ چشمِ گریاں ہے ۱۳۹
 ہم بھی اسی میں خوش ہیں کہ تاہم ہاں ہے ۱۴۰
 نکتوں پہ تھکت پیش پاِ افتادہٴ محض ہے ۱۴۱
 یہ مصوفِ تاجِکے نہیں ہے ۲۲۰
 بلکہ حیرتِ رم آئینہٴ پروازِ زانو ہے ۱۴۲
 ہم ہر آئینہٴ ساں رخاں ہل آسودہ ہے ۱۴۳
 مادہٴ صحرائے آگاہی و شعاعِ جہر ہے ۱۴۴
 عودِ فردوسی لگتے سستی بلکہ جلتے غنچے ہے ۱۴۵
 بلکہ زیرِ فلکِ پآبِ طراوتِ واہ ہے ۱۴۶
 دہمِ واپسین بر سرِ راہ ہے ۲۲۸
 گرے سرِ خوارگیِ شوقِ بیابانیِ زدہ ہے ۲۲۹
 بہرِ پروردگارِ سراِ مطلقِ گسترِ سایہ ہے ۱۴۷
 نشہٴ مے ہے پیرِ دودِ چراغِ کشت ہے ۱۴۸
 ترقیِ صغریٰ جہلِ آبیارِ نغمہ ہے ۱۴۹
 نظریہٴ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے ۱۵۰
 فرستِ آئینہٴ صدِ نگاہِ خودِ آوازی ہے ۱۵۱
 شرہٴ پہلوئے چشمِ مے جودِ اورنگِ بانی ہے ۲۰

ذوقِ بے پرواِ خرابِ دشتِ تیغ ہے ۱۵۲
 بلکہ حیرت سے زپا افتادہٴ زلفِ ہے ۱۵۱
 ضبط سے جوں مروکِ اسپندِ قامتِ گیسو ہے ۱۵۲
 جس جانِ نسیمِ شانہٴ کشِ زلفِ یار ہے ۱۵۳
 بلکہ چشمِ از استعارِ خوشِ طالعِ بزم ہے ۱۵۴
 وہ مژدہٴ برآہِ رو بہِ نیندِ ازلِ تیز ہے ۱۵۵
 چشمِ خرابِ مے فروغِ نشہٴ زبانا ہے ۱۵۶
 اتنا بھی اسے فلکِ زدہ کیوں ہے حواسِ ہے ۱۵۷
 ہر مویِ گردِ راہِ مے سرِ گردِ دشت ہے ۲۱۸
 حکمِ بے تابی نہیں اور آرمیدِ منہ ہے ۲۱۹
 سو خفاں کی خاک میں برینشِ نقیضِ داغ ہے ۲۲۰
 بلکہ سوادےٴ خیالِ زلفِ و خشتِ خاک ہے ۱۵۹
 زنگارِ خوردہٴ آئینہٴ یکِ برگِ پاک ہے ۲۰۹
 دریا ز میں کو عرقِ انفعال ہے ۱۶۳
 تکلفِ برطرتِ آئینہٴ تیزِ حاکم ہے ۱۶۴
 دیکھ تری خستہٴ گرمِ دلِ تپشِ رم ہے ۱۶۵
 صبح سے صبحِ آفتابِ ظہورِ شام ہے ۱۰۸
 بہارِ تعزیتِ آفتابِ عشقِ ماقم ہے ۱۰۹
 غم و عشرتِ قدمِ برسِ تسلیمِ آئین ہے ۱۱۰
 یہ نقصِ ظاہریِ رنگِ کمالِ بیخِ پنہاں ہے ۱۶۵
 خوابِ غفلتِ یہ کیوں گاہِ نظرِ پنہاں ہے ۲۰۵

عاشق کو غبارِ دل یک وجہ صفائی ہے ۱۴۳

مری فریاد کو کہ ساز سازِ حمزہ مال ہے ۱۴۲

دوانِ ماسے گویا صبا بکھتی ہے ۱۴۱

دل بیمار از خود رقتِ تصویرِ نہالی ہے ۱۴۰

زخمِ دل تم نے دکھایا ہے کہ بجائے ہے ۱۳۹

حالتِ تم سے عاشق کی یہ اب آنہی ہے ۳۲۶

بیگانی یا دوستِ ہمہ نگہِ توستی ہے ۲۱۴

بے قراری کا حکم جاری ہے ۲۱۹

زلفِ سیاہی نظرِ بدلتی ہے ۱۹۹

کاشادہ ہستی کو برانداختنی ہے ۲۰۸

کششِ بحرِ بیتاب ترود و ٹمکنی ہے ۲۰۷

نوٹ ۱: (۱) جدید ہی آئی نے کئی نکل اور فیض میں اپنی کتاب نکل شرحِ غلاب میں غلاب سے منسوب کرتے ہوئے ہی
کی شرح بھی لکھی ہے۔ ان میں سے صرف ایک نکل ایسی ہے جس پر غلاب کی تعلیمات برلے کا اعلان موسمِ بہار ہے
بہا شعر ہے:

آفتِ پہلک ہے کچھ نہ میں دہن چہل ہنس ہنس کے گلستاں میں شاہِ بہار

(۲) صغیر ہلالی کو غلاب نے اپنے خط مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء میں یہ شعر لکھا تھا۔ عرشی صفر ۲۰۶
ہوا اور پورے خطوطِ غلاب :

سینیں ہر کے ستر ہوتے شہاد ہیں بہت بچوں تو بچوں اور میں چادر ہیں

(۳) پیر و مرشد مسند کیجئے گا (اردو کے معلق ص ۳۱) عرشی صاحب نے معلق پلاس کے ساتھ "میں
نے ہن کا کچھ نہ لکھا حال" بھی لکھا ہے لیکن غلاب نے خط میں "میں نے جتنا لکھا کہ حال نہ لکھا" تحریر کیا ہے

کتابیات

- ۱۔ دیوانِ غالب (تکلی، نسخہ شیرازی۔ لاہور)
- ۲۔ دیوانِ غالب (تکلی، نسخہ کیمبرلین۔ لکھنؤ)
- ۳۔ دیوانِ غالب (تکلی، کراچی میوزیم کراچی)
- ۴۔ دیوانِ غالب نسخہ حمیدیہ۔ بھوپال
- ۵۔ دیوانِ غالب : نظامی کاپی خور۔
- ۶۔ دیوانِ غالب : مطبع مفید تلواریں۔ آگرہ
- ۷۔ دیوانِ غالب : مطبع نظامی۔ بدایوں
- ۸۔ دیوانِ غالب : مرتبہ عرشی۔ علی گڑھ
- ۹۔ دیوانِ غالب : مرتبہ بانک راجہ۔ دہلی
- ۱۰۔ دیوانِ غالب : قریب مہر لاہور۔
- ۱۱۔ دیوانِ غالب : طاہر ایڈیشن۔ دہلی
- ۱۲۔ اردو کے متقی : ۱۸۹۹ء۔ دہلی
- ۱۳۔ اردو کے متقی : مبارک علی لاہور۔
- ۱۴۔ خطوطِ غالب : مرتبہ پیش پر شاہ قلیا باد
- ۱۵۔ خطوطِ غالب : مرتبہ مہر لاہور۔
- ۱۶۔ عود ہندی۔ نرگشور۔ کھنؤ
- ۱۷۔ شرح دیوانِ غالب : مرتبہ حسرت موہانی
- ۱۸۔ انکشیف الحکمت : حکیم سلیم خاں
- ۱۹۔ احوالِ غالب : علی گڑھ
- ۲۰۔ مکاتیبِ غالب : امتیاز علی عرشی۔
- ۲۱۔ انتخابِ غالب : عبد الرزاق راشد
- ۲۲۔ دیوانِ معروف : ابلی بخش معروف
- ۲۳۔ سراپا سخن۔ کھنؤ
- ۲۴۔ بیوۂ خضر و صغیر بنگواری
- ۲۵۔ متفرقاتِ غالب : مسعود حسین رضوی
- ۲۶۔ لال قلم کی جھکیاں : ناصر زبیر فراق
- ۲۷۔ یاد و نگارِ غالب : حالی۔ لاہور
- ۲۸۔ عمدہ منتخبِ تکلی، کراچی میوزیم۔

رسائل

- ۱۔ رسالہ تحفہ - حیدر آباد دکن ۴۔ مجلہ عثمانیہ - حیدر آباد دکن
- ۲۔ اہلال - کلکتہ ۵۔ صیار - کلکتہ
- ۳۔ قومی زبان - کراچی ۶۔ ہماری زبان - علی گڑھ
- ۴۔ علی گڑھ میگزین - علی گڑھ ۸۔ نقوش - لاہور
- ۹۔ رسائل آجکل - دہلی ۱۰۔ رسائل ماہ نو - کراچی
- ۱۱۔ صحیفہ - لاہور ۱۲۔ مجلہ مکتبہ - حیدر آباد دکن

ادارۃ یادگار غالب کی تازہ مطبوعات (۱)

۱۰۰ روپے

قادر نامہ

۲۰۱۳ء

مرزا اسد اللہ خاں غالب (متن مرتبہ عسین سروری)

۶۰۰ روپے

منم خانہ عشق

۲۰۱۳ء

غشی امیر احمد یثاتی (مرتبہ عشق احمد بیلائی)

۲۵۰ روپے

نگارشات شمیم

۲۰۱۳ء

منظر حسین شمیم (مرتبہ ڈاکٹر خالد ندیم)

۶۰۰ روپے

اقبال شناسی اور ماہنامہ نگار

۲۰۱۳ء

پروفیسر شہناز پروین

۶۰ روپے

انتخاب کلام امیر یثاتی (عشقیہ)

۲۰۱۳ء

مرتبہ خالد یثاتی

۱۰۰ روپے

انتخاب کلام امیر یثاتی (نعتیہ)

۲۰۱۳ء

مرتبہ ڈاکٹر مجتبیٰ الفردوس

اردو کے مایہ ناز شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب نے ۱۸۳۲ء میں اپنا دیوان خود ترتیب دیا اور اس میں سے کئی اشعار نکال دیے۔ آج کل دیوان غالب کا جو نسخہ بالعموم دستِ یاب ہوتا ہے وہ اسی نسخے کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔ لیکن بعض اہل علم نے دیوان غالب کے دیگر مستند نسخے بھی مرتب کر کے شائع کرائے ہیں۔ ان نسخوں میں ایسے اشعار خاصی تعداد میں ہیں جو غالب نے ۱۸۳۲ء کے انتخاب میں شامل نہیں کیے تھے۔ امتیاز علی خاں عرشی کے مرتب نسخے المعروف پنچہ عرشی میں ایسے اشعار خاص طور پر موجود ہیں۔

بالفاظ دیگر غالب کے متداول دیوان میں کثیر تعداد میں ایسے اشعار شامل نہیں ہیں جو مختلف مستند نسخوں میں بکھرے پڑے ہیں اور گویا غالب ہی کا کلام ہیں لیکن غالب نے انھیں خارج کر دیا تھا۔ مسلم ضیائی (۱۹۷۷ء۔ ۱۹۸۱ء) ہمارے ان محققین اور غالب شناسوں میں شامل ہیں جنھیں ہم نے بہلا دیا حالانکہ انھوں نے غالب پر خاصا اہم کام کیا تھا۔ انہی کاموں میں ایک زبردست نظر کام بھی تھا جس میں انھوں نے دیوان غالب کے مختلف مستند نسخوں سے ایسے تمام اشعار جمع کر کے ان کو ردیف وار (یعنی ردیفوں کی الف بائی ترتیب سے) مرتب کر دیا جو متداول دیوان میں نہیں ہیں۔ ابتدا میں اصناف کی فہرست بھی دے دی ماس طرح اشعار کی تلاش آسان ہو گئی۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان قلمی نسخوں کی تفصیل اور اختلاف جمع بھی درج کر دیے۔ ساتھ ہی ان اشعار کے متن میں مختلف تراجم کو بھی ظاہر کر دیا اور نسخوں کا حوالہ بھی دے دیا۔ گویا سہولت اور استناد دونوں لحاظ سے یہ کام ناقابلِ ستائش ہے۔

اس کتاب کو ادارہ گویا دکنار غالب نے ۱۹۶۹ء میں غالب کی صد سالہ برسی کے موقع پر شائع کیا تھا اور یہ عرصے سے نایاب تھی۔ اس کی اشاعت دہائی ادارے کے لیے ہامیتِ سرست ہے اور امید ہے کہ غالب کے چاہنے والوں کے لیے بھی خوشی کا باعث ہوگی۔

ردیف پارکے